گلدستۂ نثر

مرتبہ

پنڈت کشن پرشاد کول بی اے

اڈیٹر "ہندوستانی" وممبر سرونٹس آف انڈیا سوسائٹی

معہ دیباچہ

از

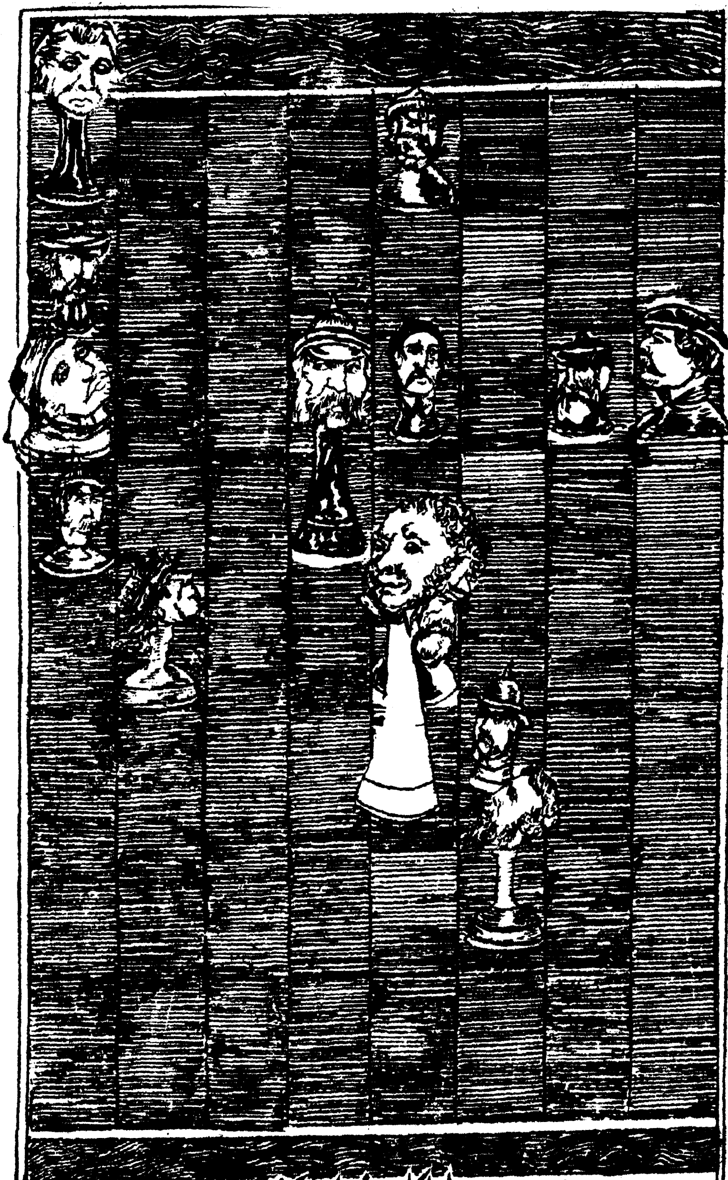
پنڈت برج نرائن چکبست لکھنوی

سنہ ۱۹۱۵ع

باہتمام پنڈت کشن پرشاد کول پرنٹر و پبلشر ہندوستانی پریس نظیر آباد لکھنؤ میں طبع ہوا

اول ایڈیشن ۲۰۰۰

فہرست مضامین



پولیٹکل شطرنج

(مشرح کیفیت تو الگ صفحہ پر دی گئی ہے یہاں صرف اسقدر بتا دینا کافی ہے کہ سیاہ بازی روسیہ کی اور سفید بازی انگلنڈ کی ہے - اور چال روس کی ہے)

التماس

منشی محمد سجاد حسین صاحب کی وفات کے بعد یہ خیال پیدا ہوا کہ اس نامور شہنشاہ اقلیم ظرافت و سچے ہمدرد قوم کی یادگار اگر قائم ہو جاتی تو اچھا تھا۔ بعض دوستون نے یہ مشورہ دیا کہ منشی صاحب مرحوم کی یادگار اس سے بہتر اور کوئی نہین ہو سکتی کہ انکی ۳۶ سال کی محنت کے نتیجہ یعنی پنچ کے لٹریچر کو ضایع ہونے سے بچایا جاوے۔ اس سے انکی یادگار بھی قائم رہجائیگی اور اردو علم ادب کا قیمتی ذخیرہ بھی ضایع ہونیسے بچ جاویگا۔ پس وہ پنچ کے منتخب مضامین کا ایک گلدستہ تیار کرنے کا ارادہ کیا گیا گو یہ کام شروع مین بہت مشکل معلوم ہوتا تھا۔ لیکن جناب راجہ صاحب محمود آباد کی حوصلہ افزائی امداد و مشورہ نے بالآخر اسکی پہلی منزل طے کرادی اور آج ہم گلدستہ پنچ کی پہلی جلد ہدیۂ ناظرین کرتے ہین حتی الامکان مجموعہ کو دلچسپ اور کتاب کی صورت و سیرت کو مقبول عام بنانے کی کوشش کی گئی ہی تاہم دو ایک باتون کی کمی ہم خود محسوس کرتے ہین لیکن ہم اس وجہ سے مجبور ہین کہ ان نقائص کا دور کرنا ہمارے حیطۂ امکان سے باہر تھا۔ یعنی بعض نہایت اعلی د کے مضامین اس وجہ سے شامل نہ کئے جاسکے کہ خوف تھا کہ انکی آزاد خیالی اور بیباکانہ طرز تحریر ممکن ہی کہ پریس ایکٹ کے طبع گرامی کے لیے بار خاطر ہو۔ اور بعض دوسرے مضامین اپنی ظرافت کی تیزی مین موجودہ تہذیب کے دائرہ سے بہت

آگے نکل گئے ہین اور بیسوین صدی مین انکا شائع کرنا خالی از قباحت نہین۔ اس کمی کی ایک اور وجہ یہ بہی ہوئی کہ اسوقت تک ہمکو ... ذخیرہ اودہ پنچ کی جلدون کا باوجود بے حد کوششون کے دستیاب نہ ہوسکا اور اب بہی ۷ جلدون کی کمی باقی ہے لیکن یہ کمی ہمین امید ہے کہ دوسری جلد کی اشاعت تک پوری ہوجائیگی۔

اس جلد مین ہم علاوہ متفرق مضامین کے منشی محمد سجاد حسین صاحب مرزا مچھو بیگ ستم ظریف۔ پنڈت تربہون ناتہ ہجر۔ نواب سید محمد آزاد اور منشی جوالا پرشاد صاحب برق کے مضامین کا انتخاب مع سوانحی حالات اور اونکی تصاویر کے شایع کرتے ہین دوسری جلد مین علاوہ ان صاحبون کے مضامین کے منشی احمد علی صاحب شوق سید اکبر حسین صاحب اکبر اور احمد علی صاحب کسمنڈوی کے مضامین کا انتخاب مع تصاویر و سوانحی حالات کے شایع کیا جاویگا۔

اس کتاب کی ترتیب دینے مین جو امداد اپنے عزیز دوست پنڈت برج نرائن صاحب چکبست اور قدیم عنایت فرما پنڈت منوہر لال صاحب زتشی سے ملی ہی اسکا شکریہ راقم الحروف پورے طور سے ادا نہین کرسکتا علاوہ برین پنڈت منوہر ناتہ صاحب ... خان بہادر نواب سید محمد صاحب آزاد۔ و منشی محفوظ علی صاحب پنشنر ڈپٹی کلکٹر بہی میرے شکریہ کے مستحق ہین کیونکہ ان صاحبون نے جب کبہی مجہکو ضرورت ہوئی کبہی مدد سے دریغ نہین فرمایا۔

مولف

دیباچہ

ہندوستان کے جس جس گوشہ مین اُردو زبان کا نغمہ سنائی دیتا ہی وہان شاید کوئی ایسا شخص ہو کہ جس کے کان اودہ پنچ مرحوم کے ذکر خیر سے آشنا نہ ہون۔ اودہ پنچ نے تیس پینتیس سال تک اپنی عالمگیر شہرت و وقار کے پردہ مین اخبارونکی دنیا مین سلطنت کی ہی اور اسکی پرانی جلدون کے گورغریبان مین اکثر ایسے اہل کمال و فن ہین جن کے قلم کی دہاگ دلون مین لرزہ پیدا کرنے کے لیے کافی تھی۔

جس وقت اودہ پنچ نے دنیا مین جنم لیا اُسوقت اخبار نویسی کا فن ہندوستان مین تخمینًا چالیس سال کے نشیب و فراز دیکھ چکا تہا۔ ۱۸۳۶ء مین پہلے پہل سرکار کی جانب سے ہندوستان کی بے زبان رعایا کو اخبار نکالنے کی نعمت عطا ہوئی اور ۱۸۷۷ء مین اودہ پنچ نے زبان اور ظرافت کے چہرہ سے نقاب اُٹھائی۔ اس چالیس[1] سال کے عرصہ مین اُردو کے بہت سے اخبار جاری ہو چکے تھے۔ مثلاً لاہور مین اخبار عام اور کوہ نور کا دور تہا یہ اپنے وقت کے نامور اخبار تھے۔ دہلی مین اشرف الاخبار کی آواز سنائی دیتی تھی وکٹوریہ پیپر سیالکوٹ سے جاری تہا۔ کشف الاخبار بمبئی اور جریدہ روزگار مدراس مین اُردو کا نقارہ بجا رہا تہا۔ کارنامہ اور اودہ اخبار لکھنؤ سے شائع ہوتے تھے۔ عرصہ ہوا کہ کارنامہ کا کام تمام ہو گیا۔ اودہ اخبار ابھی تک اپنے بڑہاپے کی شرم رکھے ہوے ہی مگر اسکا جو رنگ اب ہی وہی جب تہا۔ انکے علاوہ اودہ پنچ کی اشاعت

---

[1] ان اخبارون کے اکثر حالات منشی بالمکند گپتا مرحوم کے اُردو اخبارون کے تذکرہ سے اخذ کیگئے ہین جو بھارت متر اور زمانہ مین شائع ہوا تہا۔

کے قبل بہت سے اُردو اخبار اپنی پیدائش اور موت کی منزلین طے کر چکے تھے مگر قابل غور یہ بات ہے کہ یہ اخبار محض خبرون کی تجارت کرتے تھے۔ بجز لارنس گزٹ کے جو کہ میرٹھ سے شائع ہوتا تھا اور جسکی نظر رعایا کے حقوق پر رہتی تہی عام طور سے اِن اخبارون کا نہ کوئی خاص پولیٹکل یا سوشل مسلک تہا نہ کسی مستقل دستور العمل کے پابند تھے۔ اُردو اخبار نویسی کی تاریخ مین اودھ پنچ اور ہندوستانی پہلے دو اخبار ہین جنہون نے اخبار کو محض تجارت کا ذریعہ نہ سمجھا بلکہ مغربی اصولون پر اخبار نویسی کی شان پیدا کی اور اپنا خاص مسلک قائم کیا۔ ہندوستانی کا دور اودھ پنچ کے چھہ سال بعد شروع ہوا اور جس پولیٹکل رشی کے دماغ کا یہ اخبار کرشمہ تہا اس نے بہی اپنے ذات کی طرح پولیٹکل خدمت کے لئے وقف کر دیا تھا۔ اودھ پنچ گو کہ ظرافت کا پرچہ تہا مگر پولیٹکل اور سوشل معرکہ آرائیون سے بے خبر نہ تہا۔ اسکا مستقل سوشل اور پولیٹکل مسلک تہا۔ اس صوبہ مین ہندوستانی کانگرس کا چراغ سمجھا جاتا ہے مگر جن گوشون مین اس چراغ کی روشنی کا گذر نہ تہا وہان اودھ پنچ کی بجلی چمکا جو ندپیدا کرتی تہی۔ سوشل اصلاح کے معاملہ مین اودھ پنچ لکیر کا فقیر تہا جسے روشنی کے نادان دوستون کی حماقت کا پردہ فاش کرنے کے علاوہ اسکی ذات سے اس تحریک کو کوئی نفع نہین پہونچا۔ ظرافت کے اعتبار سے یہ اپنے رنگ کا پہلا پرچہ تہا۔ اکثر ظریفانہ اخبار مثلاً انڈین پنچ بمبئی پنچ بانکے پور پنچ وغیرہ اس کی تقلید مین نکلے مگر وہ دنیا کی ٹھوکرین کہا کر ختم ہو گئے۔ زمانہ سے کسی کو شہرت و ناموری کی سند نہین ملی۔ اودھ پنچ کا جادو اُردو زبان پر عرصہ تک چلتا رہا اور اس طولانی زمانہ مین جو خدمات اودھ پنچ سے ظہور مین آئین اُنپر نظر ڈالنے سے اُردو نویسی کے دربار مین ہم اسکا صحیح مرتبہ قائم کر سکتے ہین اودھ پنچ ظرافت کا سرچشمہ تہا اور عام طور سے لوگ اسکے فقرون اور لطیفون پر لوٹ رہتے تھے جو پہبتی اس مین نکل جاتی تہی وہ مہینون زبان پر رہتی تہی اور دور دور مشہور ہو جاتی تہی

مگر تو مون کے مذاق سلیم نے جو ظرافت کا اعلیٰ معیار قائم کیا ہی اوسکے دیکھتے ہوے ہم اودھ پنچ کی ظرافت کو بحیثیت مجموعی اعلیٰ درجہ کی ظرافت نہین کہہ سکتے۔ لطیف ظرافت اور بذلہ سنجی و تمسخر مین بہت فرق ہی۔ اگر لطیف و پاکیزہ ظرافت کا رنگ دیکھنا ہی تو اُردو زبان کے عاشق کو غالب کے خطون پر نظر ڈالنا چاہیے۔ اُردو نثر کے اِن جواہرات مین جہان اور بہت سی لطافت و رنگینی کے جوہر موجود ہین وہان ظرافت کی جھلک بھی کم دلکش نہین ہی۔ نہ پھبتیان ہین نہ طعن و تشنیع کے جگر خراش فقرہ ہین محض روزمرہ کی باتین ہین مگر طبیعت کی شوخی متین الفاظ کے پردہ سے جھلکتی ہی اور پڑھنے والے کے چہرہ پر مسکراہٹ کا نور پیدا کر دیتی ہی۔ باریک اور لطیف مذاق کی رنگینی اور بے ساختہ پن پر جسقدر غور کرو اتنا ہی زیادہ لطف آتا ہی۔ اودھ پنچ کے ظریفون کی شوخ و طرار طبیعت کا رنگ دوسرا ہی۔ اِن کے قلم سے پھبتیان اسطرح نکلتی ہین جیسے کمان سے تیر .... جو مظلوم ان تیرونکا نشانہ ہوتا ہی وہ روتا ہی اور دیکھنے والے اسکی بیکسی پر ہنستے ہین۔ اِن کے نقرہ دل مین ہلکی سی چٹکی نہین لیتے ہین بلکہ نشتر کی طرح تیر جاتے ہین۔ ان کا ہنسنا غالب کی زیر لب مسکراہٹ سے الگ ہی۔ یہ خود بھی نہایت بے تکلفی سے قہقہے لگاتے ہین اور دوسرے کو بھی قہقہے لگانے پر مجبور کرتے ہین۔ اکثر طبیعت کی شوخی اور بے تکلفی درجۂ اعتدال سے گذر جاتی ہی اور انکے قلم سے بے تحاشا ایسے فقرے نکل جاتے ہین۔ جن کو دیکھکر مذاق سلیم کو آنکھین بند کر لینا پڑتی ہین۔ ایسا ہونا معیوب ضرور ہی مگر ایک حد تک قابل معافی ہی۔ اودھ پنچ کے ظریف اُس زمانہ کی ہوا کھائے ہوے تھے جب مذاق و بے تکلفی کا دائرہ ضرورت سے زیادہ وسیع تھا اور زبان و قلم کی بہت سی بے اعتدالیان ہماری نظر سے نہین دیکھی جاتی تھین۔ اب زمانہ کے ساتھ ظرافت کا رنگ بھی بدل گیا ہی۔ اور یہی دنیا کا دستور ہے

ممکن ہی کہ جن باتون کو ہم آج پہول سمجھتے ہین وہ آیندہ نسلون کی آنکھون مین کانٹے کی طرح کھٹکین ظرافت کے رنگ سے قطع نظر کرکے اودہ پنچ کی یادگار خدمت یہ ہی کہ اسنے اُردو نثر کو اسکا مصنوعی زیور اُتار کر جسمین سوائے کاغذی پہولون کے کچہ نہ تہا ایسے پہولون سے آراستہ کیا جن مین قدرتی لطافت کا رنگ موجود تہا۔ اودہ پنچ کے پہلے رجب علی سرور کے طرز تحریر کی پرستش ہوتی تہی اور عام مذاق تصنع و بناوٹ کی طرف مائل تہا اُس زمانے مین جو اُردو اخبار جاری تھے اُن کی زبان ایسی ہوتی تہی جسے ہم محض محبت سے اُردو کہہ سکتے ہین آج نثر اُردو جس سلیس اور پاکیزہ روش پر جاری ہی اسکی ایجاد مین اودہ پنچ کا بہت بڑا حصہ ہی علاوہ منشی سجاد حسین مرحوم کے اودہ پنچ کے لکھنے والون مین مرزا مچھو بیگ معروف بہ ستم ظریف حضرت احمد علی صاحب شوق پنڈت تربہون ناتہ ہجر نواب سید محمد آزاد۔ بابو جوالا پرشاد برق۔۔ منشی احمد علی کسمنڈوی حضرت اکبر حسین صاحب اکبر یادگار نام ہین ان لوگون کے نظم و نثر کے مضامین دیکھنے سے معلوم ہوتا ہی کہ یہ محض اک طرز نو کے موجد ہی نہین ہین بلکہ زبان و قلم کے دہنی بہی ہین۔ ان کی عبارت شوخی و تازگی اور خداداد بے تکلفی سے معمور ہی اور ان کی زبان لکھنؤ کی ٹکسالی زبان ہی۔ نثر کی نامہ نگارون مین طبیعت کے چُلبلے پن اور شوخی کے لحاظ سے اور نیز زبان کی پختگی اور لکھنؤ کی بول چال اور محاورہ کی صفائی کے اعتبار سے ستم ظریف کا رنگ اورون کے مقابلہ مین چوکھا ہی احمد علی صاحب شوق کے مضامین مین ظرافت کی شگوفہ کاری کے علاوہ زبان و محاورہ تحقیقات کا خاص لطف ہی۔ حضرت کسمنڈوی مرحوم کی عبارت خاص طور پر دلکش ہی مگر فارسیت کا رنگ زیادہ ہی۔ ہجر کا رنگ خاص یہ ہی کہ اُن کی ظرافت بمقابلہ اورون کے بدمذاقی اور طعن و تشنیع کے کانٹون سے زیادہ پاک ہی برق کی عبارت مین ظرافت کا

چٹخارہ بہت کم ہی مگر زبان نہایت صاف اور ستھری ہی۔ آزاد کا قلم نواب زادون کی
بیفکری عیش پسندی کا خاکہ کھینچنے مین مشاق ہی۔ منشی سجاد حسین کا طرز تحریر سب سے الگ ہی
مضمون کیا ہین چھوٹے چھوٹے چٹکلون اور لطیفون کے ذخیرے ہین۔ یہ معلوم ہوتا ہے کہ
پڑہنے والا مصنف سے گفتگو کر رہا ہے۔ عبارت اکثر مختلف علوم و فنون کے پیچیدہ
استعارون سے گرانبار نظر آتی ہی مگر بیان کی تازگی کی وجہ سے پڑہنے والے کا
نہین ہوتا۔ ظریفانہ نظم کے میدان مین حضرت اکبر سب سے دس قدم آگے ہین۔ طبیعت کی
خداداد شوخی اکثر زبان کی صفائی سے بازی لے جاتی ہی مگر عموماً سوشیل پولیٹکل اور
مذہبی مسائل کے ظرافت آمیز پہلو جس خوبی کے ساتھ حضرت اکبر نے نظم کئے ہین وہ کسی
دوسرے کو نصیب نہین۔ انکا معیار ظرافت بہی اورون کے مقابلہ مین لطیف تر ہی
اودھ پنچ کی محفل انہین پُر مذاق اور نورانی طبیعتون سے آراستہ تہی اور اب بہی اگر
کوئی شخص اُردو زبان حاصل کرنا چاہے تو اودھ پنچ کے ٹوٹے کہنڈرون کی زیارت
اُسکے لئے ضروری ہی۔ اودھ پنچ کے مضامین کا دائرہ بہت وسیع تہا دنیا کا کوئی مسئلہ
ایسا نہ تہا جو اودھ پنچ کے ظریفون کی گلکاری سے خالی رہتا ہو اسکے علاوہ لکھنؤ کے
طرز معاشرت کی پر مذاق اور دلکش تصویرون سے اسکے صفحے اکثر رنگین نظر آتے تھے۔
محرم۔ چہلم۔ عید۔ شب برات۔ ہولی۔ دوالی۔ بسنت کے جلسے عیش باغ کے میلے
رقص و سرود کی محفلین۔ مشاعرے۔ عدالت کی روبکاریان۔ مرغ بازی۔ بٹیر بازی۔
کے ہنگامے۔ الکشن کے معرکے ایسے مشغلے تھے جو ہمیشہ اودھ پنچ کی ظریفون کی نظر
مین رہتے تہے اور اُن کی طبیعتون کے لیے تازیانہ کا کام دیتے تھے۔ ساقی نامے
برہے۔ بارہ ماسے۔ دوہے ٹہمریان۔ غزلین۔ رباعیان۔ وغیرہ۔ نظم کرنے مین اسکے

اکثر نامہ نگار خاص ملکہ رہتے تھے۔ منشی سجاد حسین ہر ہفتہ ایک چھوٹا سا مضمون لو کل علیہ الرحمتہ کے عنوان سے لکھتے تھے جس مین اکثر موسم کی تبدیلیان ایسے ظریفانہ رنگ مین دکھائی جاتی تہین کہ پڑہنے والا ہنستے ہنستے لوٹ جاے۔

زندہ دلی کی یہ تمام تصویرین اودہ پنچ کے بوسیدہ مرقع مین موجود ہین گلدستۂ پنچ کی دو جلدون مین اُنکا پورا نقشہ اُتارنا اتنا ہی مشکل ہے جیسے کہ دریا کو کوزہ مین بند کرنا مگر زمانہ کا رنگ دیکھتے ہوے جو کچھ ہوسکا اُسے غنیمت سمجھنا چاہئے۔

روزمرہ کے چھوٹے چھوٹے چٹکلون اور لطیفون کے علاوہ اودہ پنچ مین شاعری اور صحت زبان کے متعلق اکثر ایسے زبردست مباحثے چھڑے جو مہینون اور سالون تک قائم رہے اور جنکی وجہ سے اُردو دان سوسائٹی مین عرصہ تک چہل پہل قائم رہی۔

پہلے معرکہ کا تعلق فسانۂ آزاد سے ہی۔ سرشار مرحوم ابتدا مین اودہ پنچ کے نامہ نگار تھے اور اسکے گہوارہ کے گرد بیٹھنے والون مین تھے۔ جس رنگ کا اودہ پنچ عاشق تہا اُسی رنگ مین وہ بہی ڈوبے ہوے تھے۔ بلکہ یون کہنا چاہئے کہ زمانہ کے جس انقلاب نے دنیا کو اودھ پنچ کی صورت دکھائی اسی نے سرشار کی طبیعت کو بہی پیدا کیا۔

اودہ پنچ کے ایک سال بعد فسانۂ آزاد کا سلسلہ شروع ہوا۔ یہ محض اتفاق تہا کہ اودہ اخبار کے اڈیٹر ہونے کی وجہ سے سرشار نے یہ سلسلہ اسی اخبار مین شروع کیا ورنہ فسانۂ آزاد کا دریا بہی اودہ پنچ ہی کے چشمہ سے جاری ہوتا کیونکہ دونون کا مذاق تحریر یکسان ہی اور دونون ایک ہی باغ کے دو پہول معلوم ہوتے ہین۔ مگر اودہ پنچ نے اودہ اخبار کو بنیا اخبار کا خطاب دے رکھا تہا اور اسکے حال پر اودہ پنچ کے ظریفون کی خاص عنایت تہی۔ جب سرشار اودہ اخبار کے اڈیٹر ہوے تو کچھ روز تک تو

ذاتی مراسم کا پردہ قائم رہا لیکن رفتہ رفتہ طرفین سے طبیعتیں بے قابو ہو گئیں اور آخر کار فسانۂ آزاد پر اعتراضات شائع ہونے لگے۔ اودھ پنچ کا فسانۂ آزاد پر خاص اعتراض یہ تہا کہ جو بیگمات کی زبان اس مین لکھی گئی ہے وہ محلات کی زبان نہین ہے بلکہ ماماؤن اور مغلانیون کی زبان ہے۔ اس قسم کے اعتراضات کے دونگڑے عرصہ تک اودھ پنچ کے بادلون سے برسا گئے اور ظرافت کی بجلیان چمکتی رہین۔ اِن اعتراضات کی حقیقت یہ ہے کہ بعض ضرور درست ہین مگر زیادہ تر طباعی پر مبنی ہین۔

اودھ پنچ کا دوسرا وار مولانا حالی کو سہنا پڑا۔ مولانا موصوف کے دیوان کے مقدمہ مین شاعری کے اصلی مفہوم پر بحث کی گئی ہے۔ جب یہ مقدمہ شایع ہوا تو اس بحث نے اودھ پنچ کی بارود کے لئے چنگاری کا کام کیا۔ اودھ پنچ کو مولانا حالی سے دو شکایتین تہین۔ پہلا اعتراض تو یہ تہا کہ مولانا حالی کا شاعری کا مفہوم غلط ہے۔ جسکو وہ شاعری سمجھتے ہین وہ محض قافیہ پیمائی ہے اور فطرتی شاعری کی لطافت و رنگینی سے خالی ہے۔ اختلاف کی دوسری وجہ یہ تہی کہ مولانا حالی نے اپنے مقدمہ مین مصنوعی اور خلاف فطرت شاعری کی جسقدر مثالین دی تہین انکا کثیر حصّہ لکھنؤ کے شعرا کے کلام سے لیا تہا جسکا لازمی منشا اودھ پنچ کے نزدیک یہ تہا کہ لکھنؤ کے شعرا کی توہین ہو۔ ان خیالات کا دلون مین امنڈنا تہا کہ دیوان اور مقدمہ کے ایک ایک شعر اور ایک ایک سطر پر اعتراضات کی بوچھار شروع ہو گئی اور یہ سلسلہ بہی مدت تک جاری رہا۔ جس عنوان سے اودھ پنچ کے شہسوارون نے پانی پت[1] کے میدان مین طراری بہری ہین

---

[1] اودھ پنچ مین کلام حالی پر جو اعتراضات کا سلسلہ جاری تہا اسکے عنوان مین مندرجۂ شعر مولانا حالی کے وطن کی مناسبت سے لکھا جاتا تہا ۔ ع اب ہماری حملون سے حالی کا حال ابتر ہے ۔ میدان پانی پت کی طرح پائمال ہے ۔ مؤلف

وہ بعض صورتون مین قابل اعتراض ضرور ہی مگر نفس مضمون کو دیکھتے ہوی یہ ماننا پڑیگا کہ اودھ پنچ کی شکایت بے بنیاد نہ تھی۔

تیسرے ہنگامہ کی رونق داغ کی شاعری سے ہی۔ اودھ پنچ نے داغ کی شاعرانہ عظمت کبھی تسلیم نہین کی۔ اسکا ظاہری سبب یہ معلوم ہوتا ہی کہ ایک طرف تو اودھ پنچ کے ظریفون کے دل مین لکھنؤ اور دہلی کی قدیم رقابت کا زخم ہرا تھا۔ اور دوسرے جانب داغ کے شاگرد اپنے استاد کی شاعری پر تمام لکھنؤ کو قربان کر چکے تھے۔ اسکا نتیجہ یہ ہوا کہ شاگردون کی بدمذاقی کا خمیازہ غریب استاد کو اوٹھانا پڑا اور اودھ پنچ کے صفحون سے اعتراضات کی چنگاریان عرصہ تک اُڑا کین جنکا رُخ داغ کی شاعری کے علاوہ اسکے حسب و نسب اور صورت و سیرت کی طرف بھی تھا۔ ان اعتراضات سی داغ کی شہرت مین فرق نہ آیا مگر تھوڑے زمانہ تک ہنسنے ہنسانے کا مشغلہ قائم رہا۔

اودھ پنچ کا آخری یادگار معرکہ گلزار نسیم کا مباحثہ ہی۔ اسکی ابتدا اسطرح ہوئی کہ لکھنؤ کے مشہور فسانہ نویس مولانا شرر نے گلزار نسیم کی زبان اور شاعری پر اعتراض شائع کیے اور اسی کے ساتھ تاریخی حیثیت سی یہ بھی لکھا کہ یہ مثنوی اصل مین آتش کی تصنیف ہی نسیم کا نام محض فرضی ہی۔ اودھ پنچ نے اپنی پرانی وضع کے مطابق ان اعتراضات کا خاکہ اڑایا اور سب سے بڑی گرفت یہ کی کہ اگر یہ مثنوی آتش کی تصنیف ہی تو اسمین زبان اور محاورے کی شرمناک غلطیان کس طرح نظر آتی ہین۔ مولانا شرر نے اس اشارہ کو کافی نہ سمجھا اور اس عنوان سے جواب دیا کہ فریقین کی طبیعتین جوش پر آگئین اور اودھ پنچ کی بجھتی ہوئی آگ کچھ ایسی بھڑک اوٹھی کہ اسکی آنچ دور دور تک پہونچی۔ گلزار نسیم کا قصہ تو درکنار رہا مولانا شرر کی زباندانی اور نثر نگاری پر

اعتراضات شائع ہونے لگے اور عرصہ تک نظم و نثر کی پھلجھڑیاں چھوٹا کین۔ یہ سلسلہ بھی سال بھر بعد ختم ہوا۔ اس بحث کی غیر لطیف حصّہ کے علاوہ نفس مضمون کے متعلق جو مضامین نکلے اُن مین اکثر زبان و محاورہ کی تحقیقات کا خاص لطف موجود ہی۔ ان مباحثون کے علاوہ اکثر دوسرے اخبارون سے بھی اودھ پنچ سے نوک جھونک ہوتی رہی اُن مین اودھ اخبار اور طوطی ہند پر اس کی خاص توجہ رہی۔ زبان و شاعری کی اصلاح کے علاوہ اودھ پنچ کی پولیٹکل خدمات بھی قابل ذکر ہین۔ اودھ پنچ ابتدا سی رعایا کا خادم در سرکار کا آزاد مشیر تھا۔ کانگرس کے پہلے جو پولیٹکل معرکہ آرائیان پیش آئین اُن مین اسنے ہمیشہ رعایا کا ساتھ دیا۔ الحاق اودھ انکم ٹیکس البرٹ بل وغیرہ کے متعلق اکثر ایسے مضامین لکھے جنکا آج شایع کرنا موجودہ قوانین کے جکڑ بند کو دیکھتے ہوے مصلحت اور دور اندیشی کے خلاف معلوم ہوتا ہے اسنے والیان ریاست کی خوشامد سے اپنا دامن پاک رکھا اور ہمیشہ اون کی غفلت و عیش پسندی کا پردہ فاش کرتا رہا۔ اودھ پنچ کی قومی محبت کے وسیع دائرہ مین ہندو مسلمان سب شامل تھے۔ ہندوون کے تہوارون کی آمد کی خوشی مین اودھ پنچ عید اور شب برات کے استقبال سے کم سرگرمی نہین۔ ظاہر کرتا تھا۔ ہولی اور بسنت کے زمانہ مین اسکا پرچہ سُرخ اور زعفرانی رنگ کے کاغذ پر شائع ہوتا تھا اور رنگین مزاج نامہ نگارونکے ساقی نامہ اور ترانے وغیرہ ہفتون تک چھپا کرتے تھے۔ اودھ پنچ ہند و مسلمانون کے قومی اتفاق کا ہمیشہ سے معین تھا اور اگر دونون قومون مین کوئی نزاعی امر پیش ہوتا تھا تو اسے ہنسکر ٹالدیتا تھا۔ انڈین نیشنل کانگرس چونکہ قومی اتفاق کا ذریعہ سمجھی جاتی تھی لہذا یہ بھی اس پولیٹکل تحریک کا دل و جان سے مددگار تھا۔ اس صوبہ مین

منشی سجاد حسین مرحوم کانگرس کے رکن تھے اور باوجود بہت سے انقلابات کے جھٹکے دھچکے سے اکثر قدم ڈگمگا گئے منشی صاحب موصوف آخر دم تک اپنی وضع پر قائم رہے ابتدا مین جب سرسید مرحوم نے اپنی زبان و قلم کے جادو سے اہل اسلام کا دل کانگرس کی طرف سے پھیر دیا تھا اُسوقت سوائے اودھ پنچ کے کوئی اسلامی اخبار ایسا نہ تھا جو علیگڈہ کے پولیٹکل پھیر کا کلمہ نہ پڑھتا ہو۔ ۱۸۸۸ء مین جب سر آکلنڈ کالون سرسید مرحوم اور مفت کے گنہگار راجہ شیو پرشاد کانگرس کا طبقہ اُلٹنے کی فکر مین تھے اُس وقت ہندوستانی کے مضامین اور پنڈت اجودھیا ناتھ مرحوم کی دھوان دھار تقریرون کے علاوہ اودھ پنچ کی شمشیر برہنہ اس قومی تحریک کی تائید مین اپنے جوہر دکھا رہی تھی ۱۸۹۹ء مین جب کانگرس کا اجلاس لکھنؤ مین ہونے والا تھا تو شہر کے چند سن رسیدہ بزرگون نے اسکی مخالفت کا غلغلہ بلند کیا۔ اس مخالفت کی تردید مین ہندوستانی اور ایڈوکیٹ مین پند و نصائح کے دفتر کھل گئے لیکن ان واعظانہ فہمائشون کے مقابلہ مین وہ مضمون زیادہ کارگر ہوا جو اودھ پنچ مین "انڈے بچے والی چیل چلہار" کے عنوان سے شائع ہوا تھا۔ اکثر مزاج ایسے ہوتے ہین جو بحث و منطق کے کڑوے گھونٹ نہین قبول کرتے ہین مگر ظرافت کی چاشنی سے راہ راست پر آجاتے ہین۔ اس صوبہ کے پولیٹکل بحث و تحریک مین اس خدمت کا انجام دینے والا اودھ پنچ تھا۔ مذہبی اور قومی رسم و رواج کی اصلاح کی بارے مین اودھ پنچ کا وطیرہ زمانہ شناسی کی رفتار سے الگ تھا۔ اسنے محض علیگڈہ کے پولیٹکل مسلک کی مخالفت نہین کی بلکہ سرسید مرحوم کے نورانی دماغ سے جو مذہبی اصلاح کی شعاعین نکلین اُن پر خاک ڈالنے کی کوشش کی۔ علیگڈہ کالج کو لامذہبی کا مرکز

قرار دیکر اسکے بانی کو "پیر نیچر" کا خطاب دیا اور "نیچریہ مذہب" کا مضحکہ اُڑانے مین کوئی دقیقہ باقی نہین رکھا - اسی طرح پردہ کی اصلاح اور تعلیم نسوان وغیرہ کے متعلق جو تحریک اہل اسلام مین مغربی تہذیب کے اثر سے پیدا ہوگئی تھی اسکی بھی سخت مخالفت کی - پردہ کی رسم کی تائید مین حضرت اکبر کے ذیل کا قطعہ زبان زد عام ہی ؎

بے پردہ کل جو آئین نظر چند بیبیان　　اکبر زمین مین غیرت قومی سی گڑ گیا

پوچھا جو اُنسے آپکا پردہ وہ کیا ہوا　　کہنے لگین کہ عقل پہ مردون کے پڑ گیا

اسے پڑھکر اصلاح پسند لوگ اپنے دانت پیسا کرین مگر یہ ماننا پڑیگا کہ اس سے زیادہ لطیف ظرافت کا نمونہ آودہ پنچ مین مشکل سے ملیگا - کاشکے یہ خداداد جوہر اصلاح ورفاہ کی کوشش مین صرف ہوتا -

آودہ پنچ کی ترقی ووقعت کا راز بہت کچھ اسکے اڈیٹر کی ذات کے ساتھہ وابستہ ہی منشی سجاد حسین کا مزاج عجب صفات کا مجموعہ تھا - خلقی ذہانت اور طباعی کے علاوہ زندہ دلی اُنکی گھٹی مین پڑی تھی - مصیبت وتکلیف کے زمانہ مین بھی کبھی کسی نے اُن کے چہرہ پر سوائے مسکراہٹ کے افسردگی کی شکن نہ دیکھی بیماری کی زمانہ مین اگر کوئی مزاج پوچھتا تھا تو کہتے تھے کہ زندگی کا عارضہ ہی اور اپنی تکلیفون کا حال اسطرح بیان کرتے تھے کہ سننے والے کو ہنسی آجاتی تھی دوا وعلاج سے مایوس ہوچکے تھے مگر کہتے تھے کہ یہ سلسلہ محض اسلیے جاری رکھا ہی کہ باضابطہ موت ہو - بلا علاج مرنے کو بے ضابطہ مرنا کہتے تھے اس زندہ دلی کے ساتھہ تنگ نظری اور تعصب سے کوسون دور رہتے تھے - دنیا کے ناہموار وکاواک پہلو اُن کی نگاہون مین خود بخود کھٹکنے

لگتے تھے اور اون کی پر مذاق طبیعت کو بلا لحاظ قوم وملت بیتاب کر دیتے تھے غیر کا ذکر نہین ان کے دلی دوستون اور عزیزون کو اکثر انکی بذلہ سنجی کا مزا چکھنا پڑا ہی دوستون کی محبت اور قدر شناسی کی بدولت اُنھین ابتدا ہی مین اتنے ذہن اور طباع نامہ نگار مل گئے جو ایک وقت مین شاید کسی دوسرے اخبار کو کم نصیب ہوے ہونگے یہ لوگ محض اودہ پنچ کے نامہ نگار نہ تھے بلکہ اسکے جان نثارون مین سے تھے۔ اسے اپنا اخبار سمجھتے تھے اور کسی دوسرے اخبار مین لکھنا کسر شان سمجھتے تھے۔ مگر کچھہ عرصہ بعد یہ رنگ قائم نہ رہا۔ بقول شاعر

کسیکی ایک طرح پر بسر ہوئی نہ انیس عروج مہر بھی دیکھا تو دوپہر دیکھا

دس بارہ سال بعد اودہ پنچ کے شباب کی دوپہر ڈھلنا شروع ہوئی اور اس کے نامہ نگارون کا شیرازہ درہم وبرہم ہونے لگا۔ ستم ظریف اودہ پنچ نے مرنے سے پہلے ہی لکھنا کم کر دیا تھا۔ جوانی کی بیفکری دوسرے نامہ نگارون کا ساتھہ عرصہ تک نہ دے سکی اور رفتہ رفتہ اودہ پنچ کے صفحے قدیم طرز کے پُرانے مضامین سے خالی نظر آنے لگے۔ جو کچھہ رہی سہی آب وتاب باقی تھی منشی سجاد حسین کی علالت نے اُسکا بھی خاتمہ کر دیا۔ اس مین کلام نہین کہ اس مٹی ہوئی حالت مین بھی اودہ پنچ کا نام بکتا تھا اور جب کبھی کوئی مضمون اسکے اڈیٹر کے قلم سے نکل جاتا تھا تو اُسکی دہوم ہو جاتی تھی۔ علاوہ اسکے کبھی کبھی منشی احمد علی شوق نواب سید محمد آزاد اور حضرت اکبر کے نظم ونثر کے مضامین بھی شائع ہوتے رہتے تھے۔ مگر اودہ پنچ کی مالی حالت روز بروز خراب ہوتی جاتی تھی۔ منشی سجاد حسین کی حمیت وغیرت نے یہ گوارا نہ کیا کہ جب تک اُنکے دم مین دم ہے وہ اسے اپنی آنکھون کے سامنے

بند ہوتا ہوا دیکھین مگر واقفکار جانتے ہین کہ آخر دس بارہ سال مین اودھ پنچ مین سوائے خسارہ کے کوئی نفع کی مد نہ تھی۔ منشی صاحب موصوف نے ایک خط منشی بالکمند گپتا مرحوم کو لکھا تھا جو زمانہ مین شائع ہوا تھا۔ اسکے دیکھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ اودھ پنچ کی زندگی کو اپنی زندگی سمجھتے تھے۔

لکھتے ہین

"مکرمی تسلیم۔ خط پہنچا۔ بہت بجا ہے۔ اودھ پنچ مردہ ہاتھون سے اس لئے نکلتا ہے کہ کوئی اُٹھانے والا نہین۔ دو اک سطرون کے سوا نہ ہاتھ سے لکھ سکتا ہون نہ مُنہ سے بول سکتا ہون۔ کچھ نوکر ہمت کر کے نکال دیتے ہین دس سال سے فالج مین گرفتار لب گور ہون۔ جب کسی طرف سے اطمینان نہین تو کیا انتظام ہو سکے۔ اخبار صرف اسلیے نکالتا ہون کہ جیتے جی مر نہین سکتا۔ ورنہ اس عارضہ کے ہاتھون ع

مجھے کیا بُرا تھا مرنا اگر ایک بار ہوتا

اودھ پنچ زندہ اخبارون مین نہین کہ اسکا ذکر ہو۔ ہان گذشتہ زمانہ مین کچھ تھا"

مگر یہ حالت کب تک قائم رہتی۔ آخر کار مرنے سے دو سال پیشتر شکستہ دل اڈیٹر کو اودھ پنچ کا جنازہ اپنے مردہ ہاتھون سے اُٹھانا پڑا۔ یہ وہ زمانہ تھا جبکہ ضعیف جسم مین خون کے دس بیس قطرہ ضرور باقی تھے مگر گرہ مین ایک پیسہ نہ تھا۔ اودھ پنچ چلتا تو کس طرح چلتا۔ گو کہ با وضع اڈیٹر کی باوجود لب گور ہونے کے یہ تمنا ضرور تھی کہ ؎

گو ہاتھ مین جنبش نہین آنکھون مین تو دم ہی۔
رہنے دو ابھی ساغر و مینا مرے آگے

خیر اودھ پنچ کا جاری رہنا تو درکنار ۔ یہ وہ نازک زمانہ تھا کہ اگر اودھ کا ایک عالی ظرف رئیس جسکی فیاضی ضرب المثل ہی دستگیری نہ کرتا اور دو ایک پُرانے دوستون کی محبت شریک حال نہ ہوتی تو شاید اودھ پنچ کا اڈیٹر نان شبینہ کا محتاج رہکر دنیا سے سدہارتا۔

غرضکہ چھتیس ۳۶ سال تک زبان اور قوم کی خدمت کرکے اودھ پنچ نے دنیا کو خیرباد کہا اسوقت اُردو زبان مین بہت سے قابل قدر اخبار موجود ہین مگر اودھ پنچ کی جگہ خالی ہی اور زمانہ کا رنگ کہہ رہا ہی کہ عرصہ تک یہ جگہ خالی رہیگی۔

مگر اُردو زبان کی تاریخ مین یہ زندہ دلی کا افسانہ ایک یادگار افسانہ ہے اور اسکی یاد قدر دانون کے دلون سے آسانی سے فراموش نہین ہوسکتی۔

آج اودھ پنچ ہماری نگاہون کے سامنے نہین۔ مگر اسکے تذکرہ سے سخن سنجون کی محفل خالی نہین۔ ؎

بھر گئے آنکھون مین مشتاق گذشتہ نشہ مین
دور جام مے مین اکثر ذکر جبر جم ہوا

چکبست لکھنوی



منشی سید محمد سجاد حسین مرحوم اڈیٹر اودھ پنچ

پیدائش سنہ ۱۸۵۶ء — وفات سنہ ۱۹۱۵ء

انڈین پریس الہ آباد

منشی سید محمد سجاد حسین صاحب مرحوم

ایک خوشحال و عالی خاندان سے تھے۔ آپکے والد منشی منصور علی صاحب عہدۂ ڈپٹی کلکٹری پر معمور تھے اور بعد پنشن کے ایک عرصہ تک حیدر آباد میں سول جج رہے۔ آپکے ماموں نواب فدا حسین خان صاحب کہ جو لکھنؤ کے ایک معزز وکیل تھے حیدر آباد میں بعہدۂ چیف جسٹس ممتاز تھے اور ریاست میں آپکا بہت اچھا رسوخ تھا۔ منشی سجاد حسین کاکوری میں ۱۸۵۶ء میں پیدا ہوئے اوائل عمر میں زیر نگرانی نواب فدا حسین صاحب لکھنؤ میں تعلیم پاتے رہے سنہ ۱۸۵۳ء میں انٹرنس کا امتحان پاس کیا اور کچھ دنوں تک کیننگ کالج میں ایف۔ اے کی تعلیم بھی پائی لیکن طبیعت انگریزی سے اچاٹ ہو گئی اور ایف۔ اے کے امتحان میں شریک نہ ہوئے کالج چھوڑ کر تلاش معاش میں فیض آباد پہونچے اور وہاں فوج میں اردو ٹیچر ہو کر منشی مقرر ہوئے۔ لیکن طبیعت کو اس شغل سے کیا مناسبت ہو سکتی تھی سال بھر کے اندر ہی اسکو خیر باد کہکر اودھ پنچ کے شائع کرنیکا ارادہ کیا۔ منشی محفوظ علی صاحب جو بعد میں ڈپٹی کلکٹر ہوئے اور جنکی عنایت اور توجہ سے ہم کو یہ حالات معلوم ہوئے ہیں اس کام میں آپکے شریک تھے اور انہیں کی مشورہ و شرکت سے ۱۸۷۷ء میں اودھ پنچ کی بنا پڑی منشی صاحب نے پنچ کے لئے پہلے ہی سال میں ایسے ایسے سحر البیان و جادو قلم نامہ نگار ڈھونڈھ نکالے کہ جو اردو علم ادب کے آسمان پر چاند سورج ہو کر چمکے انہیں سے پنڈت تربھون ناتھ ہجر۔ مرزا مچھو بیگ ستم ظریف۔ نواب سید محمد [illegible] آزاد۔ سید اکبر حسین صاحب اکبر۔ منشی احمد علی صاحب شوق۔ منشی جوالا پرشاد برق منشی احمد علی کسمنڈوی کے نام نامی خاص طور سے قابل ذکر ہیں۔ پنڈت رتن ناتھ سرشار بھی اول دو سال تک اپنی قلم جادو رقم سے اودھ پنچ کو سرفراز کرتے رہے لیکن بعد میں آپس میں کچھ الجھن پیدا ہو گئی اور وہ سلسلہ منقطع ہو گیا۔ منشی صاحب علیگڈھ کی تحریک و سر سید کی پالیسی کے اول روز سے مخالف تھے۔ نظام معاشرت میں قدامت پرستی کے قائل و مغربی تہذیب کے دشمن تھے۔ ۱۸۷۷ء میں

نیشنل کانگرس مین شریک ہوے اور مرتے دم تک اُسکے حامی رہے ۱۹۰۱ء مین
پہلی مرتبہ فالج گرا لیکن چندماہ بیمار رہکر اچھے ہوگئے ۱۹۰۹ء مین فالج کا دوسرا دورہ
ہوا کہ جسنے تندرستی ہمیشہ کے لئے تباہ کردی۔ اسوقت سے بولنے کی قوت قریب
بالکل جاتی رہی تہی۔ گو گفتگو کرنے کی کوشش کرتے تھے لیکن بات سمجھ مین نہین
آتی تہی۔ مگر چل پہر سکتے تھے اور دماغ اپنا کام برابر کرتا تہا۔ متواتر علالت۔
ضعف و دیگر مکروہات زندگی کی وجہ سے آخری زمانہ نہایت مصیبت و پریشانی
کا گذرا و بالآخر ۱۹۱۲ء مین اودہ پنچ بند کرنا پڑا۔ اسکے بعد حالت روز بروز
بُری ہوتی گئی اور ۲۲۔ جنوری ۱۹۱۵ء کو اس دارالمحن سے کوچ کیا ؎

خدا بخشے بہت سی خوبیان تہین مرنے والے مین

منشی محمد سجاد حسین صاحب اُردو اخبار نویسی مین طرز مذاق و ظرافت کے
موجد۔ لکھنؤ کی زبان اپنے رنگ کے اُستاد تھے اودہ پنچ کے ذریعہ سے جو
خدمات اُردو لٹریچر کی آپنے کین وہ جو قابل قدر اضافہ اس زبان مین آپکی
کوششون کے بدولت ہوا اس قابل نہین کہ آسانی سے بھلا دیا جاوے۔
آپکی سب سے بڑی خوبی یہ تہی کہ آپنے اپنا دامن شہرت مذہبی تعصب سے
خواہ پولٹکس ہو یا لٹریچر ہمیشہ صاف و پاک رکہا اور آزادی و ایمانداری
کو کبھی بہولے سے بہی ہاتھہ سے نہ جانے دیا جو وضع اختیار کی اُسکو مرتے دم تک
نبہایا کسی حالتمین اصول سے مُنہ نہ موڑا۔ بلا کی شوخ طبیعت پائی تہی ویذلہ سنجی
و ظرافت تو گویا مزاج کا خمیر تہی۔ نہایت پریشانی و تنگی کی حالت مین بہی
حتی المقدور خندہ پیشانی رہتے و مذاق سے باز نہ آتے تھے منشی جوالا پرشاد
برق مرحوم سے نہایت درجہ کی خصوصیت تہی۔ آپ کے قدر دانون مین
آنریبل پنڈت بشن نراین در۔ آنریبل راجہ سر محمد علی محمد خانصاحب بہادر
والی ریاست محمود آباد و آنریبل بابو گنگا پرشاد ورما مرحوم کے نامی نامی
خاص طور سے قابل ذکر ہین۔

کھلے خط وسربستہ مضامین

نمبرا

خط بنام مسٹر گلیڈاسٹن

مولوی گلیڈاسٹن صاحب طول عمرہٗ۔ دعاے خیر نصیب شما باد۔ ایسے زمانے مین جبکہ چارون طرف سے ہواے شر وفساد۔ ہر ملک سے سموم بغض وعناد کے جھونکے آرہے ہین۔ تمہارے حق مین اس سے بڑھکر مناسب دنیا مین شاذ ہی کوئی اور دعا ہوگی۔

تم غالبًا واقف ہوگے اور اگر نہین تو اب کان پھٹ پھٹا کر سن لو کہ یہ تمہارا بوڑھا خرانٹ۔ تجربہ کار۔ زمانہ دیدہ۔ فلسفی۔ حکیم۔ مؤرخ۔ پولیٹشن۔ اور خدا جانے کیا کیا دوست۔ ایسا تاریک خیال اور نا منصف نہین کہ محض ضد۔ ہٹ دھرمی۔ استبداد سے کسی معاملے مین اک طرفہ راے قائم کرے۔ اور اسکے دوسرے پہلو کی طرف سے عمدًا اور ارادۃً۔ اپنی دوربین اور باریک بین آنکھین بالکل بند کرلے۔ آجکل ہزارون دوست ہین تو لاکھون تمہارے دشمن۔ دس اچھا کہتے ہین تو بیس برا بھی۔ مگر یہ سب ہوا کے رُخ اپنا جہاز راے چلاتے انصاف کا انجن ہرگز کام مین نہین لاتے۔ لیکن یہ تمہارا اور اپنی ملکہ معظمہ کا سچا۔ بے میل۔ پکا۔ سولہ آنے ڈبل۔ دوست۔ خیر خواہ۔ جان نثار۔ اور ھ تیج ان عیوب سے ایسا دور ہی جیسا روس۔ ایمان۔ یا ہندوستان نمک حرامی سے۔ یہ مصلحت وقت۔ دسترس انجام کار۔ سب باتون پر غور کرتا۔ اور تمہاری ذمہ داریون۔ فرائض منصبی۔ مشکلات عہدہ کو خوب جانتا بوجھتا ہے۔ بیشک تمکو چند آدمیون نے بنالیا ہی۔ مگر واضح رہی دوصور تو نہین بنایا جاتا ہے

اول جب واقعی اونھین صفت بنائے جانے کی پائی جاتی ہو۔ اور کھلی بازاپنے ڈھب کا اوسے پاتے ہون۔

دوسرے اگرچہ وہ فی الحقیقت اس قابل نہو۔ مگر اتفاقاً کچھ حرکات سکنات یا معاملات کی ظاہری صورت ایسی ہوجائے کہ لوگون کو غلط فہمی واقع ہو۔

بہرنوع دل لگی بازون۔ دور سے تماشا دیکھنے والون کا الو کہین نہین گیا۔ جہانتک میرا تجربہ ہے۔ اور مین تمہارے افعال ماسبق وحال پر انصافانہ غور کرتا ہون۔ کہہ سکتا ہون کہ تم بیچارے درحقیقت ایسے ہرگز نہین جیسا تمکو آجکل لوگ خیال کرتے ہین۔

مگر اسمین بھی کلام نہین کہ تم بن گئے اور خوب بن گئے۔ بخت واتفاق کو کوئی ڈزریلی روک سکتا ہی۔ نہ گلیڈاسٹن۔ مگر اتھو بدنامی کا ٹوکرا تمہارے ہی سر ہے۔ اور سچ بھی یہی کہ اُسکے مستحق بھی تم ہی ہو۔ مین نے تمہاری فارن پالیسی کبھی لائق ستائش نہین پائی۔ رفاہ وفلاح۔ آرائش وزیبائش ظاہری ٹیم ٹام۔ اوپری لیس پوت کے واسطے تمہاری ذات مخصوص ہے۔ مگر اسکے لوازم اور مصالحون کی فراہمی اور ترکیب سے تم ایسے محروم جیسے ہندوستانی جودت سے۔ تم پولیٹکل دسترخوان کے اچھے خانساماں اور ہوشیار خدمتگار ہو۔ پکا پکایا کھانا۔ طیار ہانڈی تم خوبی سے چن سکتے ہو۔ مگر ہانڈی پکانے اور چیز طیار کرنے کے نام سے خاک دھول بکائن کے پھول۔ تم نہین جانتے کہ طرح طرح کے کھانون کے واسطے کون کون مصالحہ کیونکر پیسا اور ترکیب دیا جاتا ہی۔ کبابون مین کس چیز سے گلاوٹ آتی ہی۔ پلاؤ کو دم کیسے دیتے ہین۔

فارن پالیسی، کامزعفران اور متنجن کیونکر خوشگوار چاشنی پیدا کرتا ہی۔ کہتے ہین جو
کوئی چھچھوندر مار ڈالتا ہی اوسکے ہاتھہ سے لذت جاتی رہتی ہی۔ شاید ایسا ہی
ہوا ہو۔ مگر اب یہ ضرورت بیشک معلوم ہوتی ہی کہ پہلے اچھا باورچی ور رکابدار
سب طیار کرے۔ پھر دسترخوان لگانے اور خاصہ چننے کو تم بلالیے جاؤ تم ہرگز
اس لائق نہین کہ دونون کام تمہارے سپرد ہون۔ یہ خدمت کچھہ کنسروٹیو ہی
خوب جانتے ہین۔ لیکن سردست کچھہ کرتے دہرتے نہین بنتا۔ اس دفعہ کی الٹ
پھیر مین تمہارا تو وہی حال ہوا ؎

آسمان بار امانت نتوانست کشید قرعۂ فال بنام منِ دیوانہ زدند

کھانا طیار۔ نہ سامان درست۔ مگر دعوت (جنگ) کی وہ دھوم دہام کہ عالم
گونج رہا ہی۔ (ناخوانده) مہمان ہین کہ چلے آتے ہین۔ بلکہ ایک آدہ تو آستین
ہاتھہ دہوئے قرار واقعی تجھے مارنے پر مستعد ہین۔ نظر غور سے دیکھا جائے تو تمہارا
قصور نہین۔ جن لوگون نے اس دفعہ تمکو بلایا اور وہ سمجھے کہ کھانا تو اس دفعہ
رکابدارون نے ہنوز طیار نہین کیا۔ ہم اونکو باورچیخانے سے کیون نکالے
دیتے ہین۔ اب عین وقت پر کون ہتھیلی پر سرسون جمانے آتا ہی۔

اشارہ کنایہ برطرف صاف صاف یہ ہی کہ آجکل تمہارے واسطے
بڑے بڑے آفکار آموجود ہوئے۔ گو خزانہ۔ وفوج و توم ہر طرف سے اطمینان ہے
مگر سمجھہ لو شیطان مارتا نہین پریشان تو ضرور کرتا ہی۔ خیر اسکی نوبت خدا نہ لائے
فی الحال اہل الرایون نے تمکو اور بھی بوکھلا رکھا ہی۔ جو ہے اپنی ڈیڑھ اینٹ
کی مسجد الگ ہی اوٹھاتا ہی۔ مگر صلاح کی صلاحیت ایک مین نہین۔ سب اپنے

دل کی آرزو پیش کرتے ہین اور تم جانو صلاح و آرزو مین بہت بڑا فرق ہی
اس لحاظ سے مین اپنے دست و قلم کو تکلیف دیتا۔ اور تمہاری دماغ خراشی
کرتا ہون۔ تم جانتے ہو فارن معاملات آجکل کیسے پیچیدہ ہورہے ہین۔
مصر اور وسط ایشیا کے معاملات تو سمجھو۔ وہ بڑے ستون ہین جو جمعہ مسجد کی طرح
دور ہی سے سربلند کیے کھڑے ہین۔ باقی ٹرکی کا تذبذب۔ فوج کی حفاظت
مین امیر کی تحاشی۔ برہما مین کشیدگی۔ مغربی افریقہ مین جرمن کی بیہودگی
یہ سب امور اگرچہ فرداً فرداً خفیف ہین۔ مگر بہیئت مجموعی اطمینان خاطر کے
دشمن جانی ہین۔ بُرا نہ لگے تو مین صاف کہون کہ اکثر یہ دقتین تمہاری قوم کے
غلط قیاسات اور تفرضات سے پیدا ہین۔ تم نے جو کچھ کسی قوم یا معاملی کی نسبت
رائے قائم کی وہ اکثر غلط نکلی۔ چنانچہ مصر کا معاملہ لیجیے تم بغاوت کو قومی نہین
شخصی سمجھے۔ مگر دیکھا۔ ایک عربی گیا۔ مہدی سودائی (یا سوڈانی) آیا۔ اوسکو زیر
کرو دیکھو کل ہی عثمان دغا موجود ہے۔ عثمان کو بھگاؤ یا گرفتار کرو۔ دوسرے
کوئی انکے بھائی بند بلا ے بوغما پیدا۔ پھر آجتک خیال کرو کتنی فتحین پائین۔
کتنی شکستین دین۔ باغیون کو کیسے کیسے گھٹنے جھکائے لیکن بارہ برس بعد کتے
کی دم وہی ٹیڑھی۔ جب دیکھا مصر کا قوام وہی بگڑا ہوا۔ کوئی بادشاہ ہو۔
صاحب تخت و تاج ہو۔ اُسکو زیر کیا۔ تخت و تاج لے لیا دارالسلطنة پر قبضہ کیا
یہان سب اک سرے سے لنگوٹی بند۔ خانہ بدوش۔ ادھر سے بھاگے ادھر ہوئے۔
ادھر سے آئے ادھر ہو رہے۔ بھلا ایسون سے اولجھنا اپنی بات کھونا نہین تو
اور کیا ہی۔ اگر کسی حصۂ ملک کو اونکے حوالے بھی کردیا تب بھی مطلب حاصل نہوگا

کیا وجہ کہ مہدی ملک مانگتا ہی نہ سلطنت۔ اوسکو تو تجدید اسلام کا خبط ہے۔
اودہر اطمینان ہوا کہ ملّے اور ٹرکی پر لپکا۔
وسط ایشیا مین تمہاری کارروائی چندان قابل اعتراض نہین۔
اوسکی وجہ یہ کہ تم نے کچھہ کیا ہی نہین۔ اچھا یا برا کیا کہا جاوے۔ باقی اِس
کاہلی سے جو نتائج پیدا ہوئے۔ وہ بلاشبہہ تمکو مجرم ٹھراتے ہین۔ اسکی وہی مثل
"وکچھہ نکرنا بہی بُرائی کرنا ہے" جہانتک تمہارا بس رہا ہاتہہ پانون نہ ہلائے۔
مگر ابتو روس منحوس کے سر جا کر شیطان چڑہا۔ ابتو وہ خواہ مخواہ افغانیون
کو پچھناتا ہے۔
چونکہ یہ مضمون طویل ہی اور مین سمجھتا ہون تمکو بہی آجکل کام کی کثرت ہی
مین اس خط کو ناتمام چھوڑتا ہون۔ اس بحث کو دوسرے خط مین لکھکر ان
سب کے علاج بتاؤنگا۔ تم گھبرانا نہین۔ دیکھو اوسان نہ جانے پائین۔
گرنیول ایسے وقت مین کام کا آدمی ہی۔ ڈفرن کی مستعدی قابل صاد۔
زیادہ عمرت دراز باد۔

خط بنام مسٹر گلیڈاسٹن

نمبر ۲

مولوی گلیڈاسٹن صاحب ظو لعمرہ۔ دعاے ہمت وجرأت۔
مین اپنے پہلے خط مین وعدہ کرچکا تہا کہ دوسرے ہفتے اپنے خیالات روشن
سے تم کو مستفیض کرونگا۔ تم سمجھو کہ پولیٹکل معاملات پر منحصر نہین۔ عموماً ہر کام مین
ایفاے وعدہ وراستی تقریر وتحریر فی زمانا جوہر انسانی تصور کی جاتی ہی

لہذا زیادہ زحمت کش انتظار نہین رکہتا - اور مخاطب کرتا ہون -

مین نے اپنا سلسلۂ سخن اوس دفعہ وسط ایشیا تک پہونچکر چہوڑا تہا - یہ وہ مقام ہی کہ جس نے بہتون کے جی چہوڑا دیے ہین - اس سے تم اپنی طرف کوئی اشارہ نہ سمجہنا - میرا دستور ہی کہ ہر کس و ناکس سے سچے کی دل لگی نہین کرتا - کیونکہ اس سے انسان اپنے ہی دل مین خجل ہو جاتا ہے - اور مجہے سر دست شخصی - قومی - ملکی - سب مصلحتون سے تم کو بد دل کرنا منظور نہین - کیا وجہ ایک تو تم یونہین صورتًا سیرتًا بچہیا کے باوا تہے - اوسپر آجکل کی چکر گہنیون نے اور بہی کولہو کا بیل بنا دیا ہی - برداشتہ خاطر تو ہو ہی رہے ہو - اگر ووٹ آو کریڈٹ کی ٹہرائی تو یقینی قوم سے ہنسی خوشی رخصت ہو - ہوارڈن کیسل مین تیشے سے نجاری کرنا شروع کردو گے - دل لگی بازون کا کیا بگڑے گا - یہان کار سلطنت مین خلل کا اندیشہ ہے اور سب سے بڑہکر تو یہ سمجہ لو کہ آج تم نے استعفا ردا خل کیا اور کل روسی ہرات پر قابض - وہ لوگ بڑے قابو پرست اور بیباک موقع شناس ہین تم وقت گذر جانے کے بعد گدی کی طرف چوٹی ڈہونڈہتے ہو - وہ دو قدم آگے سے اوسکی پیشانی والے چار بال اس پہرتی اور چالاکی اور استواری سے پکڑتے ہین - جیسے ہمارے مسٹر ٹیپو کا ڈوریا اپنی نازک بدن زوجۂ محبوبہ کے جہونٹے - جب وہ شخص از راہ غمزہ و عشوہ کسی دن اوسکے واسطے کہانا نہین پکاتی -

اچہا اب مصر سے چلو - واقعی اگر تم مین کچہہ انصاف و شرم و کانشنس ہے



پولیٹکل قربانی

اسمٰعیل (پاشا خدیو مصر) ع - راضی ہیں ہم اُسی میں جس میں تری رضا ہے

تو تمہارا دل ہی جانتا ہوگا کہ اس ذراسی پہنسی نے کیسا دل باندھا ہے
اور زمانۂ تہذیب مین کیا کیا سفاکیان کرائی ہین۔ اسکی وجہ یہ ہی بعض دفعہ
پہنسی اپنی جسامت کی وجہ سے تو بہت خفیف سی ہوتی ہی۔ مگر موضع اور موقع
کے بدولت بڑے بڑے کاربنکل اور پہوڑون سے گوی سبقت لے جاتی ہے۔
مصر بجاے خود کچھہ نہ سہی۔ اوسکی سوزرائین یا دریعنی سلطان کچھہ تو اپنے ہاتھون
اور کچھہ خودغرض دغاباز دوستون کی بدولت چندان قابل خوف وخطر نہین
مگر یہ بہی معلوم رہے کہ تمہاری یورپین طاقتین سب مصر کے معاملات مین حصہ
بخرہ لگانے کو موجود ہین۔ وہان یورپ کی ناک پر بیٹھکر تم چاہو کہ کوئی ایشیا
کی سی کارروائی بے غل وغش کر جاؤ یہ محال ہی۔ دوسری بات یہ کہ ہمکو اپنے
زمانۂ طفولیت کا واقعہ یاد ہی۔ کہ ایک دفعہ ہمارے دوستون مین کنکوا لڑتا تھا۔
تم جانو جہان کنکوا اڑتا ہی۔ کٹے کنکوے چمٹا نے یو نہین ہاتھہ کی صفائی دکہانی
کو بازاری لونڈے لاڑی بہی ادہر ادہر دمڑی دمڑی کی لنکیان بڑہاے
رہا کرتے ہین۔ ایک صاحب اس بلا کے جلد باز اور عجلت پسند تہے کہ جب تک دوسری
طرف چہکے آپ اونہین کنکیون سے اولجھہ جائین۔ اکثر ایسا اتفاق ہوا ہے۔
اچھے اچھے شدہ کنکوے اور نفیس مانجھا سب اسی مین صرف ہوگیا ہی۔ اور جب
اودہر کا سر یہ تڑتڑایا تو حضرت ہاتھہ لگانے کی جگہہ ہاتھہ ملنے لگے۔
بس مصر کی کارروائی بہت کچھہ اس سے مشابہ ہی۔
ہان یہ سچ ہی کہ یہ ساری گل افشانیان تمہاری ہی جودت طبع کا نتیجہ نہین
یہ قضیہ بہی گذشتہ وزارت نے ترکہ چہوڑا ہی۔ اور تم بیچارے کے سرپڑا

لیکن یہ بہی تو سمجہ لو آخر قوم نے ایسی ہی ایسی خرابیون کی درستی کے واسطے تمکو قلمدان وزارت دلوایا۔ اور تم نے قبول کیا۔

علاوہ اسکے بہت سی بے عنوانیان تو خاص تمہارے ہی صدقے مین واقع ہوئین۔ بہلا جنرل گارڈن کو بہیجکر تم خاموش ہو رہے۔ پہر اوس بیچارے کی خبر بہی نہ لی۔ آخر مرواڈالا اس سے تمہاری کتنی بدنامی ہوئی اب بہی دیکہکر تو سر پیٹر لمسڈن وسط ایشیا مین جہلا رہے ہین۔ دیکہو جتنا تمہارا فرقہ کشت و خون سے محترز تہا اوسیقدر اب باعث ہوا ہی۔

خیر یہ تو داستان پارینہ ہے۔ اب مطلب کی یہ بات ہی کہ کرنا کیا چاہیے۔ خداوند کریم تم کو عقل اور ناصحان مشفق کی بات پر توجہ دے۔ تو سب کچہ درست ہو جائے۔

اس امر کا تصفیہ کہ آیا مقصد مہم مصر حاصل ہوا کہ نہین تو میرے نزدیک کوئی نہین کرسکتا۔ اجی جب کوئی مقصد ہو تب تو دیکہا جاے۔ وہان سرے سی متزلزل اور مبہم کارروائی تہی۔ مقاصد بہی اوسیطرح پورے ہوتے رہے۔ پس اب انتظار ہی کس بات کا کرنا لازم آتا ہی۔ اب تم اپنی فوج ٹہکانے پہونچاؤ ٹرکی کو اول تو اس لائق نہ رکہا۔ دوسرے اگر کسی حکمت عملی سے چاہو گے کہ اسکی فوج وہان بہیجوادو کہ وہ بہی حیران پریشان ہوتی پہرے۔ تو یہ سمجہ لو کہ تم وہی غلطی پہر کروگے جو اس فتنۂ عظیم کی بنا ہے۔

شائد تم اپنی بطی الہضمی سے اس بلیغ جملے کو فوراً نہ سمجہوگے۔ مگر مجہے سردست صراحۃ منظور نہین۔ مناسب ہوا پہر کبہی بتادونگا۔

اب رہی کوئی اور یورپین طاقت خانۂ خود مطلبی خراب۔ ابتو برابر والون کے ساتھہ یہ حال ہے ؎

سی خاطر تو قتلِ عاشقان سی منع کرتی تو | اکیلے پھر رہے ہو یوسف بی کاروان ہو کر

ہان ایک اٹلی ہی۔ سو میرے نزدیک چہ خفتہ چہ بیدار۔ عقلا کے نزدیک کچھہ نہ سہی۔ مگر حال مین فرانس نے تمکو زک فاش دی۔ فرانسیسی اخبار بند کرداکر مصر سے معذرت کرانا داب شاہنشاہی کے خلاف تہا۔ مگر تم سی ہمکو اول روز وزارت سے ایسی ہی امیدین تہین۔ وزارت سابق مین تم امریکہ والون سے کہا بدے۔ جنیوا مین چند چلتے پرزے جمع ہوئے اور تمہاری سلطنت کو الباما کا تاوان دینا پڑا۔

وزارت حال پر آنے کے کچھہ روز پہلے تمنے سلطنت اسٹریا کو سخت سست کہا تہا۔ منسٹری نصیب ہونے پر تمہاری پہلی حرکت کا تاوان دینا پڑا۔

سالی کہ نکوست از بہارش پیداست

پس تمنے تو بار یاشا سے معذرت کرالی تو کون نئی بات کی۔ جسنے اپنی ٹوپی اوتارلی اوسکو اور کا کیا خیال۔

لیکن حال کی پیچیدگیون کو دیکھتے تمنے کمال حلم اور بردباری کی اسپر میرا صاد ہے۔ مین اس کارروائی کا مخالف نہین۔ واقعی ایسا ہی چاہیے تہا۔ کاش خدا تمہاری ایسی ہی موقع شناس عقل رکھے۔ جس دہن اور ڈہرے پر ہو اُسی پر قائم رہو۔

خط بنام مسٹر گلیڈ اسٹن

نمبر ۳

مولوی گلیڈ اسٹن طولعمرہ۔ آجکل زمانہ ایسی جلد جلد کروٹین بدل رہا ہی اور تم بھی اُسکے ساتھ وہ قلابازیان کھارہے ہو کہ معلوم نہین اس تحریر کے پہونچتے پہونچتے چمن دہر مین کون کون جدید گل کھلین۔ اور کون انکے شگوفے سر بلند کرین۔ اسی جہت سے میری دو دو باتین تم چٹ پٹ اور سن لو۔ اور اپنا راستہ پکڑو۔ باقی اتفاقات کا چکر تو کسی کے روکے رُک نہین سکتا۔ جو جس کام کے واسطے بنا ہی جب مہلت موقع پائیگا اپنی علت غائی پوری کریگا۔

تم سمجھو۔ مہدی۔ عثمان دیغنا۔ زار روس۔ اور اوسکے ارکان سلطنت ارنیل جرنیل۔ علی خانوف۔ کمروف۔ بیوقوف جنکی بے ایمانی پر ذوف۔ آخر عالم اسباب مین جھگڑے فساد قتل غارت ہی کے واسطے آئے ہین کہ میری آپ کی طرح علوم۔ فنون حکمت۔ فلسفہ۔ تہذیب۔ ترقی کے واسطے جان کھپانے کو شش کرنے۔ یہ مانا کہ تم نے درگذر کرکے معاملہ مختصر کیا۔ مگر حرامزادے کی رسی دراز۔ سردست یہ سلسلہ ختم ہوتا معلوم نہین ہوتا۔ پس جو بات کرو زمانے کے موافق۔ مین نے پہلے خط مین سب تفصیل لکھدی ہی کہ اگر تم مصر کے جھگڑے کو یون چھوڑ بھاگے تو بڑی خطا کی۔ جنکا جنکا بھرم سا تھا مین نے اونکی قلعی بھی کھولدی۔ پس اب سوا اسکے کوئی صورت ہی نہین باقی کہ مصر مین اگریسو پالیسی یعنی فتاحی کی حکمت عملی بالکل ترک کیجائے۔

مهدی وعثمان دیغا وغیرہ کی عداوت سینۂ بے کینہ سے آزاد ہو۔اب جسقدر
قبض وتصرف مین ہی اُسپر ایک دفعہ آیۃ الکرسی پڑھکر پھونک دیجاوے۔
اور اوسی طرح اوسکی محافظت کی جاوے جیسے مرغی اپنی ساری جھول
پیٹ کے نیچے چھپائے رہتی ہی۔اگر حملہ کرو تو دفاعی۔مقابلہ کرو حفاظتی۔
ساری بلا لینا اور ملک کو اس سے تتر بتر کرکے چھوڑ دینا یہ کس خدا نے بتایا
اور کس ایمان نے سکھایا ہے۔اب لازم ہی سب افواج دو مقام مناسب
محفوظ پر جمع رکھو۔کہ مصر والون کے کام بھی لاسکو اور سرحد ہندوستان
کے جھگڑے مین بھی بلا سکو۔

اب رہا روس کا جھگڑا اوسکی کیفیت یہ ہی کہ ہر شخص کو کسی نہ کسی کے ساتھ
حسن عقیدت ہوا کرتا ہی۔کسی کو اپنے کسی دوست سے ایسی امید ہوتی ہی
کہ سراسر خلاف ترصد حرکات دیکھتا جاتا ہی مگر عقیدت نہین جاتی۔کوئی
بزرگوار اپنی زوجۂ مقدسہ کی جانب سے وہ حسن ظن (زن نہین) رکھتے ہین
کہ آیت حدیث غلط۔ سہ

حکم جوروجی بہ از حکم خداست انچہ جوروجی بفرماید روست

کسی کو کسی حکیم طبیب ڈاکٹر پر وہ اعتقاد ہوتا ہی کہ صریح حضرت قلم کار تیغ وسنان
کر رہے۔خدا گنج کی نو آبادی کو ہر روز ہزارون کا چالان بھیج رہے ہین
مگر یہان مسیحائے دوران حضرت ہی ہین۔کسی کو کسی وکیل صاحب پر اطمینان
ہی۔کہ معاملہ فہمی سے اسقدر دور جیسے اعمیٰ بینائی سے مگر یہان سارے عالم کا
قانون انھین کی نوک زبان پر ہی۔بعض کو کسی شاعر کا عقیدہ ہو جاتا ہی۔

کہ ساری دنیا مہمل گوئی پر ملامت کنان ہی مگر آپ کو وہی کلام مرغوب و مطبوع۔ پس اسی طرح سمجھہ لو تمکو بھی روس کے ساتھہ حسن عقیدت ہی۔ تمہارا دل و دماغ اتنا وسیع ہی نہین کہ روس کی چالاکیون اور فریب کے دفتر کا ایک حرف بھی اوسمین سما سکے۔ تم بیچارے اوسکے فتنۂ و فساد کا ادراک ہی نہین کر سکتے۔ تم مین فرمودیت کا وہ جوش ہی کہ تم جان نہین سکتے۔ آن سلطنت۔ صولت و شوکت شہنشاہی۔ شکوہ و شان قیصری کیا ہی۔ پھر اوسکی کمی بیشی کا اندازہ تمکو کیا خاک پتہ مل سکتا ہی۔

الغرض اس حسن عقیدت نے تمکو تگنی کا ناچ نچا رکھا ہی۔ علاوہ اسکے دو حماقتین تمہاری قوم سے ایسی ہوئی ہین کہ مدت تک اونکا اثر بد تمکو سہنا پڑیگا۔ اول تو مختلف تعصبات مذہبی۔ قابو پرستی۔ تنگ نظری کی بدولت تمہاری دونون پارٹیون نے سلطنت ٹرکی کو ایسا ضعیف اور نحیف کردیا کہ روس کے ساتھہ کلہ بکلہ لڑنے والا کوئی نہین رہا۔ یونان کی بادشاہت نئے سرے سے قائم ہوگئی۔ کرسنڈم مین اسلامی سلطنت خلل انداز تھی وہ قوت مین کم ہوئی۔ مگر یہ بھی سمجھہ لو تمنے ایک دوست کے ساتھہ گہاٹ کے وقت پر کنائی کاٹی۔ سلطنت و شہنشاہی کے خلاف کیا۔ یہ تمہاری کوتہ فہمی ہے کہ دنیا کی بادشاہت کو مذہبی سلطنت سمجھتے ہو۔ اگر مذہب کو بادشاہت مین ایسا دخل ہوتا تو سارے پیغمبر اور اولیا رشی اور منی بادشاہت ہی کرتے تمنے ایک طرف مذہبی تعصبات پر قہقہہ اوڑایا اور دوسری طرف مذہبی عناد و عداوت کو ہادی بنایا۔ حال کی جنگ روم و روس مین اگرچہ کنسرویٹو پارٹی برسر حکومت تھی۔ اور جو امر فرو گذاشت

ہوا اوسکا عذاب تو اب اوسکی گردن پر۔ مگر انصافاً کہو کہ تم اوس پالیسی مین کیسے شریک غالب رہے۔ جھوٹ یا سچ جو کچہہ وہ کرنے والے تھے تمنے ہفتہ ہفتہ بہر مین دو دو ولمبے چوڑے رسالے شایع کرکے اونکو باز رکہا۔ بلگیریا کے مظالم رنگنے کو تو آپکا قلم خونین رقم رواں دواں تہا۔ مگر اب فرمائیے بارہ سو افغان سرحد پر کٹ گیا۔ آپکی کمیشن کی توہین ہوئی۔ اوسکے ساتہہ کے لوگ بے رحمی فصل سے کیت رہے۔ جاڑے پالے کے مارے ٹہنڈے ٹہنڈے ملک عدم کا راستہ ناپنے لگے۔ مصر اور سوڈان اور خرطوم مین انسانون کی قربانی کرا ڈالی اوسپر جودت طبع صرف نہین ہوتی۔ ع

بس گرسنہ خفت وکس ندانست کہ کیست   بس جان بلب آمد کہ بروکس نہ گریست

المختصر روس کو غلبہ نصیب ہوا۔ پہر اسکا نتیجہ کہلا ہی رکہا ہی کہ وسط ایشیا مین کارروائی کرنے کو اب سلطان کو اپنی طرف ملاؤ تو کیا اور جدا رکہو تو کیا۔ ابتک روس ذرا ذرا سی بات پر اونکو دہمکا کر اپنی طرف سازش پر مجبور کر سکتا ہی۔ بہت رعایت کی نیوٹرل رہنے دیا۔ اس حماقت کا خمیازہ تمہاری حیات مین کیا بعد ممات تک انگلستان کو بہگتنا پڑیگا۔ تمہاری قوم جسقدر ٹرکی سی مغائرت کرتی جائیگی۔ اوسیقدر غرور لایعنی اور تبختر فضول کے ثمرے اوٹہائیگی۔

دوسری خطایہ ہوئی کہ جب معلوم تہا کہ افغانستان پر ہم قبضہ نہین رکھ سکتے۔ اوسمین آمدنی نہ منافعہ۔ قوم پرورش پاسکتی ہی نہ تجارت چل سکتی ہی تو پہر شیر علی خان سے لڑنا۔ اور کابل قندہار فتح کرنا سراسر فضول تہا۔ اسمین اتنی بات ہوئی کہ تم شریک نہ تھے۔ لیکن اول منزل پہونچانے کی خدمت

تمہارے ہی سر پڑی۔ ادسمین تم نے اپنی حماقت صرف کی یعنی ساری کارروائی کالعدم کردی۔ حالانکہ قندہار پر قبضہ رکھنا لازم تھا۔ خیر جو ہونا تھا ہوگیا۔ اب روس نے قدم بڑہایا۔ اور تمہارے کمیشن کی سخت توہین کی۔ مین اس جگہہ اس سے بحث نہ کرونگا کہ تم سے اس بارے مین کیا عقلمندیان ہوئین۔ مگر اسقدر ضرور کہونگا کہ جو چال تم چلے وہ بری چلے۔ اگر کوئی اچھی سوجی بہی تو انجام بجوش اسلوبی نہو سکا۔ کمیشن سرحدی کی تجویز ایسی معقول تہی کہ باید وشاید۔ مگر وہی دم کی کسر رہ گئی۔ جسکا اعادہ فضول ہی۔

اب بعد قبضۂ پنجدیہ و مرچاک و چرابی بصرہ جو ثالثی کا معاملہ ٹہرا ہے۔ اسکی نسبت بہی کچہہ نہ کہونگا۔ جو ہونا تہا ہوگیا۔ تمنے میرے اشارات پر عمل نہ کیا۔ تمہاری قوم اور تمہارا خدا اپنے سمجہہ لیگا۔ اب واقعی انگریزی عظمت وحشیون کی نظر مین کم کرادی۔ سر پیٹر لمسڈن سا افسر کمیشن روس کے چالاک اور چلتے پرزے کمروف علی خانوف کے مقابلے مین دوسرا خدا نے پیدا ہی نہین کیا۔ اب سے

قرنہا باید کہ تا یک لمسڈن از لطف طبع   صاحب غیرت شود یا زیرک ڈپلومسٹ

سر بعنی صاحب نہین بلکہ یہی سر جو آجکل مصر کے مخروطی میناروں اور وسط ایشیا کے لق و دق میدانون مین ہم آپ ٹکرا رہے ہین۔ اور پیٹر معنے پیٹنے والا دار علامت فاعل) لمس معنی چھونا۔ ڈن یا دن آواز توپ بندوق۔ پس مطلب یہ کہ ایسا سر پیٹنے والا کہ لمس کرنے سے دن سے چھوٹ جاتا ہی۔ آدمی کا ہے کو چاندی کی بارود ہے۔ خشکی کا تار پیڈ دہی۔ مگر افسوس تمہاری

کاہلی سے روس نے اوسکو محض آتشبازی بنایا۔ کمیشن سمیت بیچارہ چھنک کر رہگیا۔ اور اب اگرچہ چھوٹا بہی تو کمیشن سے مستعفی ہوکر۔ بم کے گولے کی طرح سیدہا اپنے گہر کی طرف راہی ہوا۔ اب اس سگہڑ بہلائی کو تہ کر رکہئیے اور سارے کمیشن کو بلا لیجیے۔ لندن ہو یا ڈنمارک بطور خود کارروائی کیجیے۔ اسکے بعد جب قضیئہ زمین برسر زمین فیصل کرنے کی نوبت آئے تو اپنا کمیشن سینٹ پطرس برگ سے بمعیت کمیشن روس بہیجیے۔ کیونکہ پولیٹکل معاملات۔ ایک طرف یون بہی دو شخص جب کسی جگہہ اس طرح ملنے کا بندوبست کرتے ہین کہ ایک طرف سے ایک دوسری طرف سے دوسرا چلکر مقام پر پہونچے تو وقت سی خالی نہین ہوتا۔

اب رہی شاہ ڈنمارک کی ثالثی۔ یہ سچ ہے کہ ثالث صاحب کی ایک بیٹی زار روس کو ایک پرنس آف ویلیس کو بیاہی ہین۔ دونون سلطنتون سے قرابت قریبہ ہی۔ مگر تم اسقدر ضرور سمجہلو کہ گو وہ بادشاہ اعزاز مین قدیم ہی۔ مگر بادشاہت اور ملک گیری سے بالخلقت محروم ہی۔ (ایسے بادشاہ کے واسطے تمہارا سا وزیر بہت مناسب تہا۔) اوسنے اپنا ہی ملک جہیزون وغیرہ مین دے دلاکر مختصر کر رکہا ہی۔ وہ ملک گیری اور ملک دہی کی لذت سے بالکل ناواقف۔) اسکے علاوہ مین پوچہتا ہون اوسکی نظرون مین روس و انگلستان بوجہ قرابت کیون برابر ہونے لگے۔ ہان تم کسی جدید منطق سے ثابت کردو۔ کہ جس طرح شہنشاہ روس کو ایک بیٹی بیاہی ہی۔ اوسی طرح ہماری قیصر ہند ملکہ معظمہ کو دوسری۔ تو البتہ مین بہی برابر سمجہون۔ ورنہ بادشاہون مین ایسی باتون کو مانین تو زار روس ہی کیون انگریزون کو ستائین۔

تمہاری کارروائیون سے معلوم ہوتا ہی کہ روس جس حصۂ ملک پر قابض ہوگیا ہی۔ وہ برضامندی امیر کابل اوسی کے سر رہیگا۔ آیندہ کا وعدہ لے لیا جائیگا۔ مجھے افسوس ہی کہ تم فضولیات مین مبتلا ہوکر مقصد اصلی کو اس طرح سٹ سے نکلجانے دیتے ہو۔ جیسے چوہے دان سے چوہا یا ہاتھ سے زندہ مچھلی۔ امیر تو وہ ویران حصۂ ملک جو بقبضۂ روس آیا ۳۰ مارچ کو بیع کر چکے۔ اور تم سے دام ہی راولپنڈی مین وصول کر چکے۔ اونکو پروا ہی کیا۔ تم نے جس مصلحت سے افغانستان کو وظیفے دیے۔ تحفے نذر کیے اوسکا خیال تو تمکو لازم ہی۔ اگر روس کو بڑہنے دیتے ہو تو خیر جلال آباد۔ قطع۔ پیشاور۔ ڈیرہ جات پر فوج جماکر منتظر روس بیٹھو۔ پھر امیر کی اعانت کی ضرورت۔ نہ وظیفون کی حاجت۔ اور اگر ہمسائگی روس نہین چاہتے تو ایک چپہ زمین نہ لینے دو۔ یا ہرات دجسپر وہ کوئی دن آیا ہی چاہتا ہی روس کی سرحد ہو۔ اور قندہار پر خود قبضہ کرو۔ جی چاہے دام دونو نکے اپنے خزانے سے دینا۔ روس بیچارہ مفلس ہی سمجھہ لینا ڈچس اڈنبرا کی مہر مین رقم مجرا ہوئی اگرچہ جانتا ہون تم میری باتونکو کم سمجھتے ہو۔ مگر اتنا پھر بتاؤنگا کہ یہ سامان طیاری افواج جاری رکھو۔ اسکی بدولت پارلیمنٹ روپیہ دیگی۔ روس دبیگا۔ افاغنہ تالیان اور بغلین نہ بجائینگے۔ وحشی اقوام عبرت کی نظر سے دیکھین گے۔ چونکہ یہ اخیر خط تھا کسیقدر طویل ہو گیا۔ اب مجھے اور شاگردونکو تعلیم دینا ہی۔ تمکو چندے کوئی خط نہ لکھونگا۔

الکررا ینکہ ان اہم معاملات کی علاوہ اور جو چھوٹی چھوٹی خرخشے ہین وہ بھی ادنی سستی کی ساتھہ خود درست ہو جائینگے

کھلے خطوط اور سربند مضامین

نمبر ۴

بنام ملکہ وکٹوریا قیصر ہند

ملکۂ سکندر حشم دامت ظلہا - اگرچہ تمہارے ملک وحشم کے آئین وقوانین ملکداری رفتہ رفتہ ایسے ڈہرے پر آرہے ہین کہ حاکم وقت کو انتظام مہام مین خودسری وخودرائی کے مُنہ زور رہوا پر سواری کی نوبت نہین آتی - اور محض زمانہ کی ہوا - قوم کی نبض دیکھکر اپنی رفتار مطابق کرلینا ہوتی ہی سلطنت ایک ٹرین ہی جسکا انجن پارلیمنٹ - چند چلتے پرزون کی قوت اور کام سی واقف ہوکر مباحث ملکی کی سردی گرمی سے رائون کی سلنڈر کی رفتار پر نظر رکھنا اور ٹرین چلانا صرف کاریست کہ فراست حاکم میخواہد - اور باقی دنیا کے سارے بکھیڑے جنجھٹ پارلیمنٹ کے سر اور وزرا کے حوالے - مگر پھر بھی بندہ بشر گہوارۂ عالم کے نشیب وفراز زمانے کی سردی گرمی دماغ پر تو کچھہ نہ کچھہ اثر ضرور پیدا کرتی ہی - چونکہ میرے علم ویقین مین تم بھی انسان اشرف البنیان ہو - لہذا تمکو بھی ایسے خرخشون سے معرا ومبرا نہین پاتا - اور ضرورت دیکھتا ہون کہ بعد تعلیم وتلقین گلیڈ اسٹن چند کلمات تمہارے گوش حق نیوش تک پہونچا دون -

آجکل معاملات کا قوام بہت کچھہ بگڑا معلوم ہوتا ہی - اگر فعالۂ اولوالعزمی کی چاشنی اندازۂ اعتدال سے بڑھکر حلاوت ملکداری مین زیادہ ترشی دکھائی تو چندان ناگوار نہین گذرتا - کیا وجہ کہ وہ تو ایک باطنی بنگ ہی جو کاسۂ دماغ مین گھُٹ گھُٹ کر اثر پیدا کرتی اور موجین دکھاتی ہی - مگر صلح اور امن کی حالت

منفعلہ کا شربت بزوری معتدل ادنی سی کمی بیشی مین بگڑ جاتا اور خدا جانے کیسی اولٹی پلٹی تاثیرات پیدا کرتا ہی۔ جب کوئی فعل درجۂ لازمی سے گذر کر متعدی ہو جاتا ہی تو ایک شخص کی ذات تک محدود نہین رہتا۔ ممکن ہی کہ بہت سے امور کا وقوع ایک کو نا پسند ہو۔ مگر ضرور نہین کہ دوسرا بھی اوسیقدر کراہت کرے۔ پس انسان لامحالہ چار ناچار طوعاً و کرہاً بہت سے افعال اسی وجہ سے کرتا ہے۔ تم بھی اس قاعدۂ کلیہ سے مستثنیٰ نہین ہو۔ سب سے اہم اور ضروری کام عموماً حاکمون اور خصوصاً تمہارے واسطے زمانے اور قوم کی رفتار پر نظر رکھنا ہے۔

زمانے کا چلن آجکل پر کیا منحصر ہے ہمیشہ آگے کی جانب رہا ہی۔ چستی اور سستی عارضی امور ہین مگر میل اور رجحان اسی جانب ہے

قدم وقت بیشتر باشد

گاہے ماہے وقفہ یا یکشت زیادہ تیزی اور سرعت کے ساتھ روان ہونے کو ہوا کرتا ہی۔ جیسے آندھی آنے کے پہلے ہوا مین سکون کی سی کیفیت ہو جاتی ہی اوسی طرح جب عالم اسباب مین تولید واقعات کمی پر ہو تو سمجھنا چاہیے کہ مادر گیتی اس دفعہ بڑے بڑے گھن گرج جھول نکالنے والی ہی۔ عقلمند اور انجام بین ہر وقت چوکنّا اور ہر کام کے واسطے مستعد رہا کرتے ہین۔ تم بھی ایسی ہی ہو۔ مگر اتنی کسر ہی کہ تمہاری قوم کثرت کامیابی اور فرط سامان سے اسقدر مغرور اور متکبر ہو گئی ہی کہ اب بلا خوض و فکر اور داہنے بائین دیکھے دوسرون کے مقابلے مین اپنی ہر چیز کو اعلی اور افضل سمجھتی ہی۔ اس کے علاوہ

دیگر نتائج کے یہ نقصان ہوتا ہی کہ وقت پر چند ایسے امور ناپسندیدہ و نامطبوع سے سامنا ہوجاتا ہی کہ جنسے طبیعت میل کہاتی ہی۔ نہ گوارا کرسکتی ہے۔

عالی ہمتی اور بلند خیالی اور کارہاے سترگ کرنے کے واسطے خفیف سی لاپروائی اور بلند نظری وہی خدمت انجام دیتی ہی جو راہگیر کو لاٹھی یا چھڑی۔

مگر کون کہ سکتا ہی کہ بہرام گہاٹ کے پورے لٹھے کی لاٹھی موجب زحمت نہوگی۔

ترقی ہو یا تنزل دراصل دونون ایک اور ایک ہی دوہین۔ صرف نام کا فرق ہی۔ گیند کو دیکھو اور بتاؤ اوسمین سے کس مقام کو اونچا اور کسکو نیچا کہ سکتے ہو۔ اسی طرح زمانے کو چکر یا دائرہ یا چرخ جو چاہو کہو۔ دنیا کی ساتہہ رواں دواں ہی۔ یہ محض ہماری فہم ہی کہ مختلف نام پیدا کرتی ہی۔

حیات و ممات صحت و عارضہ ترقی و تنزل چولی دامن کا ساتہہ رکہتے ہین۔ تمہاری قوم تہذیب اور ترقی کے درجے کو طے کرچکی اب اوسکو سنبھلنا چاہیے۔ اور بہت پہونک پہونک قدم رکھنا لازم ہی۔ سارا یورپ اپنے واسطے ایک طوفان عظیم بنا رہا ہے۔ تمہارا ملک اس سے قبل کیسقدر فصل اور مغائرت کے باعث بہت سی آفات مین شریک یورپ نہوسکا۔ اب عنایت خدا سی تمہاری وہ سلطنت ہی جسپر آفتاب غروب ہی نہین ہوتا۔ اب ہر جگہ کی سرد و گرم ہوا کچہہ نہ کچہہ اثر ضرور پیدا کریگی۔ اگر تمہاری قوم عقیل ہی تو اوسکو لازم ہی کہ

اگر خواہی سلامت برکنارست

پر عمل کرکے پہونک پہونک قدم رکھے۔

لبرل فرقہ باعتبار پولیٹیکل مباحث بے شک مجھے پسند ہی۔ مگر اعتدال کی دم ضروری۔ افعال لازمی اسکے بہت اچھے ہوتے ہین متعدی مین بوجہ تکبر وغرور قومی۔ اور لاپروائی کسبی۔ و دیگر اسباب خفیف وعظیم معاملہ دگرگون ہوجاتا ہے۔

ایک اور امر جو تمہاری توجہ خاص کا محتاج ہی یہ ہی کہ یورپ کے ساتھون ساتھ تمہارے انگلستان مین مذہب کی خیالی باغ و بوستان کی ہری بہری سبز و شاداب تناور درخت سموم علم نظری وظاہری کی جھونکون سی جڑ سی اکھڑ اکھڑ کر گر رہے ہین۔ صرف تھوڑے سے لنڈ منڈ تنے اپنی سخت جانی سے بچ رہی۔ سو وہ بھی امروز فردا مین کوچ کرتے نظر آتے ہین۔ اور یہ ظاہر ہی کہ کوئی قوم ظاہری صوری و معنوی طور سی خود سر و آزاد ہوکر بادشاہی کو اچھی نظر سی نہین دیکھہ سکتی۔ جس نے حاکم حقیقی کی اطاعت کا بوجھہ سر سے پھینکدیا وہ حاکم مجازی کو پہلی سلام کرچکا مذہب اب صرف ظاہری مراسم اور آرائش اور زیبائش کیواسطے رہگیا ہی۔ اوسکے اصلی تقدس و تسکین سے مدت ہوئی کہ ناآشنائی ہوچکی ہی۔ اگر کچھہ ہی تو تقدس کی جگہ وضعداری۔

خلقی ونیچرل رفتار زمانہ کسی کے روکے نہین رک سکتی۔ آگ پانی اور ہوا کسی کی تدبیر سے اپنی قوت ترک نہین کرسکتے۔ مگر انکی قوتون سے کار مفید لینا آجکل کے حکما اور عقلا کا کام ہے۔

المختصر اسی طرح اور بھی چند امور ہین جنکو دوسرے خط مین لکھونگا۔

اب تم جاؤ زار روس کو خط بھیجو۔ مین بھی کائنات کی سیر کو جاتا ہون۔

کھُلے خطوط اور سربستہ مضامین

نمبر ۵

ملکہ سکندر حشم دامت ظلہا۔ مین نے اپنے پہلے خط مین دوسرے کا وعدہ کیا تہا۔ اسی جہت سے اگرچہ مجھے سارے دنیا کے بکھیڑون اور تمکو اپنی پارلیمنٹ کے جھگڑون وزرا کی استعفا سے مہلت کم ہی۔ مگر ایفاے وعدہ کرتا ہون۔

سب سے پہلے پیش پا افتادہ مضمون وزارت کا ہی۔ جو کچھہ ہوا اور تم نے اور گلیڈ اسٹن نے کیا وہ تو ہوچکا اوسکا ذکر نہین کیا وجہ کہ میری عادت ہے معاملات گذشتہ کہ بجز مورخانہ تجربہ کے اور کسی لائق نہین سمجہتا۔ تم نے سالسبری کو وزارت دی۔ اچھا کیا نہ بُرا۔ آخر تم بیچاری کرتی ہین کیا۔ کنسرویٹیو فرقہ اب ایسا بے سر اور بے ٹکا ہو رہا ہی کہ کوئی ٹھکانا نہین۔ بس ہی اندہون مین کانے راجا تھے۔ اب نظر تعمق سے ملاحظہ کیجیے تو ایسے فرقے کا کمزور ہوتا جانا جو قدیم باتون کا (جن مین شخصی سلطنت بہی شامل ہی) حامی ہو بادشاہون کی ذات کی واسطے فال نیک نہین۔

لارڈ رنڈالف چرچل جو بدقسمتی ہندوستان سے وزیر ہند ہوئے ہین۔ بجاے خود تیز آدمی ہین۔ مگر کم سنی اور درشت گوئی اور بدزبانی مانع ترقی ہی۔

معاملات ہندوستان تمہاری خاص توجہ کے محتاج ہین اور میری راے مین تم ہی اوسکی۔ آجتک تمہارے ملک اور پارلیمنٹ مین جسقدر توجہ ہوئی ہی وہ بالکل ناکافی ہی۔ اور لاپروائی سے مملو۔ یہ سمجہہ لو کہ آزادگی

اور شوریدگی قوم کے دست برد سے اعزاز قیصری محفوظ رکہنے کا صندوقچہ ہندوستان ہی ہی۔ اگر تنکا ہوا کا رخ بتاتا ہی تو ایک شہزادے کی تنخواہ کے بارے مین قوم کی خست بہت کچھ سُجہاتی ہی۔ یہ اسی ہندوستان کے جگرے ہین جو بادشاہون کا تقدس تک چاہتا ہی۔

بہلا کچھہ تو ہی کہ ہر اولوالعزم کو جہان زمانے نے کسی قدر بہی وسعت دی اوسنے اسی طرف کو رُخ کیا۔ ظاہر مین اگرچہ مین یہان کا باشندہ نہین۔ مگر در اصل مین ساری دنیا کا رہنے والا ہون۔ ازل سے اس ملک کی خوبیان مجہپر اسطرح روشن ہین جیسے بادشاہون مین آجکل زار روس۔ سکندر نے میرے ہی مشورے پر کاربند ہو کر ادہر کا قصد کیا تہا۔ مگر افسوس اوسکی فوج نے وہی ارادے ایک دوسرے عنوان سے برتے جسکے جام سے تمہاری قوم آجکل بدمست ہی۔ اور آخر اوسکا نتیجہ جو ہوا اوس سے میرا یا سکندر ہی کا دل آگاہ ہی۔ اور تہا۔ جب تک ہندوستان انگلستان کا ضمیمہ و دُم چہلا بنا رہے گا پارلیمنٹ انگلستان مین اس کا گیند دہڑکا ہوگا۔ وہان کا ادنی سے ادنی گورا ہندوستان مین دیوتا بنکر جہاز سے اوتریگا۔ تب تک ہندوستان ہندوستان نہوگا۔ لاکہہ روپیہ کی بات تمکو یہ یاد رکہنا چاہیے کہ ہر شے کی خوبی ذاتی اُسی وقت تک قائم رہ سکتی ہی جب تک اوسکی ذات مین فرق نہ آئے۔ آم تب ہی تک آم ہی جب تک املی نہین بنایا گیا ہی۔ پس اسی طرح ہندوستان اوسی وقت تک ہندوستان ہی۔ جب تک ہندوستان کی ذات مین خلل نہین آیا۔

تہذیب اور ترقی صدق اور راستی کے جانی دشمن ہین مگر کیسے جیسے مار آستین۔ حکما کہتے ہین کہ نیکی کو کسی طمع سے عمل مین لانا نیکی نہین۔ اور اسی کو ایشیائی شاعر یون کہ گیا ہی۔

کب حق پرست زاہد جنت پرست ہی ۔۔۔۔ حورون پہ مر رہا ہے یہ ۔۔۔۔ بست ہی

اصلی نیکی وہ ہی جو از خود بلا ارادہ سرزد ہو۔ پس مہذب دوستی ہر گز طمع اور نمایش کی آلایش سے پاک نہین ہوتی۔ تم مہذبون کے جو لمبے چوڑے عہدنامے اقرارنامے۔ اسٹامپ۔ رجسٹری سے اپنے وعدے کو آراستہ و پیراستہ کرتے ہو بجنسہ اوس ہندوستانی سبزہ رنگ۔ ملیح دلربا معشوق کی طرح ہو جو انگریزی صابون سے عارض باصفا کو دہو کر آنکھون کے پپوٹے سیاہ کر ڈالتی ہے۔

پس نتیجۂ سخن یہ ہی کہ آجکل کسی کی دوستی اور عہد پر اعتماد نہ کرو عہدنامے چاک کرنے اور اقرار توڑنے دوستی دشمنی کرنے کے واسطے ہوتی ہی۔ انگریزی مثل ٹرسٹ ان گاڈ اینڈ کیپ یور پوڈر ڈرائی۔ (خدا پر بھروسا کر اور بارود خشک رکھو۔) پر عمل کرو اور دیکھو جنگ گاہ عالم مین کیا تماشا ہوتا ہے۔

جس انسان مین اخلاط متضادہ جمع ہین ممکن نہین کہ ایک کم اور دوسرا زیادہ نہو۔ یہی حال سلاطین کے جبروت و سطوت کا ہی۔ گلیڈ اسٹن اور آرام طلب قوم نے خون صالح اور طاقت اصلی بہت کچھ فضول فصدون اور مسہلون مین نکال ڈالی ہی۔

مثل مشہور ہی آپ کاج مہا کاج۔ تمہاری قوم بڑی خود غرض اور

خود مطلب تمسے تو چاہتی ہی کہ خدمت لے۔ مگر تمہاری خدمت پر چونچ چرا کرتی ہی
پس ایک نصیحت آخری تمکو کرتا ہون۔ اگر اوسپر عمل کیا تمہارا ہی فائدہ ہوگا۔
ورنہ گلیڈ اسٹن کی طرح اس کان سے سن اوس کان سے اوڑا دیا
تو تم جانو تمہارا کام جانے۔ اپنے تاج کے نہایت درخشان اور تابان
جواہر کو پہلے اس ترکیب سے جدا کر دکہ نہ تو اوس فرنگی کی طرح اوسکو صدمہ
پہونچاؤ جسنے اورنگ زیب سی دوستی کے واسطے لیا۔ اور کاٹ چھانٹ کر
ستیاناس کیا۔ اور نہ اپنی تاج کو بدنما بناؤ۔ اوسکے بعد ایک جداگانہ تاج بنواور
اوسمین وہ جواہر لگا کر کسی اپنی اولاد کے سر رکھو۔ ہم خوش ہمارا خدا خوش
الکنایۃ ابلغ من التصریح۔

کھلے خط اور سربستہ مضامین

نمبر ۶

بنام مہراجہ کشمیر

مہراجہ صاحب۔ آجکل طویلۂ عالم مین وہ لیتا ہے۔ عرصۂ کائنات مین وہ
رم پے ہی کہ ہر متنفس محتاج پندو اندرز نظر آتا ہی۔ مگر تم جانو میری نگاہ بلند تو
ازل سے آج تک کبھی نیچی پڑی ہی نہین۔ اور خاصکر جب محل ورموقع دیکھا ہی۔
اپنے مذہب مین آئی پر چوکنا حماقت اور گناہ دونون خیال کیا ہی۔ اسواسطے
آج تمہین سے لگا لگاتا ہون۔ تمہاری اہلیت اور معقولیت جو تم مین حد سے
زیادہ ہی۔ شائد پھڑک مٹا کر اس بوڑھے خرانٹ کی دو باتین سننے دے۔
یہ تم اچھی طرح سمجھ لو کہ ایسے باپوں کا مرنا جو اولاد کو دولت ثروت۔ ریاست۔

سلطنت چھوڑ جانے والے ہوں دنیا مین چندان رنج و تاسف نہین پیدا کرتا۔
بعض جگہ تو ادہر مرنے والے باپ کی نعش پڑی ہوتی تہی۔ اور ادہر صاحبزادہٗ
بلند اقبال جشن تخت نشینی مناتے ہوتے تھے۔ ایک جلد باز جلے تن نے بوڑھے
باپ کو اسی بات پر مار ڈالا کہ تم تو مروگے نہین۔ ہم بوڑھے ہوئے جاتے ہین
لطف ریاست کب اوٹھائین گے۔ پس اب نہ تو میری صلاح ہی۔ اور نہ غالبًا تمہارا
دل باپ کا غم منانے کو چاہتا ہوگا۔ مضی مامضی۔ اب ریاست کا جھگڑا۔
ملکداری کا بکھیڑا تمہارے لیے کیا کم ہی۔

تمنے جو کچھ گدی پر بیٹھتے ہی رفاہ و فلاح کے احکام جاری کیے۔ اوس سے
نہ صرف یہ معلوم ہوتا ہی کہ یہ مدت کے سوچے ہوئے ہین۔ بلکہ اسکا بھی پتا چلتا ہی
کہ آجکل کی مصلحت کے موافق بیہودہ دستور اور لایعنی تکلیف وہ مراسم کی قدر
اوسیقدر تمہارے ذہن مین ہی۔ جتنی ہونا چاہیے۔ بات تو اچھی ہی بشرطیکہ
تمہارے دماغ سے نکلی ہو۔

تمہارا ملک دستکاری۔ نفاست میوہ جات۔ لطافت۔ موسم۔ خوبی۔
آب وہوا مین ضرب المثل۔ مگر ساتھ ہی اوسکے بدانتظامی و بدحالی مین شہرہٗ آفاق
ہی۔ تمہارے خوشامدیون نے اگر انگریزی یا اور ہندوستانی عملداری کی نظرین
پیش کر کے نیچی آنکھ اوپر اوٹھوا دی۔ عرق خجالت رومال خوشامد سے پونچھدیا۔
تو اس سے نہ شالبافون نے گاڑہی کمائی کا پورا اجورہ پایا۔ نہ مفلوک اور
کنگال مسلمان خوش ہوئے۔

آجکل کی تہذیب کی کُنجی یہ مثل ہی۔

ہاتھہ پانوں بچائے اور موذی کو ٹرخائے

جب تک اسپر عمل ہی مزے سے ڈل مین عیش مناؤ۔ گلمرغ مین جشن اوڑاؤ۔ کس نے پرسد کہ بھیّا کون ہو۔ سرحد کا جھگڑا کچھہ تمھین کو بیم و رجا مین نہین رکھتا۔ سارے ہندوستان اور انگلستان۔ اور افغانستان مین بکر کود مچاتا پھرتا ہی۔ ہندؤن مین سانڈ چھوڑ دیتے ہین۔ وہ جانتے ہو کسقدر ظلم کرتا پھرتا ہی۔ بازار مین جدھر رخ کیا دوکاندار کی جان اگاڑی پچھاڑی تڑاکر نو دو گیارہ ہو گئی۔ پس اسی طرح سمجھہ لو علۃ العلل نے روس کو بھی سانڈ دیا ہی۔ اسکے علاوہ نوش مین گزند نیش۔ گلستان شادی مین خار غم۔ شیرینی اُلفت مین چاشنی شکایت۔ بہار حیات مین خزان موت۔ رنگ مین بھنگ۔ کلیل مین غلیل نہو تو لطف کیا آئے۔ قدر منزلت کیا معلوم ہو۔ قدر عافیت کسی داند کہ بہ مصیبتی گرفتار آید۔ صاحب توبۃ النصوح کا قول ہی۔ اگر مرنا نہوتا تو لوگ درختون سے گر کر۔ کنوؤن مین پھاند کر جان دیتے۔ سرکس مین محض تماشائیون کی توجہ مین تحریک پیدا کرنے کے واسطے سہوًا وعمدًا گھوڑون پر سے گر گر پڑتے۔ اور دوڑتے ہی مین اوچک جاتے ہین۔ یہ سب کیا ہی۔ بندہی ٹکی وضعداری۔ سلاست روی کی چالون مین چہل پہل پیدا کرنا ہی۔ تاکہ دلچسپی ہاتھہ سے جانے نپائے۔ روس اودہر سے آئیگا نہ آئیگا۔ مگر تم یہ سمجھہ لو۔ ٹلکے کا ڈر شیر کا پتا پانی کرتا ہے۔ علاوہ اسکے ناؤ مین خاک اوڑانے۔ یا پانی گندلی کا بہانہ تو بآسانی مل سکتا ہی۔

آجکل رزیڈنٹ کا تقرر بہتون کو چکر مین ڈالے ہی۔ تمھاری جو حالت نہ

وہ کم ہی۔ برمحل کارروائی کرنے والے توگھات کے منتظر ہی رہتے ہین۔ والیان ملک کچھ آئے دن تو مرتے ہی نہین۔ غالبًا کو ہاگرم ہی پیٹا جائے۔ مگر تم کو مین ایک گر بتائے دیتا ہون۔ تم سب کرنا مگراوسان نہ کھونا۔ قیام رزیڈنٹ منظور کرنا مگر سمجھ کے۔

جو حماقت عقل سے نادانی جان بوجھکر ہو وہ حماقت و نادانی نہین ہے

من نگویم کہ این مکن آن کن مصلحت بین و کار آسان کن

اب مین تم سے رخصت ہوتا۔ اور تم کو انگریزون کے سپرد کرتا ہون۔ چند نکتے مین نے بتا دیے ہین۔ اور باقی مفصل مشورے تمھارے ابا جان کو اودہ پنچ نے سالہا سال دیے ہین۔ اگر اونپر غور اور عمل کروگے لطف اوٹھاؤگے ورنہ ما بخیر شما بسلامت ع

بر رسولان بلاغ باشد و بس

کہلے خطوط اور سربستہ مضامین

نمبر ۲

بنام حضور نظام دکن

ڈیر۔ یہ تو مجھے معلوم ہی۔ آپ نے اورون کے نام خط دیکھکر کسیقدر شک کہایا ہوگا۔ مگر تم جانو یہ پُرانا خرانٹ ناصح بہت کچھ دنیا دیکھے ہوئے ضرورتون اور حاجتون کو خوب پہچانتا ہی۔ جیسی مصلحت وقت دیکھتا ہی کارروائی کرتا ہی یہ سچ ہی کہ تمکو میرے نصائح کی سخت حاجت اور بے انتہا ضرورت ہی اور آج سے نہین جب سے تمہارے وزیر باتدبیر سر سالار جنگ اس جہان سے سدہارے

اور بقول بازاری عوام کے۔

گل گئے گلشن گئے جگ مین دھتوری رہگئے

کا معاملہ ہوا۔ یا جب سے تخت ریاست نصیب ہوا۔ مگر تم جانتے ہو عذر معذرت
ورسگھڑ پہلائی کا میدان سلامتی سے اسقدر وسیع ہی کہ عمداً پہلوتہی کیجیے۔
نا دانستہ غفلت کی تبیجیے کچھہ نہ کچھہ پیش ہی ہوسکتی ہی۔ اس لیے اگر مین یہ صحیح
اور واقعی بات کہون کہ مجھہ پہلے تمہاری طبیعت اور لیاقت اور عقل کا حال
دریافت ہونا مقدم تہا تو کچھہ بیجا نہو گی۔ چنانچہ اتنے عرصے کی نگرانی سے
یہ مقصد پورا ہو گیا۔

انسانی خوبیون اور بدیون کے اعتبار سے اگر مین تمکو بشریت اور
ورانسانیت کا معدن کہون تو مبالغہ نہوگا۔ بلکہ بعض اوقات اپنی طبع وسیع
وخلقت گنجائش طلب سے تمہاری انسانیت حیوانیت تک بہی پہونچ جاتی ہی۔
لیکن مین اوسکو بہی بشریت قرار دیتا اور تمکو مستوجب لزام نہین سمجہتا۔ کیا وجہ
کہ التزام۔ سامان۔ لوگون کی ہمت۔ نیت۔ صحبت کے اثر سے تم کسی طرح محفوظ
نہین رہ سکتے۔ خصوص ایسی حالت مین جب ہر طرح کوشش کی جائے۔ کہ فعالہ
کی جگہ صرف انفعالیہ ہی ترقی پکڑے۔ اب بجز اسکے اور چارۂ کار نہین۔ کہ
مہام ریاست۔ حالات رعایا۔ کارگزاری اہلکاران مداخل ومصارف خزانہ
بغیر عینک کے دیکہو۔ اور پہر جس بات پر دل کا استخارہ واجب آئے۔ اوسپر
عمل کرو۔ تم انتخاب دیوان مین ہر انسانی خوبی کو کام مین لائے۔ قدردانی
ریاست مصلحت۔ وقت۔ عزت افزائی۔ سب کچھہ کرگزرے۔ اور واقعی

نمک حلال۔ وفادار۔ خیر خواہ۔ عقیل۔ عالی دماغ دیوان کے حقوق کو خوب ادا کیا۔ مگر سه

تہیدستان قسمت را چہ سود از رہبر کامل   کہ خضر از آب حیوان تشنہ می آرد سکندر را

لاپروائی۔ استغنا۔ گستاخی۔ جو بعض اوقات بے ادبی کی حد تک پہونچ جاتی ہی۔ سب خاک مین ملا دیتی ہی۔ تم تو اپنی سی کر گذرے۔ آگے جو جیسا کرے گا۔ ویسا پائے گا۔ مثل مشہور ہے۔ سکہائے پوت (یعنے بیٹے) دربار نہین جاتے۔ قصہ یون ہی کہ ایک سلطنت مین نہایت لائق ہوشیار وزیر تہا۔ بادشاہ بہی اوسکو مانتے اور بہت معزز جانتے تھے۔ وزیر انجام بین نے اپنی اولاد کی آیندہ بہبود۔ اور وزارت موروثی کرنے کے واسطے مناسب سمجہا کہ میرا لڑکا حین حیات اگر دربار شاہی مین حاضر ہوکر کار بار سیکہا کرے۔ تو غالب ہی بعد میرے میرے آقا اور لڑکے دونون کو دقت نہ پڑے۔ وزارت بہی بلا تکلف خاندان مین قائم رہے۔ مگر سلامتی سے صاحبزادے پورے صاحبزادے ہی تھے۔ باپ تو ریاست کے وزیر تھے۔ صاحبزادے احمقون کے بادشاہ نکلے۔ تاہم وزیر پر تدبیر نے طبیعت انسانی کی تربیت پذیری پر اطمینان کرکے خیال کیا کہ کچہہ نہ کچہہ میرے جیتے جی سیکہہ جائین گے۔ آگے کام چل نکلے گا۔ چنانچہ ایک روز کسلمندی مزاج کا حیلہ کرکے خود تو دربار نہ گئے مگر صاحبزادے کو بہیجدیا۔ اور چلتے وقت امور ذیل بطور ہدایت نامہ پڑہا دیے۔

اول۔ پہلے بادشاہ۔ اور پہر ولیعہد کو نہایت ادب او رمحبت سے سلام کرنا۔ کیونکہ وہ ہمارے بڑے خواجہ اور یہ چہوٹے خواجہ ہین۔

دوسرے۔ چونکہ تم وزیر کے بیٹے ہو۔کسی ایسے ویسے مقام پر نہ بیٹھ جانا۔جب بادشاہ اشارہ کرین کسی اونچی جگہ پر بیٹھنا۔

تیسرے۔ اگر کوئی بات بادشاہ پوچھین تو نہایت نرم اور میٹھی باتین کرنا۔

اب سنیے حضرت داخل دربار ہو کر کیونکر نصائح آبائی و تعلیمات پدری کو صرف کرتے ہین۔کہ پہلے جاتے کے ساتھہ ہی باآواز بلند پکارے "بڑے کھوجنیا تھکا (تجھے) سلام اور چھوٹے کھوجنیا تو ہوگا (تجھے بھی) سلام۔

بیٹھنے کا اشارہ پاکر آپ لگے بلند مقام ڈھونڈہنے۔آخر ایک گوشے مین سامان روشنی کے واسطے ڈیوٹ کی قطع کی چیز رکھی ہوئی تھی۔آپ اوچک کر اُسپر بیٹھہ گئے۔بادشاہ نے محض اپنے لائق وزیر کی قدر افزائی کے خیال سے مزاج پوچھا۔جواب ملا۔"روئی ریشم۔سمور۔قاقم"

دریافت کیا کیا مشغلہ رہتا ہی۔ارشاد ہوا "یہی لڈو پیڑا۔برفی"

اب تو بادشاہ سے نہ رہا گیا۔حکم دیا۔اس مردود مجنون کو نکالدو دربار سے۔

گھر پر پہونچکر والد بزرگوار نے پوچھا کہو کیسی گذری تو آپ فرماتے ہین۔اجی بھئی جائیے ابا۔آپ نے کس دیوانے کے پاس مجھے بھیجا تھا۔جو جو آپ نے سکھایا سب کمال احتیاط سے عمل کیا۔مگر بادشاہ ہین کہ کسی طرح خوش ہی نہین ہوتے پہلے تو ہمنے دونون کو سلام کیا۔آپ نے خواجہ کہا تہا۔ہمنے مارے محبت کے "کھوجنیا" کہا۔بیٹھنے کو کوئی اونچی جگہہ تھی نہین۔ایک چوکی بچھی تہی۔اوسپر بادشاہ خود بیٹھے تھے۔زیادہ گنجائش نہ تھی۔آخرکار بعد تلاش ایک کونے مین دیوٹ سب سے بلند رکھی تھی مین اوسپر اوچک گیا۔

مزاج پوچھا۔مین نے کہا روئی۔ریشم۔سمور۔قاقم۔ سے بڑھکر کون چیز نرم ہوگی۔ وہی مین نے بتایا۔مشغلہ پوچھا لڈو۔پیڑا۔برفی کہا۔اسپر بادشاہ بہت خفا ہوئے۔آپ ہی فرمائیے اس سے میٹھی کون شے ہوسکتی ہی"

وزیر نے سر پیٹ لیا اور کہا واقعی سکھائے پوت دربار نہین جاتے۔ نتیجۂ سخن یہ ہی تم نے بہی سلام لیا۔اور باوجود مخالفت بٹھایا۔مزاج پوچھا۔ مشغلہ دریافت کیا۔بعد حد ہوچکی۔آگے جو جیسا نکلے ویسا سمجھو۔

اولاد مین اکثر جسمانی ونفسانی تاثیرات آبائی ہوتی ہین۔مگر کبھی کبھی نہین بہی ہوتین۔ملکداری اور ریاست کے امور سترگ کی انجام دہی کے واسطے جا بجا بادشاہ تک بدل جاتے ہین۔وزیرون کو کون پوچھتا ہی۔

اس موقع پر پہونچکر یہ بہی گوش گذار کرنا ضرور ہی۔کہ جو کچھہ کرنا اپنی بہروسے پر کرنا۔قدیم فریق پیرانہ سالی اور بوڑھاپے کے مارے سست تدبیر ہورہا ہی سوچتا بہت ہی۔کر کچھہ نہین سکتا۔ڈاک کے گھوڑے۔کری تلوارین۔ سردیا ے پڑاتے کام نہین دے سکتے۔

دنیا مین ریاست کے انتظام کے واسطے نوکر چاکر ہوتے ہین۔مگر تہوڑے عرصے سے ریاست نوکری چاکری کے واسطے ہوگئی ہے۔دو چار چلتے پرزون کی بدولت۔اونہین کے پہیر بدل سے مہلت نہین ملتی۔احکام کی خوبی وبدی۔ریاست کی بہبود وفلاح پر کیونکر نظر ہوسکتی ہی۔انقلاب مین نفع ذاتی وصفاتی حاصل کرنے والے آئے دن ریاست کا تختۂ انتظامی اُلٹا کرتے ہین۔اُنکو دوزخ جنت سے کام نہین۔اپنی حلوی مانڈے سے مطلب ہے۔

گھوڑ دوڑ۔ تفریح امرا اور رؤسا کی واسطے مردانہ کھیل ہی۔ مگر وہی "بوقت فرصت"
ہم نے یہ بہی سُنا ہی بعض بعض لوگ عہدونکی سوداگری کرتے ہین۔ اور غالبًا
یہی وجہ اور یہی باربار انتظام بدلنے کی ہوگی۔ خیر سرِدست اور کچہ نہین۔
اس تجارت پر محصول جنگی تو تم ہی قائم کردو۔

اور بہی چند مضامین دوسرے قابل تحریر ہین۔ انشاءاللہ
دوسرے خط مین لکھے جائینگے۔

کہلے خطوط اور سربستہ مضامین

نمبر۲

بنام نظام دکن

ڈیر۔ مین اپنے پہلے خط مین تم کو لکھہ چکا ہون۔ کہ تمکو اپنے ہی دل سے
استخارہ کرنا چاہیے۔ اوس سے یہ نہ خیال کرو کہ کوئی شخص مشورے کے لائق
تمہاری قلمرو مین باقی نہین رہا۔ نہین۔ ہین۔ اور متعدد ہین۔ مگر اون کو
پہچاننا۔ اور اونکی مناسبت طبیعت کی لحاظ سے راے لینا اور اوس راے
کو میزان عقل مین تولنا تمہارا کام ہی۔ دیکھو تمہارے وزیر مرحوم نے کیسے
کیسے متضاد صفات کے حضرات مختلف اقطاع ہندوستان سے جمع کیے تھے۔
مگر ہر ایک سے کام وہی لیتا تہا جس مین اوسکو لیاقت ہوتی تہی۔ یہ سمجھہ لو
جسقدر تیز حیست چالاک گھوڑا ہوگا۔ اوسیقدر سوار کو اور بہی ہوشیار بیٹھنا ہوگا۔
مین تمکو ایک لٹکا فقیرون کا بتاتا ہون۔ گو یہ آسانی اور مفت میسر آنے
کی وجہ سے تم قدر نہ کرو۔ مگر سمجھہ لو کہ کشودکار۔ سرانجام مہمات۔ حصول مقصد

کے واسطے منتر ہی تو ہی۔ اور خزانہ ترقی کے لیے کلید ہی تو ہی یعنے جب غور کر لیا کہ یہ امر ہماری ذات و صفات کی واسطے مفید ہی۔ اور اسکو تکمیل تک پہونچانا ضروری۔ تو پھر ہر وقت ہر لمحہ۔ ہر جگہ اوسکا خیال رکھنا فرض ہے۔ اِسی کا نام دُھن ہی۔ جب تک اسمین پکے نہوگے ہرگز ہرگز مقصود حاصل نہوگا۔ تمھارے وزیر کو بہبود و ترقی ملک کی بہت سی دھنین تھین جنمین وہ سوتے جاگتے ہر ساعت مستغرق رہتے تھے۔ تم جانو دنیا مین بجز ایک کے نقصان کے دوسرے کا فائدہ نہین ہوتا۔ پس وہ فکر مین ہی اسی طرح کی تھین کہ جہان تمکو اور تمھارے ملک کو فائدہ پہونچاتین وہان دوسرونکا نقصان بھی کرتین۔ پس اب اون حضرات نے موقع اور گھات پاکر ایسے ایسے رخنے اور جھگڑے بکھیڑے شروع کردیے کہ تمکو ریاست ملنے پر دُھن نہ بندھنے پائے۔ گو تم کم سن تھے مگر نہ ایسے کہ اپنے وزیر کی تدابیر و مساعی واپسی برار کی خبر نہ سنتے ہو۔ اوس کو مرتے مرتے یہی دھن رہی۔ اب انصاف کرو۔ اوسکے بعد پھر بھی کبھی اسکا چرچا ہوا۔ ملک وہی۔ والی ملک وہی۔ برار وہی۔ سرکار وہی۔ مگر افسوس انگریزی مثل دو کوشش کرو کوشش کرو۔ اور پھر کوشش کرو" پر عمل کرنیوالا نہین۔ ممکن ہی تمھارے دل پر ایسا اثر ڈالا گیا ہو۔ کہ واپسی برار کا جملہ سنکر رونگٹے کھڑے ہوتے ہون۔ یا طبیعت وحشت کی لیتی ہو۔ مگر سمجھ لو اگر تم کچھ کہوگے تو ایسے ہی مہمات سر کرنے سے ورنہ کٹھ پتلیون کا ناچ تو عالم مین ہوا ہی کرتا ہی۔

ایک اور بات اخیر مین کہتا ہون۔ کہ غور کا مقام ہی خدا کو عوام اور بعض خواص خدا کیون مانگتے ہین۔ صرف یہی وجہ ہی کہ اپنی ذات کسی قدر محتا ر

اور کسی قدر مجبور پاتے ہین۔ اور اوس سے نتیجہ یہ نکالتے ہین کہ جب ہمارے
اختیارات محدود ہین تو ضرور ہی کوئی ذات ایسی ہو جو بہمہ وجوہ مکمل اختیارات
رکھتی ہو۔ بس وہی ذات خدا ہی۔ غرض یہ کہ جو کچھ ہین یہی لوگ حضرت اختیار
صاحب ہین۔ جو لوگ اسکی قدر کرتے ہین وہ حتی الوسع اپنی ہی اختیارات
وسیع رکھا کرتے ہین۔ تمہاری طبیعت نے بھی دانستہ یا نادانستہ تمکو اسی وادی
پر پہونچایا ہی۔ اب تم کو لازم ہی اپنے ہی اختیارات کا میدان گھوڑ دوڑ کے
چکر سے زیادہ وسیع بنائے رکھو۔ اور کسی دوسرے کو عام اس سے وزیر ہو
یا وزیر کا بھائی۔ عزیز ہو یا قریب۔ کسی کو نہ دو۔ میری صلاح تو یہانتک ہی۔
اگر ملک غارت ہی کرو تو اپنے اختیار سے اور خزانہ لٹا دو تو اپنی اختیار سے۔
کسی پیادے کو نوکر رکھو اپنی اختیار سے۔ غرضکہ جو کچھ جا بیجا کرو اپنی اختیار سے۔
ایک بات اور چلتے چلاتے سن لو کہ مالی انتظام تو خیر جیسا ہی ویسا ہی۔
مگر اہل سیف کی جانب بھی تمکو توجہ چاہیے۔ پرانے اور قدیم طریقے نے تمہارے
خزانے کو سپاہیون کی جیب مین ڈالا۔ نہ تمہارے صندوقون مین رکھا۔ بلکہ
اکثر جمعدارون کے پیٹ کی لپیٹ مین اولجھایا۔ اسکا انتظام بلطائف الحیل
نہایت سہولیت سے کرنا چاہیے۔ کیا وجہ کہ ؎

درشتی و نرمی بہم در بہ است
چو رگ زن کہ جراح و مرہم نہ است

اور بھی چند امور باقی ہین۔ اگر فرصت ہوئی تیسرے خط مین گوش گذار
کیے جائینگے۔

کہلے خطوط اور سربستہ مضامین

نمبر ۹

بنام نظام دکن

حضرتنا۔ مین نے جو آپ کے نام خطون کی بہرمار شروع کردی ہی۔ اوس سے مقصود یہ ہے کہ کچہہ دنون یاد کیجیے۔ جسقدر کم توجہی کی شکایت تہی غالبًا وہ رفع ہوگئی ہوگی۔ اور کچہہ کچہہ آنکہین کہلی ہونگی۔ کہ ابتک مین نے کیا کیا۔ اور کیا کرنے کو باقی ہی لیکن مشکلات و معاملات موجودہ کا جم غفیر ایسا مضطرب الحال بنائے ہی کہ آپکو مشکل سے آگے پیچھے نظر پہیر دیتا ہی۔ خیر یہ تو امور اتفاقی ہین۔ چارہ ہی کیا ہی۔ اگر اتنا ہی خیال ہی جتنا میرے خیال مین ہی وہی بہت ہی ع

عمرت دراز باد کہ اینہم غنیمت ست

آدمی کی تلاش عالمگیر اور سعادت علیخان کو عمر بہر رہی۔ اور ہمیشہ پہیلیان بجہایا کیے۔ کہ وہ کیا ہی۔ کہ بہت ہے اور پہر نہین۔ یعنے انسان۔ مگر خدا کی عنایت سے کوئی نہ ملا۔ اس سے یہ نہ سمجہنا چاہیے کہ اوسوقت کوئی بھی انسان نہ تہا۔ بلکہ بات یہ تہی کہ اونکی طبیعت اور مزاج کے موافق کوئی نہ مل سکا۔ اسپر کوئی کام اونکا رُک رہا نہ انتظام ملتوی۔ ایک نے سلطنت کی شاخین۔ انتظام کی سختیان وہرتک پہونچا دین۔ دوسرے نے ایک جدید ریاست کی بنا ایسی قائم کی کہ سلطنت کی حالت نصیب ہوئی۔ پس اسی طرح کام چلانے کے واسطے تم بہی رُکے نہ رہو کسی نہ کسی طرح جہگڑا

چلا جائے۔ چلتی کا نام گاڑی ہی۔

سعادت علی خان کوئی نائب نہ مقرر کرتا تھا۔ اگر لوگ پوچھتے یہی جواب دیتا۔ کہ وہ ریاست ہی ایسی کیا ہی جسکے واسطے نائب کی حاجت ہو۔ مین دیکھتا ہون تمھارے ہان معاملہ بالعکس ہی ریاست اور اوسکی آمدنی سے شائد محض اسوجہ سے ترقی نہین کی جاتی کہ وہ نیابت ہی کیا ہی جسکے واسطے ریاست بڑہائی جاے۔ خیر اسمین اور دیگر امور مین کلیہ یاد رکھو۔ کہ وزارت ریاست کیواسطے ہی۔ نہ ریاست وزارت کے لیے۔

عاشق و معشوق کے خطوط کیسی احتیاط سے کیون نہ بند ہون ضرور تاڑ لیے جاتے ہین۔ وہ اونکا وزن۔ وہ چارون طرف سے نئی نویلی دولھن کی طرح سمٹا سمٹایا۔ ٹھسا ٹھس بند ہونا۔ وہ گوند کی چار چار تہین۔ وہ سیکڑون تختے کاغذ۔ اور لمبے چوڑے مضامین۔ ارمانون۔ آرزوٗن۔ حسرتون کے جم غفیر سے چست اور تنگ لفافے کے گوشے سطح معشوق نوخیز کے سینہ و بازو کی طرح اوبھرے اور بھرے بھرے۔ وہ اعلی درجے کا کاغذ وہ انتہا کی خوش خطی۔ وہ خوشبوؤن مین بسا ہونا۔ وہ بند کرنے کی جگہہ پر اکثر پان کی ہلکی سرخی۔ وہ اسم بر خاتمہ۔ وہ دوسرون پر طلاق۔ یہ سب محبت الفت شکوہ و شکایت۔ راز بتاتے۔ لب اور پان خوردہ کی شیرینی ظاہر کرتے ہین۔ مشاق اور نظر باز ع

خط کا مضمون تاڑ لیتے ہین لفافہ دیکھکر

پس ہندوستانی رئیسون کے ساتھہ گورنمنٹ انگریزی کی مراسلہ بازی

وہ رزیڈنٹ کا جانا آنا۔ وہ مراسلہ لانا۔ وہ تخلیے مین ہی سرگوشیان۔ وہ اخفا مین اہتمام۔ جو کچھہ ظاہر کرتا ہی اس بوڑھے خرانٹ پر آئینہ ہی۔ ہان (سر ہلا کر) اچھا تو ہی۔ تمہاری خاطر کسکو منظور نہین۔ خصوص جب تم ناراض بھی نہ کرو۔ امور ناگوار زبان تک نہ لاؤ۔ مشرق کے جانیوالے کو سمجھہ لینا چاہیے اگر برابر چلا ہی جائیگا تو ایک دن مغرب مین آنکلیگا۔

"اگر در خانہ کس ست یک حرف بس ست"

تمہارے مدار المہام کے چھوٹے بھائی گھوڑ دوڑ مین (جو تمہارا خاص مشغلہ ہی) اپنے گھوڑے پر سوار ہوئے۔ اور خود بازی جیتے۔ اونکو اور تمکو مبارک۔ اگر حیدر آباد کی مدار المہامی مین صرف شہسواری درکار ہوتی تو پھر کیا تھا۔ ترقی و تنزل مدارج کے واسطے حاکم کی توجہ یا کم توجہی کے ساتھہ امور اتفاقی لازمی ہین۔ پس یہ بھی اونہین امور اتفاقی سے ہی۔

مجھکو تو تم جانو ہندوستانی نہ دکنی۔ پارسی نہ مدراسی۔ انگریزی نہ ارمنی مین تو باشندۂ دنیا ہون۔ میری نظر وسیع مین سب یکسان۔ پس میری صلاح و مشورت مین کسی کی جنبہ داری کو دخل نہین ہوسکتا۔ فی الحال ہندوستانیون دکنیون کا چڑھاؤ اوتار ریاست کو ہنڈولا بنائے ہی۔ تم کو لازم ہی سب مین اپنا مطلب مقدم رکھو۔ نہ وہ افراط کہ ادہر سے کوئی بھی بال کترا فیر ہو وے جھاڑن کا کوٹ پتلون پہن۔ کھڑے گھاٹ نیچری بن۔ سید صاحب پیالہ پی چھٹی کے چادر گھاٹ جا اوترا۔ اور آنکھہ بند کر تمہارے یہان سے تنخواہ۔ عمدہ جگہہ۔ کام۔ سب بگٹٹ چلا آتا ہی۔ بلکہ اسٹیشن پر ریل سے قدم نیچے رکھا نہین

کہ تنخواہ بیش قرار نے نذر دکھائی۔عہدے نے سلامی اوتاری۔اور ترقی کی چوکڑی پر یہ جا وہ جا۔

اور نہ یہ مناسب و مصلحت ہی کہ ڈہونڈہ ڈہونڈہ ہندوستانی نکالی جائین۔ایک آغا صاحب ولایت سے ہندوستان تشریف لائے۔ایک دوست نے پہلیندرے کہلائے۔ہندوستان کا یہ میوہ آپ کو بہت لذیذ معلوم ہوا۔پوچھا کہان پیدا ہوتا ہی۔اَمُ کو آنجا لے چلے تو برادُ مہربانی ہو۔دوست صاحب نے ایک پہلیندرے کے درخت کے نیچے جاکر دکہا دیا کہ لو یہان ٹوٹے ہوئے سیاہ سیاہ یہ بہت سے پڑے ہوئے ہین۔جتنے کہائے جائین کہاؤ۔آغا صاحب لگے ذوق شوق سے کہانے۔اتفاق پہلیندرون کے ساتہہ مین کئی بہونرے بہی مرے پڑے تھے۔آپ ایک آدھ وہ بہی چکہ گئے۔وہ جب دانت کے نیچے پہونچا کر کراہٹ معلوم ہوئی۔آغا صاحب فرماتے کیا ہین «تم چاہی چرکرے چاہے مرکرے کالا کالا ہم ایک نہین چھوڑے گا۔بس کچھہ ضرور نہین ہندوستانی ہندوستانی ایک نہ چھوڑے۔ہان افراط تفریط ہر شخص کے نزدیک معیوب ہی۔

خیر یہ تو ہو چکا۔ایک ضروری اور اہم ضروری بات لکھکر مین یہ خط ختم کرتا۔اور کسی دوسری طرف رُخ کرتا ہون۔

سنو مثل مشہور ہے جی ہی تو جہان ہی۔اگر اپنی طبیعت درست مزاج صحیح ہے۔تو ریاست سلطنت عیش عشرت۔شراب کباب۔سیر تماشے سب کا لطف ہی۔بہلا معشوقان پری تمثال۔ومہوشان خوشخصال

نائے ونوش ۔مستی کا جوش وخروش ۔کیا مزا دیگا۔جب ہم پڑے پڑے مسہری پر بالسم کپیبا۔ اور مرکیوری کے مرکبات کے محتاج نیم کا ٹیرا بلا رہے ہین ۔تاج پر زر۔لباس مکلف کیا اوس چہرے پر بہلا معلوم ہوگا جسکو فساد خون نے تہیج سے اس طرح بگاڑا جیسے گلفام اور بے نظیر کو اندرسبہا اور مثنوی میرحسن کے مصورون نے ان امور کا اثر اعصاب پر اور اعصاب کا اثر دماغ اور جسم لطیف (حواس خمسہ ارادہ وغیرہ) کے افعال پر جو کچہہ پڑتا ہی طب وحکمت گواہ ہین ۔واجد علی شاہ باوجود لحیم و شحیم ہونے کے انتزاع سلطنت کی خبر سنکر رونے لگے۔اسکی وجہ علی نقی خان اور لارڈ ڈلہوزی سے پوچھو۔

شائد تم فساد خون مین شہزادہ بسمارک کی مثال پیش کرو۔مگر اتنا بہی سمجہہ لوکہ یورپ مین طرز تعلیم ۔وخیالات ۔وسعت معلومات اور کندی جذبات انسانی وہان کیسی ہی ۔اوسپر بہی دیکہہ لو فساد خون کو افساد عالم اسباب مین کسقدر دخل ہی ۔جو بات اوسکے دماغ سے نکلتی ہی دنیا مین فتنہ وہنگامہ پیدا کرتی ہی۔

اب مین تمکو رخصت کرتا اور سید بلگرامی کو سونپتا ہون۔

کہلے خطوط اور سربستہ مضامین

نمبر ۱۲

بنام بیگم بہوپال

دام بہوپالہا ۔غالبًا ۔اس غیر مانوس دعا پر تم مسکراؤ ۔اور دل مین

سو جوا قبالہا کا بدل بہوپالہا کیسا۔ سواسکی وجہ یہ ہی کہ سلامتی سی تمہاری ذات مستجمع صفات مین خداوند تعالیٰ نے تمام خوبیان جو آجکل اقبالمندی کی واسطے لازمی ہین بدرجۂ اتم کوٹ کوٹ۔ اور ٹہونس ٹہونس کر بہری ہین تمہارے حق مین ایسی دعا تحصیل لاحاصل ہی۔ رہی بہوپال کی تخصیص وہ خمیر زمانہ دیکہتی ہی۔ اسمین بُرا ماننے کی بات نہین۔ خدانخواستہ کوئی بدشگونی ہی نہ بدفالی۔ صرف اقتضاء زمانے کا رجحان یاد دلادینا ہی۔

مین اب تو خدا جانے کس عالم مین ہون۔ مگر کوئی زمانہ تہا کہ شجیع اور بہادرون ہی کے گروہ مین مدت تک رہا۔ قوت فعالہ و منفعلہ موجبہ سالبہ۔ اکٹو پیسیو۔ پازیٹو نگیٹو کی ماہیت آدم حوا کی خلقت۔ جنس مذکر و مؤنث کی منزلت سے ازروے فلسفہ و منطق۔ و مذہب۔ و قواعد زبان بخوبی آگاہ۔ اور ایک دوسرے کے مرتبے والتزام۔ میلان طبعی۔ و خواہشات نفسانی سے بہمہ وجوہ واقف۔ زمانہ نزاکت محسوسات۔ و ضلالت استبداد۔ و ضعف عقل و قوت جذبات کو اچہی طرح جانتا۔ اور مردانہ شجاعت اور خاطرداری کماحقہ سمجہتا ہون۔ پس جو کچہہ مشورہ دونگا سب امور ملحوظ رکہکر۔ تمام باریکیان سمجہکر۔

خدا کی عنایت اور تمہاری اور تمہارے بزرگون کی لیاقت سی تمہاری ریاست اپنی طاقت اعلی سے اچہا برتاؤ رکہا کی ہی۔ تمنے بہی شخصی اور ذاتی طور سے کچہہ ہی کیا۔ مگر بحیثیت ایک رئیسہ اور حاکمہ کے وہ کیا جو بڑے بڑے مردون سے نہو سکا۔ مین تم کو تہِ دل سے سراہتا۔ اور دست اشراقی سے تمہاری پیٹہہ ٹہونکتا ہون۔ مگر تم جانو۔ سہ

اک وضع پر نہین ہی زمانے کا طور آہ   معلوم ہوگیا ہمین لیل ونہار سے

بڑے سے بڑے درخت - اور چھوٹی سی چھوٹی گھاس - ہوا کے جھوکون یا گرد وغبار کے ہاتھون - صدمہ اوٹھاتے یا تکلیف سہتی ہین مستحکم مکانات کی چھتین - اور سڑے پھوس کی جھوپڑیان - یکسان ٹپک نکلتی ہین - رفیع مہیب عظیم الشان پہاڑ جنکی چوٹیان آسمان سے سرگوشی کرتی ہین آتشی مادون کی بے اعتدالی سے سینہ چاک ہوجاتے ہین - پس اگر معاملات کا اولجھاؤ تمہاری خاطر نازک پر بار تکدر ڈالے تو چندان متردد و متفکر نہونا چاہیے ؎

ز رنج و راحت گیتی مرنجان دل مشو خرم   کہ آئین جہان گاہی چنان گاہی چنین باشد

تمہاری کارروائی نسبت عقد سید صدیق حسن شخصی اور پولیٹکل لحاظ سے قابل ملامت ہو یا لائق عفو - مگر سردست اوس سے بحث کرنا بے موقع ہی مضیٰ مامضیٰ - ہان جو کچھہ بعد عزل سید صدیق حسن تم نے کیا ہی اوسکو مین ہرگز قابل اعتراض نہین پاتا - حاکمانہ اور معشوقانہ اداؤن مین ابہام اجمال و راخفا کے ذریعے سے ایسے ایسے مہمات سرانجام پاتے ہین کہ جنکا طے ہونا دوسری طرح سے ممکن ہی نہین - پس سر لیپل گریفن اور سید صدیق حسن کے ساتھہ جو کچھہ برتاؤ ابتک ہی ہر طرح لائق پسند ہی - دنیا مین پالیسی اسی کا نام ہے - اول تو آجکل اسی کی فصل ہی - دوسرے یہ طریقہ تمہاری جنس کے موافق مزاج و سرشت بھی ہی - عملدرآمد مین بہت کچھہ تکلف بھی نکرنا پڑے گا -

تمہارے کلکتے جانے کی خبر پر سب لوگ کان کھڑے کئے ہوئے ہین -

نازک حالتون مین حکام اعلیٰ سے مل لینا مضطرب اور منتشر دل کو بہت کچھ
تسکین دیتا ہی۔ مگر تمکو لارڈ ڈفرن کی طبیعت اور مزاج پر پہلے غور کر لینا چاہیے
کہ ایسے ملنے والون سے وہ کیونکر ملتے۔ اور اونکے ساتھہ کس طرح پیش آتے ہین
تم جانو گھاٹ گھاٹ کا پانی پیے ہوئے۔ بیس بیسوے تو وہ نوبت ہی اسکی
نہین آنے دیتے۔ کہ کوئی اونسے ملکر اپنی غرض ظاہر کرے۔ اور اگر شرما شرمی منڈبھیڑ
ہو گئی تو اہل غرض ٹپے گاتے۔ یہ شعر پڑھتے بیرنگ واپس آتے ہین۔ ؎
بدقت میتوان فہمید معنیہاے نازِ او   کہ شرحِ حکمۃ العین ست مژگانِ درازِ او
مدت سی میرا یہ قول مشہور کہ اقبال اس وجہ سے بطی السیر اور ادبار سریع السیر ہے
کہ اوسمین اسفل سے اعلیٰ کی جانب صعود۔ اور اسمین اعلی سے اسفل کی جانب
نزول ہوتا ہی۔ اگر تمہارے شخصی شوہر کے اتنے دنون کی قسمت ایک تنفس کی
گردش چشم کے ساتھہ اوس سے پھر گئی تو کوئی تعجب نہین۔ گو مین جانتا ہون یہ
معاملہ تمہارا بخوبی سمجھا بوجھا ہی۔ مگر احتیاطاً گوش گذار کرتا ہون کہ بندہ بشر ہو۔
کہنے سننے سے دیوارین ٹل جاتی ہین۔ ایسی کوئی حرکت نہ کرنا کہ ریاست
اور مستحقین ریاست کو صدمہ پہونچ جائے۔ یہ سمجھہ لو سید صدیق حسن تمہارے صرف
شرعی شوہر ہین۔ نہ ریاست بھوپال کے پولیٹکل شوہر شخصی طور سے جو چاہو کرو۔
مگر پولیٹکل امور مین پالیسی ہی برتو۔ گرتے کو اوٹھانا۔ ڈوبتے کو سنبھالنا۔ انسانی
ہمدردی اور جرات کا کام ہی۔ مگر دو مختلف الاصول حرکات گو نیکی ہی کے
کیون نہون۔ ہمیشہ موجب فساد ہوتے ہین۔ مثلاً۔ انصاف اور رحم۔ انصاف
اگر ہے رحمدلی کجا۔ رحمدلی ہے۔ تو انصاف کدھر۔ اسی طرح۔ خود غرض۔

جابر۔ متعصب۔ شوہر کی اطاعت مین۔ حق رسانی۔ رعایا نوازی۔ معدلت مذہبی آزادی ندارد۔

سردست اسقدر پر خوض کرو۔ آیندہ اور ضروری امور مین مشورہ دیا جائے گا۔

کہلے خطوط اور سربستہ مضامین

نمبر ۱۳

بنام بیگم بہوپال

دام بہو پالہا۔ پہلے خط مین مین تمکو چند ابتدائی امور سمجہا اور سُنا چکا ہون کچہہ مضامین باقی رہ گئے تہے۔ جب تک وہ بہی گوش گزار نہ کرلون نہ مجہے چین نہ تمہین تسکین کی امید ہوسکتی ہی۔

جو کچہہ ویسراے کی ملاقات کی نسبت میری راے تہی غالبًا اوسکا حال بخوبی ظاہر ہوگیا ہوگا۔ اب تم اندازہ کرسکتی ہوگی کہ دیگر معاملات مین بہی میرے خیالات صحت و واقفیت سے کسقدر نزدیک ہوا کرتے ہین۔

دنیا مین کم و بیش ہر جگہہ اور ہر زمانے مین یہ دستور ہی کہ جس چیز کے ملنے کی جسقدر امید قوی ہوتی ہی اوسیقدر اوسکے حصول مین سعی کرنے کو ہمت زیادہ ہوا کرتی ہی۔ مگر ساتہہ ہی اوسکے قرائن و ہواس ظاہری کی غلطی بعض اوقات ایسے مغالطے پیدا کردیتی ہی کہ محال ممکن اور ممکن محال نظر آنے لگتا ہی۔ عرب کی وسیع کف دست میدان بالو کے سمندر یعنی ریگستان ہین جہان منزلون بجز خاک کی پانی کا نام و نشان تک نہین وہ صاف شفاف افق وہ

تڑاقے کی دہوپ وہ جلتی ریگ وہ آتشبار سموم وہ جلتا بھنتا آفتاب مسافر بیچارہ تشنہ لب ہونٹون پر پپڑیان جمی ہوئین۔ حلق مین کانٹے پڑے ہوے پانی کی تلاش مین آنکھین پہاڑ پہاڑ چارون طرف دیکھہ رہا ہی۔ کہ دور سے ایک بڑی لمبی چوڑی جھیل صاف شفاف نتھرے ہوے موتی سی پانی سے لبا لب نظر آتی ہی۔ وہ پانی کی آب وتاب وہ کنارے کے درختون کا دوہرا سایہ اور عکس۔ آنکھون مین تراوٹ۔ دل مین ڈہارس۔ پیدا کرتا ہی۔ اور وہ بے اختیار ہوکر اوس طرف لپکتا ہی۔ مگر وائے نادانی وہان پہونچکر معلوم ہوتا ہی کہ سُراب ہی۔ بجھے دل۔ ٹوٹی ہمت۔ اور مایوس خاطر سے آہستہ آہستہ۔ آگے قدم بڑہاتا اور تضیع اوقات ومحنت پر متاسف۔ اور غلطی پر خجل ہوتا ہے۔

پس ہر کوشش اور سعی کے پہلے عقل وعلم صحیح کی میزان مین ہر امر تول لینا چاہیے۔ کہ آیا یہ بیل منڈہے چڑہے گی یا نہین۔ دنیا کے معاملات مختلف طور سے مختلف مقدار توجہ کے محتاج ہوا کرتے ہین۔ ممکن ہی کہ ایک ندلاؤبالی اپنا اہم سے اہم کام۔

نالہ کرتا ہون اثر ہو کہ نہو ڈر کیا ہے   وہ مثل ہی کہ لگا تیر نہین تکا ہی

پر عمل کر کے اول جلول طور سے آنکہہ بند کر کے انجام دینے کی کوشش کرے۔ مگر والیان ملک اور رئیسان عظام ایسی اندہا دہند کارروائی سے کبھی نفع نہین اوٹھا سکتے۔

پس جس کوشش مین تم ہو جس فکر مین ہو پہلے سوچ لو۔ یہ کام ہونیوالا ہی یا نہین

نپولین کا یہ مقدر صحیح ہی۔کہ دنیا مین کوئی کام محال نہین۔مگر یہ بھی صحیح ہی
کہ کوئی امر یقینی نہین۔یونانیون کی ایک مثل ہی کہ جام شراب و درلب کے
ما بین بہت سی کھنڈتین ہین۔ جو بات اچھی یا بُری رضامندی یا خوشی
سے کسی قوم پر عرصے تک مُسلط رہتی ہی وہ قوم اوسکی عادی ہو جاتی ہی۔
العادت کالطبیعتہ الثانیہ مشہور ہی ہی۔ پس اسی وجہ سے ہندوستان مین
عموماً گھر کی مرغی دال برابر رہتی ہی اور غیر کی ہرا و بدل مرغوب ہوتی ہے۔
مدار المہامی کے عہدے پر کسی انگریز کا تقرر تو کونہ مو کو چولے مین جھوکو کے
مطابق ہی۔حیدر آباد کے عہدۂ چیف جسٹس کے واسطے اگر یورپین کی پکار ہی
تو لائق عہدہ دارون کا اپنے اپنے عہدے پر شاکر رہنا۔نالائق مدار المہام
مین مردم شناسی کا نہونا۔نوجوان رئیس کا انیلا ہونا موجب ہی۔تم تو خدا کی
عنایت سے باران دیدہ سرد و گرم چشیدہ ہو۔بخوبی تمام تمیز کر سکتی ہو کہ
معمولی لیاقت کا ہندوستانی (جسکا ملنا آجکل کی ترقی تعلیم اور سرکاری
ملازمت کے تجربہ کے بدولت کوئی دشوار امر نہین ہی) جو ہندوستانیون کے
طرز خیالات عادات اطوار ضروریات حاجات طبعی سے واقف۔جذبات
و تعصبات سے بہمہ وجوہ ماہر ہی۔کسی غیر ملک کے لائق سی لائق باشندے
سے بدرجہا بہتر اور بکار آمد ہو سکتا ہی۔

یہ بھی بخوبی ذہن نشین رکھنا چاہیے کہ نکلے دانت اندر نہین جاتے اگر کوئی
زبردستی مسوڑھے دبا کر پھر اونسے وہی کام لیا چاہے جو پہلے دیتی تھے
تو اوسکو نوک دار جڑون کی خلش زبان کی ذرا ذرا سی ٹھیس پر

روح فرسا درد کا منتظر رہنا چاہیے۔ اگرچہرے کی رونق اور زیبایش
کا ایسا ہی خیال ہی تار ون سے بند ہوا لو یا کمانی بنوالو۔ سگھڑ بہلائی
ہو جائے گی۔ اور باقی اللہ اللہ خیر سلّا (صلاح)

کہلے خطوط اور سربستہ مضامین

نمبر ۱۴

بنام لارڈ ڈفرن

سن توسہی جہان مین ہی تیرا فسانہ کیا کہتی ہی تجہکو خلق خدا غائبانہ کیا

صاحب من۔

جب کسی قسم کی کارروائی کا مصمم ارادہ کرلیا جائے۔ اور کچہہ لحاظ نہ رہے
کہ ملک کے مناسب حال ہی یا نہین تو ظاہر ہے کہ موقع افہام وتفہیم گنجایش
پند واندرز اس طرح غائب ہی جیسے برہما سے تیبت یا ہندوستان سی اتفاق۔
مگر دنیا کا کوئی فعل بے نتیجہ نہین رہ سکتا۔ آج نہین کل یہان نہین وہان۔
ضرور بالضرور سہ ضرور کچہہ نہ کچہہ اثر پیدا کرتا ہی۔ ممکن کیا یقینی سہی کہ تمنے
آہ ونالے کی طرف سے کانون مین اونگلیان بڑے زور سے ٹھوس لین
حالت خستہ کی طرف سے آنکہہ پہیرلی۔ لیکن ع

سدا دور دورا یہ رہتا نہین

دنیا گذشتنی اور گذاشتنی ہے۔ ع۔

بہوش باش کہ عالم رواروی ہی

جہان بڑے بڑے راجے مہاراجے۔ بادشاہ گذر گئے۔ جنکے پیشاب سی چراغ

جلتا تھا - اوراب اونکا نام ونشان تک باقی نہین اونکی جگہہ خدا جانی کس کس
وساور کاریزہ کس کس جنگل کا بھالو کس کس ملک کا جانگلو کس کس اقلیم کا
انسان آکر حاکم بنا - وہان ایک ویسراے جو صرف پانچ سال کو آتا ہی کس
شمار قطار مین ہی - پس کون شخص یقینی طور سے کہہ سکتا ہی کہ کبھی کسی زمان و
مکان مین اس زمانہ دیدہ سرد و گرم چشیدہ بوڑھے کے - یہ دو جملے محض
بیکار اور بیفائدہ ہونگے - اب رہی یہ اسوقت بالفعل - در نیولا - ضرورت
اظہار خیالات اوسکی یہ صورت ہی کہ مین کارامروز بفردا نگذار پر عمل کرنے والا -
جو مبحث جس زمانے مین پیش ہوتا ہی اوسکی نسبت اوسی وقت کارروائی
کرنیوالا ہون - جو کچھہ کہتا ہے کہے دیتا ہون اپنے وقت پر جاکر اثر پیدا ہوتا رہیگا -
اور مین اپنے اوسوقت کے مباحث مین مشغول رہونگا -
طلب الکل فوت الکل مشہور ہی - جو سبکو خوش کیا چاہتا ہی وہ کسی کو
نہین خوش کرسکتا - مگر تمکو اپنی ظاہری کامیابیون پر خوش ہونا چاہیے کہ
جنسے تمکو مطلب ظاہری تھا اجنکی خوشی وناخوشی تمہاری ظاہری حالت پر
ایک قسم کا اثر پیدا کرسکتی تھی اون سب کو اپنی باری سے خوش رکھا -
مگر یہ سمجھہ لو - ایمان وانصاف - کانشنس - ذری بیڈ ہبب ہین - جمہور رعا کا
دل کارروائیون کا فوٹو ہی - اگر وہان کا حاکم خوش - اور یہ دل دعا گو -
اور ایسا فوٹو خوبصورت ہی - توالبتہ موجب فخر ونازش ہی - ورنہ مدقوق کے
چہرے پر تو مرتے دم تک روپ روغن رہتا - دماغ مین تا دم واپسین قوت
باقی رہتی ہی - اگر کوئی اس دہوکے مین رہے تو اوسکی نادانی ہی - ایک عاشق

اپنی معشوق کی نادانی اور اپنے چہرے کی بے محل رونق پر کہہ گیا ہے۔ شعر

اُنکے دیکھے سے جو آجاتی ہی رونق مُنہ پر　　وہ سمجھتے ہین کہ بیمار کا حال اچھا ہی

رعایا کو ممنون ہونا چاہیے کہ مثل دیگر جابرون کے تمنے جبریہ سیاست کی ٹرین ہانک دی۔ اور نہ حاکمان بالادست اور محکومان زیر دست کو آئے دن مبتلائے زحمت رکھا ع

قول ہی مشہور بن مطلب کے سو مطلب کے دو

اگر چند امور زمانہ کی خرابی و فساد سے بگڑتے چلے آئے۔ اور فرش انتظام مین چُرسین پڑتی چلی آئین جنکا درست کرنا اور جھول نکالنا تمہارے سر پڑا تو اس مین تم مجبور تھے۔ یہ اتفاقی بات ہی کہ یہ معاملات اور ایسے ہاتھون سے اُ اتفاقات کا کیا علاج۔

جو کچھہ خدا دکھائے سو ناچار دیکھنا

تمہاری مستعدی اور جودت بے شک اچھی بات ہی مگر وہین تک کہ کسیکو نقصان نہ پہونچے۔ اوسکے واسطے چٹکی بجاتے فوج فراہم کر لو۔ مگر نہ ہاٹ پٹ ٹکس جاری کرنے یا اسی طرح دیگر انتظامات سخت کے لیے۔ جس ترکیب اور عنوان سے خرابی کی حالت درست کرنے کی کوشش کی گئی ہی اوسکو دیکھتے دل سے یہی دعا نکلتی ہی کہ خدا مشکور کرے۔ کیا وجہ کہ ولایت کے کپڑے کا محصول بڑھنے سے رہا۔ نمک کے محصول کا انتظام نمک خوارون کی آسایش کے لحاظ سے پلٹنے سے رہا۔ اخراجات مین کانٹ چھانٹ شاید ممکن ہی نہین۔ فوج کی ترقی۔ افغانستان کی پرورش۔ شہنشاہی

دہوم دہڑکے اغیرہ وغیرہ کا باب مسدود ہوچکا۔ پہر آخر روپیہ آئے تو کہان سے۔ اور کام چلے توکیونکر۔ تمہاری فارن پالیسی لوگ کہتے ہین دیسی نہین جیسی ادہر چند روز سے تمہارے ہم رتبہ حضرات کی تہی۔ تم گہاٹ گہاٹ کا پانی پیئے ہوئے مختلف سلطنتون کے دربارون مین پولیٹکل کُشتیان لڑے ہوئے۔ دیسی ریاستون سے برسرحساب رہا کرتے ہو۔ برہما کشمیر بہوپال۔ نیپال۔ کی کارروائیان کچہہ کرنے والے ہاتہہ اور سوچنے والے دل اور متفکر دماغ کے پورے چرچے ہین۔ حیدر آباد دکن کے معاملات ژولیدہ سے چشم پوشی عقل دوراندیش کی معابازی کا پتا بتاتی ہی۔ جمہور ہندوستان کی تحریری اور تقریری رایون پر برہمی کی افواہ اور دیگر انتظامات درست و درشت کے اشتباہ نے وہ اثر پیدا کر رکہا ہی جو ڈسپاٹک گورنمنٹ ہیبت وصولت اپنی ہمراہ رکاب لاتی ہی۔ جس طرح اولیات مین کوئی فلسفی و منطقی حجت واعتراض نہین کرسکتا یعنی دو اور دو کو چار کی جگہہ پانچ یا تین نہین ثابت کرسکتا۔ یا مثلث کے دو ضلعے لقبیہ تیسرے ضلع سے بڑے کے عوض چہوٹے نہین کہہ سکتا۔ اوسی طرح معاملات کی خلقی دور کو کوئی روک نہین سکتا۔ ممکن ہی جائز ناجائز کوششون مناسب غیر مناسب تدبیرون سے براے چندے کسی نتیجۂ لازمی مین مکث یا دیر واقع ہو۔ مگر مجال کیا کہ بالکل عدم ہوجائے یا ہمیشہ کے لیے ملتوی رہے۔ پس جو جو خلقی نتائج مہذب اور منصف آزادی پسند اور فائدہ رسان انگریزی حکومت کے ہین ہندوستان مین ایک نہ ایک دن ضرور بالضرور ظاہر ہونگے۔ اون کے مخالف تدابیر کرنا

ہمالیہ کی پہاڑیون کو سر کے ٹکڑ ون سے ہٹانے کی کوشش کرنا۔

"پنجہ بسمین خود رانجہ" کرنا ہی۔

مین تمہاری خوش قسمتی پر مبارکبا د دیتا ہون کہ تمکو لیڈی صاحبہ وہ

نیک دل اور رحیم مزاج ملی ہین کہ جنکے مثل شاید ہی آجتک ہندوستان

مین کسی اعلیٰ عہدہ دار کی آئی ہون۔

اب مین تم سے رخصت ہوتا اور تم کو ضمیر و ایمان کی روشنی مین معائنہ

اشیاء کی ہدایت کرتا ہون۔

کہلے خطوط اور سربستہ مضامین

نمبر ۱۵

بنام نظام دکن

حضرتنا۔ گورنر جنرل کی آمد آمد نے جب رعایاے دکن کے در لاکہہ روپیہ چپٹ

کرنے پر ہمت باندہی۔ ریاست کے چلتے پرزے کیل کانٹے سے لیس ہوے۔

دو ایک سست تدبیر پست ہمت بہی بستر یاس سے اوٹھہ بیٹھے۔ شہر مین

ظاہری صفائی۔ فوج مین نمایشی ٹیم ٹام ہوئی رزیڈنسی مین نئی کچہریون کی

ہانڈی چڑہی۔ دیوانی کارروائی کے چہرے پر نقرئی پٹ سی ہوشیاری کا پوڈر

لگایا گیا۔ تو بہلا یہ تمہارا بوڑہا۔ خرانٹ۔ خیر خواہ۔ کیونکر نہ سمجہے کہ تم اوسکی صلاح

دوستانہ اور مشورۂ مشفقانہ کی آجکل محتاج ہو۔

انگریزی کچہریون کے گرد (اور شاید دیسی عدالتون کے بہی) ایک گروہ

گواہ پیشہ حضرات کا منڈلایا کرتا ہی۔ کہین کا معاملہ ہو۔ کسی جگہ کا مقدمہ ہو۔

کسی زمانے سے متعلق ہو۔ یہ حضرات دو چار آنون کے عوض آپکی طرف سے
گواہی دینے کو موجود۔ اور اکثر حاکم عدالت کو ان جھوٹی گواہیون سے مغالطہ
عظیم واقع ہوا ہی۔

پس بعض اوقات اسی طرح عدالت جمجمہ مین حاکم دماغ بہی حواس خمسہ ظاہریہ
کی جھوٹی شہادت سے دہوکا کہا جاتا ہی۔ جو لوگ اس گر سے واقف ہین وہ
نمایشی ترکیبون دہوم دہڑکے کی چاٹ دیگران پانچون گواہون سے اپنے موافق
گواہی دلوا لیتے یا اور کچھہ نہین بیانات مین ایسا اختلاف ہی پیدا کرا لیتے ہین کہ
اپنا مطلب حاصل ہو جاتا ہی۔ یقین ہی تم فضول آرایش وزیبایش۔ ناچ۔ دعوت
تہیٹر۔ گھوڑ دوڑ مین ایسے اولجھہ جاؤ کہ اس آمد کی علت غائی تھوڑی دیر کو
بھول جاؤ۔ یا جو چوٹ مدت سے تمہارے دلپر ہی اوس مین خفت وکمی گوارا کرو
اور اگر ان سب مہمات کے مقابل مین ثابت قدم بہی رہو تو پردۂ غیظ وغضب
تدابیر سے آنکھو نپر ایسا ڈالدیا جاے کہ تدابیر معقول اور نا معقول مین تمیز نہ کرسکو۔
تمہارے عادات تمہارے مشاغل۔ تمہارا سن۔ تمہاری گپ چپ۔ یا پاسیو
Passive مشیر دن سے مجھے ہرگز ہرگز امید نہین کہ تم بدون میری فہمایش
اور نصیحت کے بطور خود حملہ یا ضبط جذبات کرسکو۔ اسیواسطے مین نے آج
یہ زحمت گوارا کی۔ ورنہ تمکو یاد ہوگا کہ ضروری اور اہم امور کے اصول مدت
ہوئی مین تمکو سمجھا چکا ہون۔ ماننا نہ ماننا تمہارا کام ہی۔ حصول مطلب
کے واسطے کوشش معقول ومناسب اور ہمت مستقل شرط ہی۔ نپولین سے
پلے چہو اوسکے نزدیک کوئی چیز محال نہین۔ پس مین کیونکر فرض کرسکون کہ تمہارے

مقاصد ملکی پورے نہون گے - مگر ساتھہ ہی اوسکے تمہارے طفلانہ مزاج - اور
عیاشانہ عادات سے استقلال ہمت کی جانب سے اندیشہ اور تردد ہی -
مجھے اس امر سے کمال درجہ حیرت ہی کہ باوجود امتداد زمانہ تم آجتک اعلی تر
رایون پر یہ امر حالی نہ کرسکے کہ تمہارے اور تمہاری والد بزرگوار اور میر لایق علیخان
اور میر تراب علیخان سر سالار جنگ مرحوم کے امزجہ اور نوعیت معاملات -
فہم و فراست - خبط و حماقت مین آسمان و زمین کا فرق ہی - تمکو ثابت کرنا چاہیے
کہ سب وہان پنیری نہین ہوتے - نہ سب مریضون کی بدپرہیزی اونکے پلنگ
کے نیچے پڑی ہوئی چیزون سے معلوم ہوسکتی ہی -
نہ ہر گھینگے والے کا علاج موگری کی ضرب سے ہوسکتا ہی -
ایک بات ضروری گذارش کردینا اور باقی ہی - اگر جامہ ریاست تمہاری قامت
زیبا کے واسطے قطع نہوا ہوتا تو انتظام موجودہ پر آزادی سے اعتراض کرنا یا

۱؎ ایک طبیب نے اپنے مریض کی بدپرہیزی اوسکے پلنگ کے نیچے نارنگی کے چھلکے پڑے دیکھکر بھانپی
اونکے ایک شاگرد صاحب نے بھی اتفاقا ایک مریض کے یہان دیکھا پلنگ کے نیچے نمدے کے ٹکڑے پڑے ہین - آپ نے
زجر و توبیخ شروع کردی کہ تمنے بدپرہیزی کی ہے - وہ لاکھ لاکھ کہتا ہے آپ ایک نہین مانتے - جب وسنے پوچھا
کہ اچھا کیا بدپرہیزی کی ہے - تو فرمانے لگے تمنے نمدا کھالیا - ا - ا ا - ۲

۲؎ ایک طبیب کے پاس ایک شخص اونٹ لایا کہ حضرت تدبیر بتائیے اسکے گلے مین خدا جانے کون عارضہ
ہوگیا ہے کہ بے انتہا ورم کرایا اور دانہ پانی موقوف ہے - طبیب نے پوچھا یہ کہان چرتا تھا - معلوم ہوا
تربوز کے فالیز مین - فورًا اوسنے لٹاکر دو چار موگریان مارین تربوز ٹوٹ کر حلق مین اوتر گیا
اونٹ اچھا ہوگیا -
ایک شاگرد صاحب بھی دیکھتے تھے - اتفاقًا کسی روز ایک گھینگھے والا شخص ملا - آپ نے اوسکو لٹاکر
حلق پر اتنی موگریان مارین کہ وہ مرگیا - ا - ا ا ۲

اوسپر ناراضی ظاہر کرنا آسان تھا۔ مگر اب تمہارا منصب ادرہی تمکو یہ امر بہرحال
مین ملحوظ رکھنا چاہیے کہ اعتراضات کے ساتھہ دوسری چلتی ہوئی تدبیرین
اور ہوتے ہوے انتظام کا نشان دینا بھی فرض ہی۔ مگر افسوس دل تو
نازک اور اہم معاملات کی تمکو فرصت ہی کسدن تھی۔ دوسرے سب کام
تن تنہا (دیوان کے ہوتے ہوئے) تم کرہی نہین سکتے۔ اگر ہر ایک ایسا ہی
ہو تو سعادت علیخان کی طرح سب رئیس بدون نائب دیوان حکومت
کر لیجایا کرین اُسپر طرّہ یہ کہ حضرت دیوان کچھہ بھی نہ نکلے۔ ڈھول کے اندر خول
اعلیٰ درجہ کے مباحث جو بڑے بڑے مُدبّرون کو چکّر مین ڈالے ہوے تھے۔
اب خواب وخیال مین بھی نہین۔ بقول احمد مرحوم ع

وہ بات کوہکن کی گئی کوہکن کے ساتھہ

اب تم کو اتنا ضرور چاہیے اور بلند پروازیون سے قطع نظر کرکے ریاست
کی ٹوپی سنبھالو۔ زمانہ بُرا ہی۔ وہ تو کہیے بھلے کو دکن مین آرام سے بیٹھے ہو۔
اگر سرحد شمالی کے قرب وجوار مین ہوتے والی کشمیر کی طرح لو کھلاے ہی
رہا کرتے۔ کونسل آیتا سیٹیٹ بلاشک اپنے حدود سے باہر قدم رکھتی ہے
اوسکے واسطے دستور العمل مناسب بننے کی کوشش اور کمال سختی کے ساتھہ اوسکی
تعمیل کی نگرانی تمہارا کام ہی۔ مگر خرابی تو یہ ہی۔ افیون کی پہنکی جب مہلت دی۔
بیلی صاحب کا آنا گورنر جنرل کی آمد کا دیباچہ۔ تمہید براعتہ الاستہلال تھا۔
بیلی صاحب بلاشبہہ حیدر آباد کی مٹی سے بنے ہین۔ اونکی کارروائیان ویسی ہی
ٹھس ہوتی ہین جیسے تمہارے دربار کے خطاب اور عہدون کے نام۔

سُنتے ہین جب گدہون کی کانی تعداد بن چکی اور بہت سا تخم باقی رہا تو ملائکہ نے خداوند تعالیٰ کے حضور مین عرض کیا کہ اسکو کیا کرنا چاہیے۔ حکم ہوا۔ انکو صورت انسانی مین لاکر اور کسی بلند مقام پر کھڑے ہوکر زمین پر برسا دو۔ چنانچہ چارمینار سے ان حضرات کی بارش ہوئی غالبًا اونہین مین سے دو چار تمہاری مصاحبت مین آگئے ہین۔ ورنہ لائق علی خان کی دیوانی ہانڈی اور اتنے دن تک گرم رہے۔ یعنی چہ۔

تمکو یہ بات ہر وقت ملحوظ خاطر رکھنا چاہیے کہ رئیس ریاست کے واسطے بنا ہی نہ عیش و آرام۔ لہو ولعب کے واسطے کسی سے۔ نا چاقی۔ عداوت۔ شکر رنجی۔ کچھ ہی کیون نہو مگر کوئی وجہ نہین۔ انتظام ریاست کی باگ چھوڑ دیجاے۔ ملک کی رونق رعایا کے دل سے فرحت اس طرح قرار ہو جیسی تمہارے دیوان کے دماغ سے تمہاری عظمت۔ تم خفا ہو۔ خوش ہو۔ لڑو جھگڑو۔ جو چاہو کرو۔ مگر ملک کی جانب سے غفلت نہ کرو۔ اور خدا کے یہان گنہگار نہو۔ مردم شناسی کرو۔ قدردانی مین مشق بڑہاؤ۔ ملک کے رنج وراحت کو اپنا رنج وراحت بناؤ تب حق سے ادا ہوگے۔ ورنہ پولو مین کرتب دکھانے یا گھوڑ دوڑ مین بازی جیتنے سے کچھ نہین ہوتا۔ تم رئیس ہو نہ سوار و سائیس۔

پیارے کارسپانڈنٹ کا پیارا خط پیارے سالے کے نام

میرے پیارے جورو کے عزیز بھائی خدا تمکو نیک راہ پر چلائے جس مین تمھاری بہن بڈمردہ رہ کر مجھکو پریشان نہ رکھا کرین افسوس تمھاری ہیکاری اور اُسپر شادی کی خواستگاری تمھاری بہن کو تو بڑی خوشی ہی کہ ایک پیاری تربیت یافتہ بھاوج ملیگی مگر بھائی مین ایک سلیچ ملنے کی آرزو مین سالے کو برباد کرنا پسند نہین کرتا۔ تمھارے گلے مین سنت ابراہیمی کا طوق پڑنا نہین چاہتا۔ شاید یہ سبب ہو کہ پان کھانا جو مین نے چھوڑ دیا ہی تو سخت گلوریون کی تمنا نہین رہی۔ سلیچ اور نندوئی کے مزاحون کو بھی مین عیب سمجھتا ہون۔ نہین تو اسی پر خوش ہوتا کہ کبھی کبھی دو منہ ہنس ہی لینگے۔ آپکی باجی نے کوئی ایسا نتیجہ بھی نہین دکھایا کہ سلیچ اوسکے غور و پرداخت مین ہاتھ بٹائین۔ اور وہ میری خدمت کچھہ زیادہ کرسکین جب یہ کچھہ نہین تو مین کیون پسند کرون ہان رہی یہ بات کہ دنیا مین شادی ایک ضروری فعل ہی خدا کی ودیعت اُس سے بڑھتی ہی۔ مرد کو گھر کے کامون سے چھٹی ملتی ہی کمانے مین جی لگتا ہی۔ گھر کا بندوبست ٹھیک ہوتا ہی مگر یہ تو تب ہی ہونا چاہیئے کہ جب پہلی کا وقت گذرجاتا ہو اور دوسرے مین فتور پڑتا ہو۔ ہندوستان ایسے گرم ملک مین پچاس برس کی عمر تک مرد اولاد سے مایوس نہین ہوتا۔ تم تو ابھی خیر سے بالغ ہونے مین بھی شتیہ ہو۔ قانون نابالغی تمکو نابالغ کہتا ہی اور یون بھی پیر نابالغ نہین کہے جاتے۔ ابھی تو تیئیس برس تک تم خدا کی ودیعت اور نبی کی امت کو بڑھا سکوگے پھر عجلت کیا ہی رہا انتظام خانہ داری تو وہ آپ کے ہیٔی نہین انتظام کا ہیکا ہو گا ظرف سے پہلے ہمیشہ مظروف کی فکر کرنی چاہیئے۔ پھر تم پہلے گھر تو بنا لو گھر والی بھی ملجائے گی۔ مین تو کبھی ہندوستان کی اس رسم کو پسند نہین کرتا کہ بھو جن ہو یا نہ ہو مگر وہ ہو!!!

لا جلال الدین نے لکھا ہی کہ شادی اسواسطے دنیا مین انسانی ضروریات کا جزو اعظم قرار پائی ہی
کہ انسان کا کوئی ایسا سر براہکار ہونا چاہیے جو کمائے ہوئے مال کو مثل اوسکی ذات کے خرچ
کر سکے اور بیجا خرچون سے مال کو محفوظ رکھکر اسکا نگران رہی اور اُس مال کو خرچ کرنے مین
حفاظت کرنیمین اپنا سمجھے اسی لیے انتظام منزل مین داروغہ خانسامان کی ضرورت
پڑتی ہی مگر وہ لوگ کتنا ہی کچھ کرین اپنا مال نہین سمجھ سکتے ہان بی بی جو ایک بڑے فرقہ کی
رسم کے بموجب اردہنگ[1] کہلاتی ہی اور اوس سے اس کام کے سوا خدا کی قدرت کی ترقی
بھی ہوتی ہی یہ حق رکھتی ہی پس جب انسان کے گھر اور مال ہو تو ضرور شادی کرلے۔
بھائی اب تم بتاؤ کہ تم اسکے مصداق ہو یا نہین ۔ اگر نہین ہو تو اپنی ساتھ ایک ورنیک بخت کو
کیون خراب کروگے اور اگر روٹی نہ کپڑا اسینٹ کی . . . . . بنا ہی تو ہنومرے کرو دس دن کے بعد
اونکو پڑوسیون کے سپرد کرکے نوکری کی تلاش مین نکلو جہیز کا زیور زادراہ کیواسطے
کافی ہوگا سال بھر مین وہ بارہ ماسہ ختم کرینگے تم حیدر آباد اور گوالیار کا سفر جب زادراہ
چک جائیگا تھکے ماندے گھر مین آنا نکھٹو تو خدا بنا ہی دیگا۔ بی بی گھڑی ٹٹول کر نوٹون کے
دھوکے مین امیدواری کی عرضیون کو صاف جواب دیکھکر شادی سے بہت خوش ہونگی
مالک مکان کرایہ مانگے گا۔ بی بی نے جو قرض لیکر صرف کیا تھا اوسکے تقاضے ہونگے مجبوراً کہین
اور جائے گا وہ پھر اوسی مصیبت مین مبتلا اس شادی سے توکسی . . . . تو تم
دو دن کے بعد جس مصیبت مین پڑنا تھا پڑتے وہ تو چین سے رہتی ۔ شادی کا کیا نتیجہ کہ تم اور وہ
دونون پریشان ۔ نہ خدا کی ودیعت بڑھی نہ گھر کا انتظام اگر ایسی ہی شادی کی بڑی
خواہش ہی تو لکھنؤ مین جاؤ کسی وثیقہ والی کو پیغام دو بن پڑے تو دونون باتین حاصل ہون
نہین تو میری صلاح مانو تو دو برس اور کالج نہ چھوڑو بی اے اور بی ایل پاس کرلو۔

[1] نصف جسم یعنی جزو و ۱۲

جلد معاش حاصل کرنیکا یہی منشا ہی کہ اودہر ڈپلومہ لو اودہر مخطوبہ رات دن پڑھنے کی جگہہ کچہری اور سونے کے کمرے مین اپنے اور بی بی دونون کے پیٹ بہرنے کی کوشش کرو پہر دیکھو کیسا جلد دولت والے گہروالے خدا کی قدرت ظاہر کرنیوالے اوس کی ودیعت بدیعت کے بڑھانے والے مشہور ہو جاؤ گے اور اس حالت مین تو مین ہرگز شادی کرنیکی صلاح نہ دونگا تمہارے تو باپ کی بہی کوئی دولت نہین ہی اور اگر ہوتی تب بہی مین باپ کی قوت پر شادی کی صلاح نہ دیتا۔

نیچر کا مارشل لا

بہئی واہ قانون قدرت کو دیکہیے کیا افراط تفریط۔ کمی زیادتی نکالی ہی۔ میزان عدل کے پلے ہین کہ بے ایمان بنیے کے دل کی طرح ڈہیکلی مات کرتے ہین۔ نیچے کو جہکا تو تحت الثری سے بہی پلے پار۔ اوپر کو اوٹہا تو گنبد گردون پر چتر بن گیا۔ چہتر منزل کی کیفیت دکہادی۔ اک دفعہ لڑکیان پیدا کرنیکا وہ طوفان کہ جدہر دیکہیے ایک ایک دو دو کی جگہہ چار چار ایک مشیمے مین ملفوف بیرنگ چلی آتی ہین۔ ہر حاملہ آدمی کیا چوہی کی اولاد ہو گئی اس کثرت وارادت کو دیکہکر مرد بیچارے لگے چوہیا کا بل ڈہونڈہنے۔ اور اوسی طرح گہبرائے جیسے ریاست دکن مین ہندوستانیون کے جانے سے دکنی بہائی مارے گہبراہٹ کے عورتون کی عوض اونہین کے پیٹ مین چوہے گہس گئے۔ اس طوفان نسائی کا دیکہیے کیا انجام ہو۔ حقوق چہن جانے اور حکومت قوا موفی کا فور ہونے کا دہڑکا تو یورپ اور امریکہ کی ترقیان دیکہہ دیکہہ مدت سے دامنگیر حال تہا۔ اب اس خلقی بہرمار سے اور بہی رہے سہے حواس پیترے ہوئے۔ بارے کب تک ایک دفعہ پہیر بدل جو ہوتا ہی تو عزرائیل نے بہی انہین کی جانب نظر توجہ مبذول فرمائی۔ اگلی سال پیٹ مین بچہ

گیارہا ملک الموت حلول کر گئے۔ جان سولی پر ہو گئی۔ زچہ جی کیا بچی گویا بچے کے ساتھوں ساتھہ خودبھی مان کے پیٹ سے پیدا ہوئی۔ اور جو گئی تو قصہ پاک۔ حکیموںکا قول ہے۔ کہ کارخانۂ قدرت مین جب کوئی چیز اپنی نسل پیدا کرتی ہی۔ تو اوسمین اپنی جان ڈال دیتی ہی۔ بہت سے حیوانات اور نباتات ایسے ہین کہ ہروقت بارورہونے یا بچہ پیدا ہونے اور پھل پک جانے کے مرجاتے ہین۔ ایک دفعہ پھل لانے والے درختون یا ایک بچہ جننے والون جانورون سے ثبوت کامل ملتا ہی۔ پس اسطرح انسان بھی اپنی جان اپنے قوے کے مطابق اپنی اولاد کو دیتا ہی۔ جب تک ورۂ قوانین قدرت کی روسے انسان مین زیادہ جننے کی طاقت رہی بچے دنادن ہوا کیے۔ کڑیان جھیل لین۔ اب انحطاط کا دور دورہ ہے۔ ابتو عورت کا ہیکو سچ مچ کی بچھو ہے۔ کیا سبب کہ بچھو کے بچہ پیدا ہوتے وقت اوسکا پیٹ پھٹ جاتا اور وہ مرجاتا ہی۔ علاوہ اسکے یون بھی مرد کی سرمایۂ راحت ہی۔ اور عالم اسباب مین راحت کی ساتھہ نیش رنج بھی اسطرح شامل جیسے مسوڑون مین دانت۔ گلاب مین کانٹا۔ پس اسطرح بھی ان ذات شریف مین نیش موجود۔ تیسرے بوجہ قربت اقرب بھی کہی جاسکتی ہین الف کو عین سے بدل دیجیے اور بچھو کے معنے لیجیے۔ اب فرمایئے انمین اور بچھو مین کیا فرق۔ طبیعت اور مزاج کی کجی مقتضائے طبیعت کا ثبوت ہی۔ یہی سمجھہ قانون قدرت نے بھی بچے جننے مین خاصیت عقربی پیدا کرلی۔ اور بھئی ایک بات اور بھی ہے بڑی بوڑھیان تو آپ جانیے باون تولہ پاو رتی تُلی ہوئی بات کہا کرتی ہین اگر غور کرکے دیکھیے تو معلوم ہوگا۔ جہان کسی کے بچون کو ایک دوتین کرکے گنو۔ اونکو وسواس ہوگیا۔ بدشگونی ٹھہرادی۔ آپ دیکھیے تہذیب اور

انتظام حال کا ستیاناس ہو۔ کہ آئے دن فصل بے فصل۔ وقت بے وقت جب دیکھو مردم شماری کی ڈائن دروازے پر کھڑی کنڈی کھٹ کھٹا رہی ہی۔ بتاؤ تمہارے گہر مین کے آدمی۔ کے بچے۔ کے بوڑھے۔ کے جوان کے لڑکے۔ کے لڑکیان۔ اور پھر خالی پوچھنا ہی نہین۔ دفتر پر چڑھا لیا اور دفتر پر چڑھا کے .... انگریزون کے روبرو پیش کیا۔ اوسنے انگریزی مین دن۔ ٹو۔ تہری۔ جوڑ جاڑ تمام دنیا مین گشت کرایا۔ ملکون ملکون ڈھنڈورا پٹ گیا۔ فلانے شہر مین۔ فلانے قصبے مین۔ فلانے گانون مین اتنے مرد اتنی عورت۔ سال مین اتنے بچے جنتی ہین۔ اتنی عورتین گابھن ہوتی ہین پھر آپ جانیے خدا جانے کس کس کی نظر پڑتی ہے۔ کس روسیہ کا جی للچاتا ہی آخر کسی نہ کسی کی نظر ہو گئی۔ اب مرنے کا لگا لگ گیا۔ حضرت عزرائیل کو دیکھیے ایک بولی تین کام کی کیا ترکیب ایجاد کی ہی۔ جس طرح ہمارے سرکار درندہ جانورون پر نر کی بہ نسبت مادہ مارنے سے دونا ڈیوڑھا انعام دیتی ہے کیونکہ وہ تو پیدائش کی جڑ ہے نا۔ اسی طرح حضرت عزرائیل نے عورتون پر چھری پھیرنا شروع کر دی۔ کہ نہ یہ ہونگی نہ انسان برسات کے مینڈکون کی طرح گلی کوچون مین کچ کچا کے پیدا ہوگا۔ نہ مردم شماری کے نقشے آئے دن غلط ہوا کرین گے۔ اپنے ایک دفعہ نقشہ بھر لیا سو دو سو برس کو کافی ہے۔ کبھی کبھی جانچ کر لی۔ فوتی فراری کا نام نکال ڈالا یہ روز کا قلم جاری رہنا تو موقوف ہوگا۔ الغرض بیان مصائب اہل بیت آسان نہ۔

مٹی خراب خلق مین مہر و وفا کی ہی

(عبدالرحمن خان کے خیالات)

اگرچہ اس بات کی تصدیق کسیقدر خطرناک ہی کہ ان بزرگوار کی خیالات ہم تک کیونکر پہونچے
مگر کابل کی طرف منہ کرکے ذرا غور و تامل کرنیسے یہ عقدہ اسطرح حل ہوجاتا ہی جیسے نائیٹر ک ایسڈ
مین چاندی۔ لہذا ہم اپنے ناظرین کو ان مزے دار خیالات کی اطلاع سی محروم نہین رکھتے۔

امیر عبدالرحمن خان

لاحول ولاقوۃ۔ عجب مخمصے مین جان ہی۔ پای رفتن نہ جای ماندن۔ اس ملکداری کی ہوس اور
دوستونکی دوستی پر خدا کی مار کہ مفت مین بیٹھے بٹھائے یہ عذاب اپنے سر لیا اپنی مزے سے بسر ہوتی تہی
اللہ رازق تہا ہر حال مین دیتا کچہہ آرزو بہی نہ باقی رہی تہی سبطرح کے مزے لے چکے تہے۔
شب تنور گزشت و شب سمور گزشت
جی چاہا ادہر ادہر کی سیر کی نہین اللہ سی لو لگائی تخت و تاج کے جہگڑے دیکہی تسبیح مصلے کے
جلوے نظر آئے دنیا کے بکہیڑون سے مطلب ہی نہ تہا۔ روس بخارا پر قابض ہوا تو ہمکو کیا۔
انگریزون نے شیر علی کو جیتے جی مزار شریف تک بہگایا۔ مارا چہ۔ مگر اس طمع کو کیا کیا جائے
نہ رہا گیا ملک خالی ملا۔ گمان ہوا کوئی اور نہ قابض ہوجائے۔ مثل مشہور ہی "خانہ خالی را
دیو میگیرد،، چلو بہئی تم ہی قسمت آزمائی کرو۔ یہان یہ کیا معلوم تہا انگریز لوگ بیکار سمجھکر سر سے بوجہہ
اوتار نیوالے ہین۔ لو صاحب مجہہ بیچارے کی گردن پہنسا ہی تو دی۔ واہ خوب سلوک کیا۔

آسمان بار امانت نتوانست کشید قرعۂ فال بنام من دیوانہ زدند

اب ایک طرف انگریزون کی احسانات اور دہمکیان۔ کہین۔ ادہر آؤ۔ ادہر جاؤ۔
لفٹ۔ رائٹ۔ لفٹ۔ رائٹ۔ ایک بولی تین کام یہ کیون ہوا! وہ کیون ہوا!۔

تمہاری سلطنت مین ریچہ کیون آیا۔ لومڑی نے کیون ماند بنایا۔ یا اللہ کیا ضغطے مین جان پڑی
چلو اس سی تہوڑا بہت اطمینان ہوا کہ بے صبرا یوب دور سی غرّے ڈبتے بتانے لگا۔ رعایا ہی
کہ مجہہ بہکوے کی ایک نہین سنتی۔ ای لو یہ سب کچہہ تو تہا ہی روسیون کو تازہ دل لگی جو سوجہتی ہی
مرد پیر آئے جے۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ہندوستانی بوکہلا گیو۔ کوئی تو کہتا ہی
ہرات پر روس قبضہ کریگا تو انگریز قندہار لینگے۔ کچہہ حصہ ایران دبائیگا۔ ارے یارو مجہہ
بیچارے کو کیون بوکہلا دیا ہی۔ میرا ملک نہوا تمہارے بابا کا مال ہوا۔ اگر روس اور انگریز وہین
چشمک ہی اپنے سمجہوتہ کرلین میرے ملک پہ کیون دست درازی ہے۔ وہی مثل ہوئی
دو کہسیانی بلی کہمبا نوچے مین حیرت مین ہون آخر کیا کرون۔ روس سی ملتا ہون تو انگریز دو ہی
دن مین جہٹی کا دودہ یاد دلائین گے۔ نہین تو روسی ملک چہینے لیتے ہین۔ بہئی واہ۔ ع

دونونکی ضد نے خاک مین ہمکو ملا دیا

گہوڑے گہوڑے لڑین موچی کا زین ٹوٹے۔ لے بہلا پوچہیے۔ مجہے اِن باتون سی کیا مطلب
اپنے انگریز جانین روس جانے یہ گوش خر ندان سگ " حیرت مین ہون کیا کرون۔
اگر عوام کا قضیہ ہو حاکم وقت سی استغاثہ کیا جائی۔ اب یہ فرمائیے کس دربار مین داد بیداد مچائی جائے۔
صرف ایک احکم الحاکمین ہی وہ قیامت کی دن اجلاس کا وعدہ کرتا ہی۔ چلو۔ ع

تا تو بمن میرسی من بخدا مے رسم

اگر یورپ ہوتا تو اور ہمعصرو لسنے کہا سنا جاتا۔ یہ کمبخت ایشیا تو یورپین پولیٹکل کالج کے ناہموار
طلبا کے واسطے گیند دہڑکے کا میدان ہی۔ جو جی چاہتا ہی کرتے ہین۔ کوئی بات بیجا ہی نہین۔
اب میرے واسطے سر دست سوا اسکے اور کچہہ مناسب نہین معلوم ہوتا کہ جہان تک ہو سکے
انگریزون سے روپیہ اینٹھون۔ پہر دیدہ خواہد شد۔ کسکی رہی اور کسکی رہجائیگی۔

انڈے بچے والی چیل چلہار

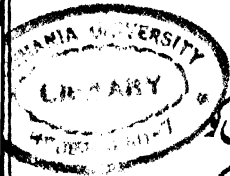
بھلا یہ کیونکر ممکن ہے کہ بی کانگریس صاحبہ لکھنؤ مرحوم مین جان تازہ پھونکنے۔ چہرے کی رونق بڑہانے خرامان خرامان تشریف لائین اور بی انٹی صاحبہ چپ شاہ کی بالکی بنی بیٹھی رہیں۔ منہ مین گھنگھنیان بھرے بیٹھی رہین۔ اجی توبہ کیجیے بولین اور بیچ کہیت بولین اس طرح بولین جیسے ارہر کے کہیت مین پہندیت بٹیر۔ بلکہ گلا پہاڑ کے۔ غل مچا کے۔ سارا شہر سر پر اوٹہا کے۔ جس مین یہان سے لندن تک تو خبر ہو جائے کہ لکھنؤ مین بہی کچھ انٹی بہائی ہین۔ چنانچہ یون تو عرصے سے سٹر پٹر جلسے ہوتے تھے اور بعض حضرات اپنے نزدیک حق ادا کرنے یا مستحق بننے کی کوشش کرتے تھے۔ مگر جب دیکھا کہ کانگریس کا اجلاس سر ہی پر آپہونچا ادہر لفٹنٹ گورنر بہادر بہی شہر مین تشریف فرما ہین اودہر حضور ویسرائے بہی عنقریب دربار فرمانے والے ہین۔ چہتری سرکس بہی تماشے کر رہا ہی۔ الفریڈ تھیٹریکل کمپنی بہی آتی ہی۔ ان حضرات کو بہی مثل عارضہ متعدی یچ بچی چہوٹی۔ بے چینی بڑہی مادہ ہیجان مین آہی گیا۔ اور ایک بار آنکھ بند کرکے کچکچا کے "عظیم الشان جلسہ انٹی کانگرس" کا اشتہار دے ہی دیا۔ کس کی رہی اور کس کی رہجائے گی۔ وقت گذر جاتا ہی۔ بات رہجاتی ہی۔ اب خلاصہ اشتہار ملاحظہ ہو "منجانب مسلمانان شہر لکھنؤ تاریخ ۳۔ دسمبر ۱۸۹۹ء بمقام بلند باغ کانگرس جلسہ سالانہ لکھنؤ مین ہونیوالا ہی اوسمین کچھ تجویزین قرار دی جائین گی اور کہا جائیگا کہ وہ کل باشندگان شہر کی ہین۔ حالانکہ اس شہر کے قریب قریب کل باشندے

جیہ ہند وجیہ مسلمان ابتدا سے کانگرس کی مخالفت کرتے آئے ہین لہذا تدارک ہمیں لازم ہی جسکے لیے ایک بڑا جلسہ منجانب مسلمانان لکھنؤ تاریخ مذکور ۹ بجے اتوار کے دن مکان انجمن رفاہ عام مین قرار دیا گیا ہے لہذا استدعا ہی کہ وقت معینہ پر عام حضرات اہل سلام...... اس جلسے مین مع اعزا و اقربا و احباب و متعلقین کے شرکت فرمائین اور گورنمنٹ کے خیر خواہ بنین "

یون تو اس اشتہار کی کئی باتین ایسی ہین جن مین اکثر گفتگو ہی مگر ایک بات اس نیاز مند طرفین کو یہ پوچھنا ہی کہ مخالفین کانگرس کے متعلقین کو جو تکلیف دی گئی ہی اوسکا انتظام کیا فرمایا گیا ہی - کیونکہ اپنے انٹی بھائیون سے کچھ بعید نہ سمجھیے کہ کنجرون کی طرح مع متعلقین جلسے مین آموجود ہون - کیا معنے کہ جب اعزا و اقربا اور احباب کے علاوہ مخصوص متعلقین کو بھی آپ نے یاد فرمایا ہی اور یہ بھی غالباً وہ المشتہر " خمسہ یعنے خان بہادر نظیر حسن خان صاحب حکیم نواب اغن صاحب - مرزا عباس علی خان صاحب سکرٹری - حکیم محمد رضا خان بہادر شیخ علی عباس صاحب وکیل جانتے ہونگے کہ متعلقین بی گھربسی - یعنے گھر کے لوگون یعنے لڑکون کی والدہ یعنے اے جی - یعنی بیگم خانم صاحبہ - یعنے جورو جی - یعنے زوجہ معظمہ طال اللہ پائنچہا و آنچل لڑو تیہا علی رؤس الشوہرین الی یوم الوفات بل بعد الممات کو کہتے ہین - تو ان ذات شریف کرا و ٹھہ کھڑے ہونے مین کوئی کسر باقی نہین رہی - جس طرح تھیٹر - سرکس - گھوڑ دوڑ کے جلسون مین اکثر اتفاق ہوتا ہی اوسی طرح یہان بھی آدھمکینگی اور یہ بھی دور نہ سمجھیے کہ جب سارا گھر یون شریک ہوگا تو اوس دن ضرورت کا سامان بھی ہمراہ ہو گا - خواصین پیش خدمتین شیرخوار بچے

جسکے ابھی ٹیکا لگا ہوگا اور دانہ او بھرنے یا دانت نکلنے کی وجہ سے چڑچڑا ہورہا ہوگا۔ پھر اوسکا گہوارہ۔ پالنا۔ جھنجھنا۔ چُسنی۔ انا۔ چھوچھو۔ مع برادر رضاعی اسکے علاوہ بکری کا بچہ۔ چند خرگوش اور چینی چوہے۔ طوطے کا پنجرا جو ریز کم کرتا ہی اور خاص اس مصلحت سے آلے گا کہ بولنے والون کی بولیان یاد کرے۔ باورچیخانے کا بگلہ انا کے صاحبزادے نطفۂ ناتحقیق کا پالا ہوا لینڈی کتے کا پلہ۔ چھوٹی صاحبزادی کا گلہری کا بچہ۔ بی گربہ خانم مسماۃ پُسی۔ کبوترون کی کابک۔ مرغی کا ٹاپہ۔ بٹیرون کے تھیلے۔ بیگم صاحب کا پاندان یعنے سب کچھ دان۔ آفتابہ۔ آئنہ۔ اُگالدان۔ طشت۔ تسلہ۔ لوٹا۔ ڈھولک۔ بایان۔ مجیرے۔ بچھونے۔ گاؤ۔ بچّے کے پوتڑے نہالچے۔ لحاف۔ توشک سلامتی سے سبھی ہوا چاہین۔ پس معلوم ہونا چاہیے اسکا کیا سامان کیا گیا ہی۔ اور ہان بڑی بات تو رہی جاتی ہی۔ یعنے ان سب کا کرایہ کون ادا کریگا۔ بی صاحب خدانخواستہ کیون دینے لگین کیا وجہ کہ یہ نہایت بدشگونی ہوگی۔ دوسرے اگر یہ جرمانہ دینا پڑا تو متعلقین کیا معنے متعلقین کے متعلقین یعنے شوہران برخوردار بھی گھر سے باہر نہ نکلنے پائینگے۔ پھر اگر مع اعزا و اقربا واحباب و متعلقین کو بلانا چاہتے ہین تو پہلے جلسے کی جانب سے اُن سواریون کا بندوبست فرمایا جاوے۔ پھر اللہ نے چاہا تل دھرنے کو جگہہ نہ ملیگی۔ سارے انٹی بہائی بقول اہل دکن اپنا اپنا کھٹلا لیے موجود جلسہ ہونگے۔ طاعون والے جلسے مین تو دو کانین بند تہین اس دفعہ چولھے تک گھرون مین نہ گرم ہون تب کی سند۔ بگڑ جاے اوستاد خالی۔ ایک بات مشتہر صاحبان بھول گئے یعنے متعلقین تک کو تو طلب کیا مگر

رنڈیون۔خانگیون کا کہین ٹہکانا نہ کیا۔جو ایک کیا معنے ساری دنیا کی متعلقین ہونے کا بیشہ اوٹہائے ہوئے ہین اور معاملہ فہمی کا یہ حال ہے کہ بی جدن۔ بی چودہرائن۔وغیرہ وغیرہ کا تجربہ ذاتی تو غالبًا انٹی بازون کیا بڑون بڑون تک کو ہوگا۔پس اُن کی طرف سے آنکھین پہیر لینا یعنی جہ۔مناسب ہے بُلوائین اور ضرور بُلوائین اسکے کیا معنی کہ جہان بگہیان۔پالکیان ڈولیان ہون وہان جہ پہلے نہ ہون۔ واللہ انٹی ونٹی تو چار دن کی بات ہی سابقہ انہین سے پڑتا ہی۔اگر اس تقریب مین انکو نہ پوچہا تو بہتون سے برادری ترک ہو جائیگی اور پہر شادی بیاہ ہونا ناچ گانے کے جلسون مین رنڈی منڈی ایک نہ آئیگی اور سفردائیون کو جو شکایت ہوگی وہ نمک بہ جراحت ہوگی۔یہ سمجھ لین انکی پیشوازی گورنمنٹ بہی اندرونی قوت رکہتی ہی۔انکا سکہ دلون پر چلتا ہی۔انکے طبلے کی گمگ نانک متی توپ۔سارنگی ہنری مارٹنی۔مجیرے نگزم گن سے زیادہ توڑ رکہتے ہین اور بی صاحب تو پوری ڈائنا مائٹ یا ٹارپیڈو ہی ہین۔انکے توڑ کا کیا پوچہنا۔بلکہ سچ پوچہو تو یہ لوگ سرنگ ہین جلسے اکثر خاندان کے خاندان اوڑ گئے ہین پس ان کی زد سے ضرور بچنا چاہیے۔



راقم

ساتہ لے دے کے اپنے یارون کو
مینڈکی بہی چلی مدارون کو

مرزا پچھو بیگ ستم ظریف

مرزا محمد مرتضیٰ نام عاشق تخلص عرف پچھو بیگ پنچ کی نامہ نگاروں
میں ستم ظریف کے نام سے مشہور تھے۔ آپکے مورث اعلے مرزا
عطاء اللہ بیگ معروف بہ نواب حسین علی خان بہادر اٹک سے لکھنؤ
تشریف لائے تھے آپ کے نانا مرزا اسد علی بیگ بادشاہ اودھ
کی فوج میں کمیدان تھے مرزا صاحب بچپن سے بائیس سال کی عمر تک
نانا کے ہمراہ رہے اور اسوقت تک بجز سپہ گری اور کوئی مشغلہ نہ تھا۔
لیکن ۱۸۵۷ء کے بعد بطور خود کافی علمی لیاقت پیدا کر کے مشغلہ
شعر و سخن کی جانب بھی توجہ شروع کی اور رفتہ رفتہ اس فن شریف
میں بھی اسقدر قدرت بہم پہونچائی کہ آپ کی زندگی ہی میں آپکا
نام اُردو زبان کے اساتذہ اور محققین کی فہرست میں داخل ہوگیا تھا
آپ مرزا نسیم کے شاگردوں میں سے تھے۔

دراز قامت فربہ اندام صحیح و شدید القویٰ جسم و قوت کے اعتبار سے (بقول حضرت حسرت موہانی)
شاعروں میں ناسخ ثانی کے نام کے مستحق بنے۔ رنگ البتہ ناسخ کے خلاف گندمی تھا
کھلتا ہوا۔ دوپلی ٹوپی انگرکھا گھٹنا لکھنؤ کی معمولی وضع آپکو بھی مرغوب تھی لیکن آخر عمر
میں کبھی کبھی کوٹ پتلون بھی پہن لیتے تھے۔ لطیف و ظریف خوش بیان و
خوش گفتار اپنے چھوٹوں سے بھی ظرافت کو دریغ نہ کرتے تھے۔ آپکے ملنے والوں میں
پرانی وضع کے لوگوں میں اشرف علی صاحب اشرف مرحوم منشی امیر اللہ تسلیم
وغیرہ اور نئی تہذیب کے لوگوں میں منشی جوالا پرشاد برق مسٹر حامد علیخان بیرسٹر
اور منشی محمد سجاد حسین صاحب تھے صلح کل و مرنجان مرنج کی یہ کیفیت تھی کہ
مرتے دم تک بلکہ مرنے کے بعد بھی لوگوں کو آپکے اصلی مذہب کی کیفیت نہ معلوم ہوئی
کہ سنی تھے کہ شیعہ آپکے شاگردوں میں منشی بالمکند بیتاب مرحوم اڈیٹر اخبار بھارت



مرزا مچھو بیگ ستم ظریف

انڈین پریس الہ آباد

متر کلکتہ خصوصیت کے ساتھہ قابل ذکر ہین کہ جس سے آپکی ہر دلعزیزی
وبے تعصبی کا ثبوت ملتا ہی۔ حضرت حسرت موہانی کہ جنکے لطف وکرم سے
یہ حالات زندگی مرزا صاحب کی ہم تک پہونچے ہین فرماتے ہین کہ
"آپ کے نظم ونثر کے تمام کارنامے ہنگامہ ۱۸۵۷ء کے
بعد کے ہین۔ مرزا تسلیم مرحوم بہی اسی زمانے مین دہلی سے
لکھنؤ تشریف لائے تھے انکی صحبت اور شاگردی نے سمند ناز پر تازیانے کا
کام کیا۔ اور آپ کے ادبی مذاق کی خوبیون نے روزافزون ترقی کے ساتھ
پایان کار وہ مرتبہ حاصل کیا کہ آپ نثر نگاری مین یکتاے روزگار اور
سخن سنجی مین استاد قرار پائے۔ لکھنؤ کی مشہور ظریف اخبار اودہ پنچ مین
اسکی ابتدا سے لیکر اپنی آخر عمر تک ۳۳ سال برابر "ستم ظریف" کے فرضی نام سے
ایسے دلچسپ مضامین لکھتے رہے جنکا ادبی اور تنقیدی حیثیت سے بے مثل
ونظیر ہونا آجتک اہل قلم کے حلقے مین مسلم سمجھا جاتا ہی۔ تذکرہ شعرا کے مانند
جب کبھی اردو زبان کے نثر نگارون کے حالات بہی مرتب کیے جائین گے
اسوقت حضرت عاشق کا نام یقیناً طبقہ اول کے انشاپردازون کی فہرست مین
ممتاز نظر آئیگا۔ لکھنؤ کی زبان اور محاورون کی جتنی تحقیق مرزائے مرحوم کو تھی
اسکا اندازہ انکی مشہور تالیف "بہار ہند" کے دیکھنے سے بخوبی کیا جاسکتا ہی۔
افسوس ہے کہ ملک نے اس لغت کی کافی قدر نہ کی ورنہ اگر اسکے باقی تین
حصے بھی چھپ جاتے تو اُردو زبان کی اصلاحون اور محاورونکا ایک لاجواب
مجموعہ مرتب ہوجاتا۔ مولوی حکیم الدین وکیل اکولا نے علم ادب کے متعلق اودہ پنچ
سے آپکے بعض مضامین کو نقل کرکے "چشمۂ بصیرت" نام ایک کتاب کی صورت
مین چھپوا دیا تھا مگر وہ اب کمیاب ہی۔ گلزار نجات میلاد شریف نظم اور مثنوی
نیرنگ خیال معروف کے علاوہ آپ کا ایک ضخیم دیوان مشتمل بر جملہ اصناف سخن
آپ کے خلف رشید مرزا محمد صدیق صاحب صادق کے پاس موجود ہی"

گرما بگذشت و روبکاری ہی وہی
سرما بگذشت و روبکاری ہی وہی
برسات مین سب سے بڑہکے چہچہا لیدر
برما بگذشت و روپکاری ہی وہی

سُبحان تیری قدرت - کیون قبلہ مولوی اودہ پنچ خان صاحب بہادر دنیا بہی بقول جُہلا ہے بہائیون کے کیا ہی مقام ہی گہڑی مین کچہ اور گہڑی مین کچہ یقین ہے آپ کو یاد ہوگا کہ ابہی کل کی بات ہی مئی جون کا مہینہ دسات قرآن درمیان) کیا کیا آتش افروزیان اور گرمیان کرتا تہا - کس شدت کی کیسی دہوان دہار جلا ہے کی گرمی تہی - اے لیجیے اک ذرا مین ہوا جو بدلی بادل خانصاحب ڈنکے بجاتے مع افواج قاہرہ برشکالی آدہمکے لگا دنا دن مینہ پڑنے پہر لے میرے بہائی ابہ ہی کہ دوڑا دوڑ کرتا چوطرفہ سے گہرا چلا آتا ہی پانی کہتا ہی کہ آج برس کے پہر نہ برسونگا موسلا دہار - چہاجون برس رہا ہے - چارہی دن مین وہ پکار مچ گئی کہ توبہ بہلی ہی - نالے ندیان دریا سمندر کا بچہ جدہر دیکہو عالم آب کام کا جی پسینے کے بدلے مینہ مین شرابور - رات کیسی دن کو بجلی بن گہٹائین مست ہاتہیون کی طرح جہومتی چلی آتی ہین - بجلی کی چمک پہر اوسکے بعد گرم گڑاہٹ کو اور کیا کہیے یا تو آسمانی بم کے گولے چہوٹتے ہین یا فرشتے عالم بالا کی چہتین کوٹتے ہین - تاریکی وہ کہ ہاتہہ کو ہاتہہ نہین سوجہتا اچہے خاصے

آنکھون والے لاٹھی کے سہارے اندھے حافظ جی بنے چلے جاتے ہین مکانات
ایک تو یونہین بڈھے کا دانت بنے ہوئے ہاے ڈولے مین تھے۔ اب جو پانی
برسا کسیقدر تراوٹ پائی چلیئے اونگھتے کو ٹھیلتے کا بہانہ اڑا رڑا دھڑیم
کرکے پشت بزمین رسید ہوئے۔ اب مٹی کون اوٹھائے مزدور تو مزاج
معشوق کی طرح ملتے نہین۔ برقنداز بہادر جیسے پولیس والون کی شکایتین ہوئین
اور بھی خون کے پیاسے ہوگئے چالان ہی کیے دیتے ہین۔ دوڑتے دوڑتے
پھیپھڑی کیسے ہاتھہ پائون تک بھول گئے مگر بارہ بارہ چوبیس کوس مزدور کا
پتہ نہ لگا۔ بڑی خرابی نہایت مشکلون سے اگر کوئی لولا لنگڑا نصیب ہوا تو رسیان
باندھ کے رکھیے نہین رکتا پٹا توڑائے بھاگا جاتا ہے۔ سواگر دن ہلنے کے ہونکارا
زبان ہی سے نہین نکلتا سوانہیان کے ارسیان چار آنے آٹھہ آنے روپیہ
دو روپیہ دس بیس سو پچاس ہزار دو ہزار روپیہ روز لوگے۔ جی نہین اون ہون
یہ بھی وکلا کی تعلیم یافتہ بڑے ڈبلو آختہ ہوئے۔ لے توبہ استغفراللہ پائون
کی طرح زبان بھی پھسل گئی کدھر کی کدھر ہو رہی ہے۔ اب لاحول ولاقوۃ الا باللہ
ہان نیت کرتا ہون مین واسطے بیان کرنے حالت پُر ملالت مقدمۂ مذکورۂ
بالا جس سے بڑھ کے کوئی مرض لادوا نہین واسطے دوزخ کے منہ طرف کچہری کی
اللہ اکبر۔ استغفراللہ۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ۔ لیجیے نیت بد ہوگئی
نماز توڑنی پڑی پہلے سب سے اتنی بات بطور مقدمہ اور گذارش کرنے
کے ہے کہ فصل کا کچھہ قصور نہین کوئی موسم کیون نہو قسمت اپنی اپنی دنیا کی
دورنگی عالم مین مشہور ایک برتاؤ زمانے کا سب کے ساتھہ نہین ہوتا

خوش نصیبون کو اسمین بہی خوشی ہی چین سے گہرون مین بیٹھے ملار گایا کرتے ہین
اک ذراسی بیفکری ہونا چاہیے پہر واہ جی واہ پانچون گہی مین اور سر کڑہائی مین
یہی فصل وہ ہی جسکے لیئے منتین مرادین مانی جاتی ہین۔ شعرا مین کشتی مے کا
اوتار ابرسات ہی کے گہاٹ پر ہوتا ہی۔ جب سنیئے ؎

تند و پر شور و سیہ مست زکوہسار آمد ۔۔۔ میکشان مژدہ کہ ابر آمد و بسیار آمد

کا ترانہ۔ اُردو والے ؎

گرہ مین زر ہے رندون کے گہٹا اوٹھی ہی او ترسے
خدا چاہے تو ساقی آج میخانے مین مینہ برسے

کے شور غل سے کان پہوڑے ڈالتے ہین۔ نشہ پانی والے بہشتی جوان جب
دیکہیے آسمان ہی کی طرف تکا کرتے ہین۔ معشوق لوگونکا یہ پیار اُمنہی
جتنی باتین ہوتی ہین وہ انہین دنون کے لئے اوٹہا رکھی جاتی ہین۔ جہان
اک ذراسی گہٹا آئی بوندا باندی کا لگا لگا اور گہر گہر کڑہائی چڑھ گئی۔ چہنن
مُنن کی آواز آنے لگی۔ کپڑے رنگ برنگی انہین دنون کے لیئے ایجاد ہوے
بی منہدی خانم کی قدر و منزلت شاید سال بہر تک ایسی کبہی نہین ہوتی!
جب دیکہو قدمون سے لگی ہین اور عاشق تن رشک و حسد سی ہاتہہ ملتے ہین
جہولون پر لہک لہک کے سال بہر کی دل کی بہڑاس نکالی جاتی ہی۔
لہری بندے جب دیکہو دریا کنارے لال پری سے علیک سلیک کرتے
نشہ پانی کا رنگ جماتے مزے اوڑاتے ہین ہاے ہاے
یادش بخیر بقول کسے ؎

ہوس گل کی کبھی مثل عنادل ہم بھی رکھتے تھے
کبھی تھا شوق گل ہمکو کبھی دل ہم بھی رکھتے تھے

سب سے بڑھ کے عیش باغ کے میلے جنھین افیونیونکے دلسے پوچھا چاہیے۔ وہ خاکی پریزادوںنکے بناؤ بیفکروں خوش نصیبون کے جماؤ۔ تنبولنون اور ساقنون کے ہجوم۔ سودے سُلف والون کی دھوما دھوم کہین پٹی دھڑا کا میان بیوی لڑاکا کی پکار۔ کسی طرف شاخین سہال گو لیان مزیدار جابجا ہنڈولے گڑے۔ کبڑیون کا ہلڑ۔ ارے میان ملیح آباد لٹادیا ٹپکے ٹپک پڑے کسی طرف چٹ پٹے سلونی گرماگرم چڑپڑے۔ کباب ہین بارہ مسالہ دار دہی کے بڑے۔ بگہیون کے گرد مالی ہار بیچنے کے بہانے آنکھین سینکتے پھرتے ہین۔ جب سنیے۔ ارے میان بیلا یہ پلنگ توڑ بیلا۔ بیلا محبت مین کھلا۔ سونگھا اور گلے پڑا۔ کہین جھولے پر جنتی قمریون کا تانین لگانا۔ مفلس شوقینون کا رانین بیٹ پیٹ کے تلملانا۔ یہ بھی آٹھوین دن کا ڈھکوسلا ہے قسمت درونکو تو برابر چین ہی چین لکھا ہے ہر روز دن عید رات شب برات پھر واہ ری برسات اور واہ ری برسات یہان بلاتشبیہ نقل کفر کفر نباشد بھلے آدمی سے نرے کھرے سائل ہو کے رہگئے۔ جب سنیئے سائل یہ چاہتا ہے سائل بہ عرض کرتا ہے سائل کو اطلاع دو۔ سائل حاضر ہے۔ واہ جی واہ اتنی بڑی سرکار سے خطاب بھی ملا تو بھک منگا کنگلون کا سا۔ طرہ یہ کہ حاصل حصول خاک نہین بلکہ روز لینے کے دینے کچھ اپنی ہی گرہ کا خرچ ہوتا ہے۔ خلاصہ یہ کہ ہم ایسے اور بندگانِ خدا جو معظمہ ومکرمہ بی دیوانی خانم صاحبہ کے چکر سے ننانوی کے

پھیر ہین بڑے ہین او نہین دن رات وہی جھگڑا ہی بلکہ گواہی شاہدی اغیرہ وغیرہ کے بجتر جھکڑے کو چرخ چون کرکے گھسیٹتا بدا ہے ہان اکثر بیحیائی کے تقاضے پر یہ شعر حسب حال الاپتے ہین ؎

وہی محبوب بھٹیاری جو آگے تھی سو اب بھی ہے
وہی لہنگا وہی ساری جو آگے تہی سو اب ہی ہے
وہی کہانا نہ پینا دس بجے جانا کچہری کا
نصیبون کی وہی خواری جو آگے تہی سو اب ہی ہے
وہی دولت کا لٹنا اور وہی خرچے وہی ہرجے
وہی پیسے کی بھرماری جو آگے تہی سو اب ہی ہے
وہی کپڑون مین کیچڑ کے چھپکے کائی کے دہبے
ہوائے چرخ زنگاری جو آگے تہی سو اب ہی ہے
وہی دیوانون کی سی رات دن گردش وہی چکر
جنون کی گرم بازاری جو آگے تہی سو اب ہی ہے
اوسی صورت سے ہے ابتک برے کی جان کا رونا
طبیعت زیست سے عاری جو آگے تہی سو اب ہی ہے



قصہ مختصر۔ کچہ ہی کیون نہو مینہ برسے آندہی آئے۔ ادھر کی دنیا چاہے اودھر ہو جاے اِن مصیبت کی مارون کو وہی ایک دھندہا۔ صبح ہوئی اور موم جامے کے ٹکڑے مین کاغذات لپیٹ کر مستعد ہو بیٹھے۔ اور مینہ کھلنے کا نام نہین لیتا

سوسلا دہار پانی پڑ رہا ہی۔ گھبراہٹ مین تیل جلا رہے ہین اولتی تلے مسافر بنا رہے ہین ٹوٹکے پر ٹوٹکے ہوتے ہین۔ کبھی رات کے تارے دن کی دھوپ کا وظیفہ۔ کبھی چار مندے چار گندے چار نکر ہارے۔ بدلی گئی پھاٹ پھوٹ تارے نکل آئے۔ کی تسبیح جپنا۔ مگر توبہ بھلی ہی بدلی خانم صاحبہ کا اور گھٹا ٹوپ ہوتا جاتا ہی اب گھڑیال کی آواز جو کان مین آئی تو گنتی شمار کون کرے تن بہ تقدیر گھر سے نکل کھڑے ہوئے اور سیدہی کچہری کی راہ لی۔ مگر قطع شریف اتنی پاک و پاکیزہ کہ مئی جون کے پہننے کا ٹھاٹھہ بھی قربان کیا تھا۔ اے واہی واہ۔ پائینچے دونون چڑھے دامن گردانے۔ موزہ باران کوٹ ایک تو نصیب نہین دوسرے انگریزی وضع بناتے پرانی شریعت کے خلاف چلیے گھوڑے کی گردنی یا پرانی سڑی کملی کا کھڑ ونگا کے دہی موسی بستہ نائی کی سی کسبت یا اپنی قسمت کی طرح بغل مین دبا کے زیر پائی کے ہوادار پر سوار سٹر پٹر کرتے ہوے چلے اب ڈوبتے ترتے سڑک پر پہونچ کر نہ کسی کو دیکھتے ہین نہ سنتے ہین۔ اکّے والے ہوت اکے والے ہوت کی صدا لگا رہے ہین۔ جواب کون وے مینہ کے دہاڑم دھاڑ مین کان پڑی آواز تو آتی نہین۔ بڑی ہڑ ائی کسی دلگی باز نے ادہر اودہر کونے کھدرے سے آواز دی بھی تو کیا دوت دوت۔ یہان اوسی کے سہارے ڈوبکیان کہاتے ہوئے رینگ چلے۔ اب ہوا کے سناٹے دانت کھٹے کیے دیتے ہین یہان کچہری کا بہوت سوار ٹپکے سے زیادہ یہ خوف لگا ہوا کہین بگار ہو جائے نہین شستم نشستم گول دروازے تک پہونچ گئے۔ اب اکے تو جمعرات کی پہلی داہن بہت مگر خالی ٹٹو پوشش نچھونا ندارد۔ وہ بھی غنیمت ہست کہکے بے چکائے

سوار ہولئے اور کہا کہ بہائی اکے والے کہان ہو ہمین کچہری لے چلو کے والے
دوکان مین کہڑے سلفہ اوڑا رہے تھے بولے لیچلنے کو تو ہم نئی دنیا تک لیچلین
لیکن پہلے آپ آسمان پر جا کے پانی کا برسنا بند کرا دیجئے تو کام چلے سڑک تو
دکہائی نہین دیتی آئے وہان سے لیچلو گے ایسے ہم بیدھے ہین کہ بن ناحق
اپنا ہاتہہ مُنہ توڑ واڈالین - بہائی جان ہمارا مقدمہ ہی ہمین دس بجے ضرور
وہان حاضر ہونا چاہے رات کے دس بجے تک پہر ٹیکار ہو لیکن حکم دس ہی
بجے کا لگا دیا ہی - پہر مقدمہ آپکا ہی ہمین کیا ہم تو بے پانی کہلے خدا ہی بُلائے
تو نہین جاتے اپنا کام کیجئے بڑی جلدی ہی تو اور دو قدم ناک کی سیدھ پر
چلے جائیے ہمین فرصت نہین - اونہہ جہان ستیاناس وہان ساڑھے
ستیاناس چلو گاڑی پر چلین - اری بہائی ایک گاڑی کچہری تک لے چلو -
بہت خوب آئیے یہان سائین نکل آئیے ابتو بنا کے بہیگ گئے صورت نہین
پہچانی پڑتی ہی لو ہمارے پُرانے وہ ہین گر سواریان ہونگی - ارمیان اب
تقریرین نہ کرو ہمین جلدی ہی بس ایک سواری اور گہنٹون کا حساب - کیا کہا
گہنٹون کا حساب - تو آپ ضرور کچہری پہونچے میان جی ابہی آغا میر کی ڈیوڑہی تک
کرایہ دو روپیہ کا پہیر دیا کہ بہیا کون اپنے ٹٹوون کی جان لے کہین کچہ اینڈے
بینڈے پانون پڑ گیا تو اپنا سو روپیہ کا نقصان ہو جایگا - لیکن آپکی خاطر ہی
خیر دو روپیہ دیجیے لے چلین گے پہر غصہ آگیا اور پیدل چل نکلے اونہہ کیا ہمارے
پانون نہین - اجی تو آئیے میان جی یہ لیجیے آپ تو خفا ہو چلے آخر کچہ دیجئے گا - کچہ نہین
کہتے ہوئے یہ جا وہ جا سڑک پر معہ مبالغہ پونی تین قد آدم پانی گنگا جمنا کا دہارا ہو رہی

چلی چین سے کڑی پیر لگاتی ملاحی کاٹتے ۔ ایک گاڑی ڈوبتی تیرتی پانی
مین خل خل کرتی نظر آئی دی جان مین جان پڑی جلدی سے کیون بھائی
لیچلو گے ۔ وہ تو جان جو کھون بھولی بیوپاری کا مال لٹا دیا بھیک کے شوربہ
ہو ہی چکی تھی بڑی ڈپٹ سی بوسے آئیے اور ایک رپاٹا لگائین نگہ چہرہ دار
لگے گا ۔ اجی اور سوا چٹا گلے گلے پانی گھٹنون گھٹنون دلدل منظور اور منظور
چلیئے جھٹ پٹ داخل گاڑی مبارک ہوئی اور جلدی لیچلو کی تاکید شروع
ہوئی قصائی کے پل تک تو ٹٹو ی ہزار خرابی اس ترکیب سے گھسیٹ لیگئی کہ بادشاہی
زمانے کے سزا ہر ہر قدم پہ پانچ پانچ کوڑے پڑتے تھے اسمین رجعت قہقری کا
وقت آیا کہ بالشت بھر بڑھے تو دو قدم پیچھے کو ہٹے یون بھی جون تون لے
دے کر ریل کا پل نانگھے ابتوسہ نہ ہلد نہ جنبد نہ کھسکت زجا
کا زمانہ آگیا بایان ٹٹو اللہ کرکے زین دوز ہوا ۔ کوچمین صاحب نے لاکھہ کوشش
ہزار سر مغزن کی ۔ ہیچ نمی شود جنبش چہ معنی دارد لاجنب ولاتجنب جناب
ذرا باہر آکے پہیئے مین ہاتھہ لگا دیجئے ۔ بجا ارشاد ہوا پہیئے مین زور لگانے سے
کیا ہوگا آپ ٹٹو کے پہیئے لگائیے تو کچھہ کام چلے ۔ پھر صاحب مینہ بوندی مین
آدمی تو گرہی پڑتا ہی جانور کی کون کہے ۔ ہٹ تیری کچہری کی دم مین تہ توڑ
کنوئین کا نل کیا تھا کس عذاب مین جان پڑی ہزارون باتین سناتی ہوئے
بگھی سے اوترے پیدل چلنے کا قصد کیا اسمین کوچبان صاحب نے کمر مین ہاتھ
ڈالا کہ ہمارا ہرجہ معہ کرایہ بائین ہاتھہ سے دہر دیجئے ابتو ٹٹو بچتا نظر نہین آتا
سو پچاس روپیہ کا نقصان ہوا بہت خاصے مختنا نہ بھر دیکیے بھی جار

چھٹتے نظر نہین آتی - بہزار منت خوشامد تھکا فضیحتی آٹھہ آنے دیکے رضامند کیا
اور کچہری کا رستہ لیا - جلدی کا واسطہ گھبراہٹ کی چال ٹیڑہی کوٹھی والی
سڑک تک جاکے پاؤن جو پھسلا لنڈ ہکری کہائی راستہ صاف تھا اِدھر اودھر
دیکھہ کے اوٹھہ بیٹھے کپڑے لت پت کہنی لہولہان کھڑے قد سے گرنے کا دھچکا ابہی
سیدھے نہوئے تھے کہ دوسری قلابازی کھائی آپ ہی یا علی مدد کہکے پھر اُٹھے
اور اُتوکرتے پو قدمے کی چال چلتے ہوے کچہری پہونچے وہان کی کیفیت قابل دید
معہ مبالغہ کئی ہزار غرض مند اور وہی ذراسی جگہ بھلا گرمی مین تو ادہر اودہر پکریا
شہتوت کے تلے ٹکاؤ تو کیا نیچے ٹیک لیتے تھے ابتو بالکل جیسے بوراہا کتا جدہر جائیے
دودت دبک دیکھو پانی ٹپکتا ہے اے لو کاغذ بھیگ گیا - ہان ہان چھینٹین نہ اوڑانا
غرضکہ خدا کے سوا کہین ٹھکانا نہین - اسیطرح گھڑی دو گھڑی کا واسطہ ہو تو خیر
جھیل ہی ڈالا جائے - نئے نئے حاکم سویرے سے اجلاس پر آکے جوڈٹے تو سات بجے
کی خبر لی بس جی پک گیا اُسپر کبھی ایک مقدمہ پیش ہوا کبھی دو - شام کی بدتھی دستانِ
قسمت سے کہدیا - ڈال پیش دو چلدو اپنا سامنہ لیکے پلٹ آئے کہان گئے تھے
کہین نہین کیا کیا خاک دھول بکائن کے پھول کرنا کیسا لکھا پورا کرتے ہین جب
مقدمے والے سے پوچھیئے نت نئی آلہا گاتا ہے یہانتک کہ بعضے دو کھا چندہ کر کے
سرا بنوانے کی تجویز پیش کرتے ہین کہ بلاسے اتنی ہی راحت ہو جاے گھر سے
باتراب کر کے یہان آرہین گے کبھی نہ کبھی پیشی کی نوبت آہی جایگی - اور کچہ نہین
تو کھانے پینے سونے بیٹھنے کی تو تکلیف نہوگی چین سے بی بھٹیاری کے یہان ٹکے
رہے جب کبھی وقت بیوقت اندھیرے اوجالے پکار ہوئی جلدی سے حاضر کہکے

جا کھڑے ہوئے اتو بے موت مرے جاتے ہین خیر لعنت بکار شیطان جب ذرا پیٹ
مین سانس سمائی کپڑے پہر ہرے ہوے تو وکیل صاحب کی تلاش کو نکلی ایک آدھے
شناسا سے علیک سلیک کی وہان خبر سنی کہ آپ کی تو پکار ہوئی تھی اور بھی پیشاب
پانی ہوگیا اب چلے پانؤن کی سی بلی ادہر وکیل صاحب کو دیکھا اودہر تلاش کی
وہ سلامتی سے چھلاوا بڑی جستجو اور تگا پو سے بانسون مین کنوئین اور کنوون مین
بانس ڈال کے وکیل صاحب سے ملاقات نصیب ہوئی۔ غضب ہوگیا قہر ہوا
دیکھتے ہی ساون بہادون سے بڑھ کے برس پڑے۔ ایک گھڑکی بتائی کہ واہ وا
صاحب تم تو عدالت کو خالہ جی کا گھر سمجھے ہوئے ہو۔ نکلنے کا نام ہی نہین لیتے۔
وہ تو کہیے خدا ساز بات ہین اپنی چند مقدمات کا نقصان کرکے آج سویرے منہ اندہیرے
آیا حاکم ہاتہہ پر ہاتہہ رکھکے بیکار بیٹھے تھے کہ مین نے سلام کیا۔ تخلیہ تو تہا ہی پوچھا
کیون تمہارا آج کوئی مقدمہ ہے۔ بس مین لی اوڑا۔ چنان وچنین حضور خداوند غریب نے و
بات کو بڑہا وادیکے مطلب پر لایا کہ جی ہان ایک فلانا مقدمہ ہے وہ کم بخت بدنصیب
ناشدنی ابھی تک نہین حاضر ہوا۔ وکیل ہون لیکن ابھی تک سوا محنتانہ لینے کے
اور کچہ نہین سمجھا اور نہ آج تیار ہوکے آیا وہ ہوتا تو خیر کچہ کام چل ہی جاتا آپ
مہربانی سے اسکی تاریخ بڑھا دیجیے کیونکہ مدعی کا بھی کوئی وکیل حاضر نہین آیا
پہلے تو خاموش سکوت مین بیٹھے رہے پھر فرمایا کہ اچھا برخاست کے وقت دیکھا جایگا
پھر مین نے بہت منت سماجت کی ہاتہہ پانؤن باندھے مگر کچہہ جواب ندیا اچھا کہا
کیجیے۔ بس جناب اس حاضرباشی اور پیروی کا محنتانہ شکرانہ داخل کیجیے نہین آج ہی
سیدہی جہنم واصل تحت الثریٰ کے اندر چلے جاتے۔ بس مجھے کمشنری جانا ہے وہان سے

اور ایک جگہہ وہان سے اور کئی مقام پر تم تاریخ پیشی دریافت کرکی معہ رقم محنتانہ و شکرانہ مکانپر آنا لیجیے بندگی۔ چلیے وہ سبکدوش ہوئی یہانپر ہزار ہزار مرتبہ دروازیکی صدقی ہوتی پہرتے ہین خالی میدان نہ آج ہوتا ہی نہ کل۔ مگر ہان ایک بات ضروریات سی قابل گذارش ہی کہ پانی بوندی کی سیلن سی ذرا مقدمات کی گرما گرمی جو سرد پا گئی تہی تو جسے دیکہیے وہ بہوک پائی کبوتر کیطرح کندے تولی مستعد بیٹہا ہی جدہر سنیئے اللہ بہیج مولا بہیج کا وظیفہ جپا جاتا ہی جس سے دو چار ہوئی بڑی لمبی چوڑی مہربانی سی۔ اللہ کہان تہی آج کتنے دنونکے بعد دکہائی پڑی۔ تمہارے کاغذات تیار رکہی ہین۔ واہ صاحب سلام آپکی نقل کئی بار لکہی اور وہ ہو ڈالی۔ اجی حضرت آپکا ترجمہ رکہا ہی اسے تو لیے جائیے بہت خوب بہت اچہا بہت بہتر آپکی مہربانی نوازش بندہ پروری۔ مذکوری چپراسی آج کیا آپکی پیشی ہی۔ ہم تو بکر ید کو دن مکانپر جا کے گھوم آئے۔ خیر صاحب کہڑے کہڑی سر کا لہو پانوئین اوتر آیا خالی ایری پہیری پوچہا گچھی کتر بیونت جہیل جہال مین چار بجے پانچ بجے۔ انتو چہکے چہوٹ گئی۔ بھوک کا غلبہ جُدا۔ پاخانے پیشاب کی ضبط کرنیسے جی بولایا ہوا۔ بواسیر کا مرض ہوا کہڑے کہڑی شدت سی درد ہونی لگا بہیگنے کی زحمت نی حرارت کی سی کیفیت پیدا کی۔ ادہر تو برسات کی فصل ادہر رات ہو چلی ہوا کی خنکی اور بھی ناگوار ہونی لگی بالکل شام کی قریب اتنا حکم ہوا کہ اس مقدمی کی تاریخ دس مہینی کم سال بہر کو بڑہا دیگئی۔ سائل فریق ثانی کی اطلاع دہی کا خرچہ داخل کری ثبوت کے کاغذات ملاحظہ کرنیکو تاریخ اور مقرر ہوگی۔ بالفعل متفرقات کی پیشی مین نواب خان بہادر کی پوشش ضروری کی واگذاری کی گئی فقط سب سے بڑہکر پوشش کی لفظ سمجہہ مین نہین آتی آج تک بہی گاڑی سیز کرسی کی پوشش سنی تہی نواب صاحب بہادر پر کونسی پوشش پڑتی ہی تو بعد دریافت حال بسیار اسکی اصلیت ثابت ہوئی کہ پوشش سے مراد (پوشاک ضروری) باقی پہر انشاء اللہ بعد پیشی دیپیشی

ہوگیا زندگی سے جی بیزار
وقنار بنا عذاب النار

توبہ سو بہ تلّاَ پلّاد وہائی تہائی چوتھائی۔ دادبیدادفریادالغیاث وغیرہ وغیرہ۔ باایںہمہ کان پکڑکے اوٹھابیٹھی بعدملاحظہ نظرثانی پھرتوبہ کربندے اس گندے روزگارسے۔کیاکیے اورکیانہ کیئے۔ آجتک معہ مبالغہ پونے پانچ کروربرس ہوئے کہ اس عذاب النّارکامطلب سمجھ کے بیچاپیچ مین نہین آتا۔ بعضے عذاب لنارکے یہی معنے بھاڑچولھے کی آگ کہتے ہین۔ بہتیرے مُلّاقل اعوذیئے نار دوزخ جو ہمارے معزز مولانا سے عربی کے بقول یونہین ساایک دوہڑ ہڑکاڈراوے دہمکاویکا آلہ ہے۔ مان بیٹی ہین۔ اکثرسٹومرہکلے پیٹ کی آگ یعنے بھوک پیاس کاعذاب سمجھے ہوئے ہین۔ بعضے سپاہی پیشہ لڑنے مرنے مورچہ میدان داری کے آدمی بندوق کی نلی سے تعبیرکرتے ہین۔ غرضکہ اپنے اپنے خیالی پلاؤ کون ایساہی کہ نہین پکاتا خاص مطلب سچی بات وہی ہی جوایک برگزیدہ سن رسیدہ گرم وسرد چشیدہ پہونچے ہوئے اللہ والے بزرگ نے مرتے وقت چُپکے سے کہی تہی کہ بہیانارسی مراد عورت یہی عذاب وہ ہی کہ جس سے پناہ مانگنی چاہیے بلکہ پناہ بہی مانگے نہین ملتی۔ غرض یہ کہ چھٹکاراہی نہین۔ بھاگے سے بھی جان نہین بچ سکتی اب ضرور ہوا کہ مین تھوڑاتھوڑاساذکربھی کردون پورامرقع اوتارنے مین توشایدکم سے کم کوئی سوالاکھ جزوکی کتاب ہوہان دوایک جملے پتے نشان کے طورپروہ بھی لب لباب کہدونگا۔ ہان لے اب پڑھیے۔ کیا (وقنار بنا عذاب النار) ای حضرت پہلی قسم

بڑھیا معاملہ چندہ جورو عاشقی معشوقی کا درجہ۔ بیوی شمع پر جیسے پروانہ۔
میاں جیسے چاند کے گرد چکورانتہا کے پینگ بڑے ہوئے اخلاص میل جول
ساری دنیا داری کی باتین ات گت ساتھ دنیاوی سب کام بندمیاں بی مصرف
محض۔ گھر مین حوالات کا مزا مجال کیا دالان کے باہر قدم نکالین۔ دوست
آشنا حق ملاقاتی سب کو استعفا۔ نوکری چاکری کا تو ذکر ہی کیا بلا تشبیہ کفر کے
کلمے سے بھی زیادہ بیوپار تجارت گھر کی چار دیواری مین تو ممکن نہین دست غیب
یا کیمیا بنانے کے کام کیونکر چلے کھائین کسکے گھر سے اوقات بسری کیونکر ہو لاکھ امیر
سہی بیٹھے بیٹھے تو کنوئین خالی ہو جاتے ہین۔ خرچ ون بر جون کو آئی تو کہان سے
آئے۔ گھر سے باہر جانا۔ سفر کرنا بغیر سارا ٹبر لادے کل اثاثہ ساتھ لیے ممکن نہین
پھر کچے بچے جینگا پوٹی ماما اصیل دائی کھلائی آئے گئے ملا کے تین چار کوڑی
آدمی اور ایک دوسرے سے ایسا متعلق جیسے چہرے سے ناک مصارف دن دونی
رات چوگنی ماشاء اللہ ہو سننے والے کی آنکھون مین خاک روز بروز ترقی پر۔
روزمرہ مین بہار کی کیفیت جو پایا جہان سے جو کچھ ملا جھونک دیا آخر تا بکجا۔
مجبوری کو ہاتھ پاؤن ہلانا چاہا۔ گھر سے باہر قدم نکالنا تھا کہ آفت آگئی۔
بس ہو چکا خوب دیکھا اب وہ ہماری بات کہان صورت سے نفرت ہے۔
رسیان توڑاتے ہین۔ ای صاحب وہ نہین کہتے کہ چار دن کی چاندنی پھر اندھیرا
پاکھ۔ کون کسکا ہوا ہی ایک سی بات ذرا مشکل ہی۔ ابکی بھی کیفیت یہی نگاہ تھی۔
اے مشکلکشا کی قسم وہ آنکھ ہی نہین۔ گھڑی بھر کو گھر مین آتے ہین تو رسیان
توڑاتے ہین کندے تولا کرتے ہین۔ یہی معلوم ہوتا ہی کہ کیونکہ باہر اڈھ جاؤن

کب نظر بچے کہ ہوا ہون توبہ ہے ہمسے تو نگوڑی کبوتری اچھی۔ جب دیکھو کبوتر اوسکے گرد پھرتا ہی چونچ سے کھینچے جاتا ہی جوبن دیکھتا ہی۔ اور تو اور اپنے پیٹ کا دانا اوسکے منہ مین اوگل آپ بیچارہ بھوکا رہتا ہی پھر یہ ایک پیار اخلاص ہی نہین۔ بچے پالے۔ تنکے چونچ مین اوٹھا لا کے دربے مین گھر بنائے انڈے سیّا کرے بچون کو پھرائے کبوتری ذرا باہر نکلی اور غون غون۔ یہ اپنی زبان مین بلاتا ہی۔ زبان تو ہی نہین کہ کہے مطلب یہ کہ تو کیون تکلیف کرتی ہے یہین چین سے بیٹھی رہو۔ اور مزا یہ کہ وہ قطامہ اودھر رخ نہین کرتی بہا گتی ہی دس دفعہ کی خوشامد درآمد مین ایک دفعہ شاید یہ بھی چونچ سی چونچ ملا دیتی ہوگی اور بڑی بڑائی ادھر کی اودھر اترائی اترائی دم لٹکائے پھرتی پھرتی ہین۔ ابھی کل کی بات ہی۔ کتنا مرتبہ مین نے خود کہا کہ کیون صاحب تمنے تو اب سب کہین کا آنا جانا اوٹھنا بیٹھنا چھوڑ ہی دیا۔ دن رات گھر مین کھونٹے سے لگے بیٹھے رہتے ہو۔ گھڑی بھر کو ٹانگین سیدھی کر لیا کرو۔ اسیوجہ سے کھانا ہضم نہین ہوتا۔ ٹل ٹلی چلا کرتی ہی۔ تو حضور فرماتے تھے کہ صاحب سنو باہر تم جا نہین سکتین اب تمہارے دیکھے بغیر چین کیونکر آئے مین کہتا ہون گھڑی بھر مین تو میرا دل اولٹ جائے نہین معلوم کیا سے کیا ہوجاے کچھ بن پڑتا ہے۔ چلیے صاحب وہی ہم ہین کہ پڑے مکّھیان مار رہے ہین پورے نو بجے میان سیدھارے تھے یقین ہی بارہ بجنے کو آئے ہونگے۔ اوس بندۂ خدا نے پھر کے کروٹ ہی نہین لی یہ بھی نہین معلوم کہ مرتی ہی یا جیتی ہی اسپر کیا بنی اسنے کچھ کھایا پیا یا ہمارے انتظار مین یون ہی بھوکی پیاسی کنڈا ہوتی ہی لگے آگ

سچ کہتے ہین مردوے اور طوطے کی ایک ذات ہی۔ بیوی بے دید بے مروت
آج کے سوا لعنت اللہ ہی جو انکا رستہ دیکھے اور بھوکون مرے۔ مین تو اپنے پیارے
دیدون کی قسم کل سے تو بجتے بجتے سویرے سے کہا پی مگن ہو کے بیٹھونگی۔ پھر یہ بھی
میری ناحق کی بات ہی مان نہ مان مین تیرا مہمان اونہین اسکی پروا ہی کیا ہے
وہ نہین معلوم کہان کہان کون کون سی نعمتین کہا کے مونچھون پر تاؤ دیتے ہونگے۔
مگر آج نہو ذوق ہی ایسی باتون پر یہ جبھی تک ہی کہ دوسرا خیال نہ کرے جان کے
انجان بنا رہے سمجھے کیا آنکھون سے دیکھے اور ٹالا رے نہین تو ذرا سے مین آدمی کو
آٹے دال کا بھاؤ معلوم ہو جاتا ہی۔ دنکو تارے نظر آتے ہین۔

عورت اگر بر ضدی پر آئے تو مردوے کو ناک چنے چبوا دے اور میری ہاتھ
مین وہ چٹیا دبی ہی کہ ابھی کہو تو کل ہی سے تگنی کا ناچ نچوا دون کچھ بنائے
نہ بنے۔ آنکھون سے دیکھین اور کرم کرم جلا کرین۔ ایک ادنی سی بات کل سوار
ہو کے باجی امان کے بہانے سے چھوٹی پھوپھی کے یہان جاؤن اور پندرہ
دن کا غوطہ مارون سواری پر سواری جائے اور خالی پھر آئے۔ یونہین اکیلے
پڑے مکھیان مارا کرین۔ پھر آپ سے آپ دوڑی توبہ پھٹکار ہی میری باتون پر
لے لو وہی سیدھی سمجھ کے ننھی بھولی باتین کرنے لگی یہ نہین جانتی کہ گھر والے کا
ایک گھر نگھرے کے سو گھر۔ وہ تو خود اللہ پیر مناتے ہونگے کہ کہین یہ دفع دفعان ہو
تو کھل کھیلون رات رات بھر غائب رہون۔ لیج آگ لگے ایسے خاوند جورو کو
کلیجے مین ہیپ پڑ گئی آئے دن کی موئی سوختی۔ اس گھرداری کو لوکا۔ سات
جھیرون کا پھونس نگوڑی جان جلنے ہی کی ہو گئی۔ سب سے بڑی مصیبت

جھوٹ ہو یا سچ اُلفت محبت کا نام ہی سہی اب بدگمانی ہی لازم و ملزوم بلکہ ضروریات شعر مین سے کہنا چاہیے۔ لیکن نہ اتنی بے تکی نفرت خیز کہ جس سے جی متلائے دل بُرا ہوتے آنے لگے۔ یہان سیکھا سیکھ پڑوسن کی کہین کسی دوست آشنا کے یہان گئے لڑائی کا سرا نکلا۔ حق ناحق کی تن بہن قسما قسمی ہو رہی ہے قرآن کتاب تسبیح کنٹھا ایک ہے۔ شامت کی مار کسی دوست نے بلوایا یا کہین سے کوئی ملازم خدمتگار رقعہ لیکے آیا۔ چلیے غضب ہوا تیوریان بدل گئین باچھین پھرکنے لگین اٰلٰہی شکر اٰلٰہی شکر چلو اچھا ہوا۔ یہ کوئی نئی ملاقاتی بڑے گھر سے دوست پیدا ہوئے۔ اِنکا حکم اِتنی دیر ہی گھر واہے مین بیٹھنے کا نہین۔ پھر تازی تازی دوستی ہر نا ملاقات کے معنی ہی یہی ہین جب تک ملاقاتی دوسری کی ٹانگون مین ٹانگین ڈالے ایک جگہ نہ بیٹھا رہے وہ ملاقات ہی کیا۔ ہمنے تو یہی دیکھا سنا کہ جہان کسی سے رسم و راہ دوستی آشنائی ہوئی وہان فوراً گھر بار تج دیا۔ جورو بچون کو استعفا دے اونہین کے دروازے پر دھونی رما نے بیٹھے لیکر کے فقیر ہو گئے۔ گلے وقت کی وہ مثل سُنی تھی کہ شادی مبارک نوکری ندارد یہان اولٹی گنگا بہی ہے۔ دوستی مبارک گھر داری ندارد۔ بلکہ جورو جاتا بال بچے سب برخاست۔ ماما او چھوٹی اتا ذرا جاکے ان آدمی صاحب سے اتنا پوچھ آ کہ بھائی کہان بلایا ہے کیا کام ہے کچھ خیریت تو ہے۔ بھلا اگر تھوڑی سی دیر ہو جائے تو کچھ قباحت تو نہین۔ خط چاہے کیسا ہی ضروری بلکہ دوسرے کسی شخص کا نقط یہان کے پتے سے آیا ہے پھر کچھ ہی کیون نہو بغیر کھولے اور پڑھ لیے چین کہان سب سے بڑھ کے شامت کی مار اگر کہین تیری پیاری دوست (تہذیب چال کا فقرہ)

یا جانمن فدایت بادکسی بے اٹکل خانمان خراب نے لکھدیا اور بملاحظۂ اقدس بیوی صاحبہ معصر آیا تو زمین آسمان کے قُلابے ملگئے۔ بہت بڑی بڑی موٹی جلدون کے قرآن سات سات تلے اوپر رکھکے اوٹھتی ہین کہ یہ خط کسی عورت کا ہی۔ ہائین نام تو دیکھو نام کو کیا دیکھین اول تو بنا کے احمد محمود لکھدیا دوسرے کیا مردانے نام رنڈیون کے نہین ہوتی ہین صاحب علیجان امیر صاحب وزیر صاحب پیارے صاحب حیدر صاحب ایک ہو تو کہا جاے۔ باقی جب قلم ہاتھ مین ہی تو گوہر خان یا خورشید کا خورشید حسن نہین ہوتا بلکہ اس قوم کے توبہی پیارے پیارے ننھے مُنّے نام ہوتے ہین۔ اب لڑائی کیا لینے جانا ہی آٹھ آٹھ دن تک ہنڈیا چولھا اوندھا پڑا ہی۔ بہزار دقت بڑی منت خوشامد سے جب سعی سفارش ہوئی تو اِس خانہ جنگی سے نجات ملی غرض کہ آئی دن کی تو تو مین مین۔ پھر ہانڈی کا سا اوبال ایک مورچہ ہوچکا تہا کہ دوسرا قلعہ دغنے لگا آج کیا ہی دامن مین پیک کا دہبا کیون لگا ہی۔ کل یہ گلوریان کہان چبائی گئین کہ ہونٹھون پر لکھوٹا جم گیا۔ جیتی جان عطر کیونکر نہ لگائے ہون ابتو گلاب کیوڑے کے حوض مین غوطے لگتے ہین۔ بالون مین کنگھی نہ کرے اور نہائے نہین تو جوئین بہنے لگین۔ کپڑے گرمی مین دوسرے دن نہ اوتارو تو پسینے کی بو سے ناک نہ رہجائے۔ پناہ بذات خدا اب سنئیے خدا راس لائے۔ یہ نکھار یہ چکن پٹ بغیر کہین لگن لگے تو ہوتی نہین۔

ماشاء اللہ جب دیکھو جیسے چوتھی چالے کی دوطھن پٹیان بنتی ہین گلوری سے مُنہ کبھی خالی نہین آئینہ تو سامنے سے سرکتا ہی نہین بغلین سونگھ کے

تازے پھولون کی خوشبو آتی ہی اور اوڑھنا کہان ملا گیا مائیون ہی بیٹھے تھے
یہ تو اب جوہر کھلتے جاتے ہین جناب امیر کی قسم ہین تو اگر قرآن کا جامہ پہنکے آئے
تو نہ مانون کچھ نہ کچھ دال ہین کالا ضرور ہی - نیند کسی دن شام سے آتی تھی
کبھی دو دو بجے تک آنکھ نہین لگتی - ٹھنڈی سانس اکثر اوقات بلا ضرورت
بھی نکل جاتی ہی - شعر کا پڑھنا اور اوسکے مضامین کا مختلف ہونا کچھ اختیاری
بات نہین اور نہ کچھ ایسی قباحت ہی بھوک یہ کچھ ضرور نہین کہ ایک سی رہی
اور ایک ہی وقت اشتہا ہوا کرے سوتے ہین آدمی بدخواب بھی ہوتا ہے
برّاتا بھی ہی - مشکوک مزاج کو اکثر دھری پرنالی کی چھینٹ سے بھی بغیر نہائے
چارہ نہین - نماز بڑے بڑے نمازیون کی ایک کیا دو دو چار چار وقت کی
قضا ہو جاتی ہی - آنکھین محرور مزاجون کی تو ہمیشہ اور یون عموماً گرمیون
کی فصل مین یا کسی گرم غذا کے کھانے سے سُرخ بھی ہو جاتی ہین رنج
ملال انسان کو ہوا ہی کرتا ہی ایک سی طبیعت ہمیشہ رہتی نہین کبھی گدگدی
مین آدمی رو دیتا ہی کبھی جُھریان کھاتا ہی اور ٹھٹھے لگاتا ہی سوتے مین
کروٹ کا اِدہر سے اُدہر ہو جانا کوئی ایسے گناہ کی بات نہین پھر سوا موا
برابر مثل مشہور ہی - لیکن توبہ توبہ العظمت للہ جتنے سامان عرض کئے گئے
یہ جملہ دفعات مندرجۂ بالا ایک ایک کو تخم فساد کہنا چاہیے اسمین سے جو ہنسی ہے
وہ ایسا دل باندھتی ہی جسکی حد نہین - وہ اولجھنین ہوتی ہین کہ مہینون کلیجے پر
نشتر پڑا کرتے ہین محرم کی مجلسین بلا قید کل فرقے سب تو مومنین ہوا چاہین
پھر ایک شہر کی سکونت اور کچھ نہ سہی تو خالی علیک سلیک صاحب سلامت ہی ہی

بغیر شریک ہوئے بنتی نہین۔ طوائفون پر سب سے زیادہ محبت کا اطلاق رقعہ حصہ کیونکر نہ آئے۔ اب ادہر آدمی نے پکارا کہ ماماجی حصہ لیجاؤ۔ یہ بی آبادی کے یہان کی حاضری یا بی مشتری کے گھر کی قفلی ہے اور قیامت قائم ہوئی سچ مچ ٹیڑہی کھیر ہوگئی مجال کیا ٹاٹ کا پردہ نا نگنے پاے مزدوری دستوری چہ معنی دار دبلا تشبیہ تبرک کی ذرو شا ہونے لگی۔ سب سے بڑی اہم لڑائی پوری قلعہ بندی کوئی لونڈی باندی ماما اصیل پیش خدمت مغلانی اہاری کہاری ایک آدہے کنبے سے درست سنون سے اتری ہوئی نہوئی اور گھر کا مالک سمجھکے کام کاج بہی ہبک دبک کے کیا پہر کیا پوچھنا لے میرے بہائی کھڑی کھرے شہر بدر تو نہین گھر بدر کردی گئی اب کام کی تکلیف ہے تو بیزار کی نوک سے۔ ہزارون لاکھون قسمون پر تسکین نہین۔ دشمنی روز بروز بڑہتی ہی جاتی ہے۔ غصہ مین اگر کبہی کوئی امر خلاف مزاج زبان پر آگیا تو نوبت سے پانی بلند پہانسی دلوا دینا اور قتل کرا دینا باقی رہجاتا ہے۔ غرضکہ زندگی تلخ۔ یہ پہلا وزن نہایت چاہ پیار الفت محبت والا تہا اب اختلاف مزاج کا ذکر ہی کیا بقول شخصے ؎

تم تو بیٹھے ہوئے پہ آفت ہو　　　　او ٹھکھڑے ہو تو کیا قیامت ہو

دوسری قسم۔ بانٹ کی اینٹ چوراہے کا روڑا۔ بہانمتی نے کنبہ جوڑا۔ زبردستی پکڑ دہکڑ کے ماباپ کے حکم بموجب شادی ہوئی اوسپر بیوی جی بیوقوف و بدمزاج۔ اپنے گھر کے لاڈون کی پلی ہوئی۔ پہلی بسم اللہ ہی کے

پہلی نہین پھوڑتین ۔ لڑاکا اس غضب کی کہ جسکی انتہا نہین ذرا ہونٹ
ہلائے اور بگڑ ہو گئی ۔ کھانا چاہے کیسا ہی خوش ذائقہ ہو بغیر کسی عیب نکالی
کیا ممکن کہ نوالہ اوٹھائین ۔ چوٹھے مین جائے ایسا پتلا شوروا ۔ بو ہائی بے مرچ
کی ہانڈی نگوڑی سیٹھی پھیکی نہ جسکا آب و نمک درست نہ مسالہ ٹھیک ہلدی
کی کچا ہند چلی آتی ہے چپاتیان ہین کہ گاؤزبانین لنبی تانت سی چلی جاتی ہین
او سپر چھد ہائی دہوئین کی بو آٹا بطخون کے کھلانے کا یا موا گھوڑے کا ارداوا
ایک گیہون کے چار چار ٹکڑے ۔ کپڑا نہ کبھی پسند آیا ہی نہ آئیگا ۔ گلبدن ۔ شروع
کہا دے ہی بد تر ٹانکین چلی جاتی ہین پھپھولے پڑ گئے ۔ ململ ۔ تنزیب جھونا
لگتے کا کفن سوت کی تار برابر ملتے ہی نہین ۔ اطلس گرنٹ اب نہین معلوم کیسی
جھرجھری پتلی بنی جانے لگی ۔ جسمین روئین تک دکھائی دیتے ہین ۔ میان کی
عزت کا پوچھنا ہی کیا موا مونڈی کاٹا جوانا مرگ کا خطاب ۔ ذرا بات کی اور
کاٹ کھایا ۔ مار پیٹ شرفا کا شیوا نہین ۔ چشم نمائی خاطر مین کون لاتا ہی بلکہ
بے مارے توبہ یو نہین کوسم کاٹا بھتان لگائے جاتے ہین ۔ مثلاً چلے بہنے کسی وجہ سے
گھر مین آئے ۔ پکانے والی ہمیشہ کی پچپانی اوسپر بیگم صاحبہ کی منہ لگی ہوئی ۔ ہر بات
مین پٹاخ پٹاخ بولے چلی جاتی ہی بندہ بشر ہی منہ سے نکل گیا کہ خبردار منہ سے
چڑھ پڑ نکیا کر جھاڑ کا کانٹا ہو جاتی ہی زبان رکتی ہی نہین منہ مین بواسیر ہو گئی
ہی وقت دیکھتی ہی نہ بیوقت جب دیکھو حق ناحق کی ٹائین ٹائین آدمی کو مزاج
دیکھنا چاہیے اب وہ برابر سوال و جواب بلکہ تھوڑا بہت مزاج کو چراغ پائون
کرتی جاتی ہی چپ ہی نہین ہوتی مجبوری درجے کو ۔ چل چپ رہو ۔ زیادہ

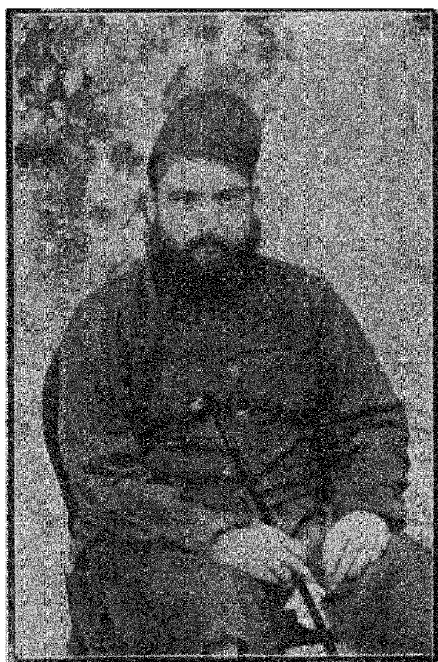
بک بک نہ لگا عورت سمجھہ کے بن کچھہ نہین کہتا نہین تو ایسا ٹھیک بنا تا کہ یاد کرتی
چل میرے بہیّا اب آؤ تو جاؤ کہان بیوی صاحب تو کڑک بجلی کی طرح گرج
کے برس ہی پڑین۔ رونا درکنار کہڑی اور بیٹھی پیٹ رہی ہون ہی ہی میرے
آدمی پہ رکھکے مجھے ذلیل کیا بُرا بھلا کہا۔ اپنی مان کی ہڈیان چباؤن جو آج
اس گہرمین کہڑے پانی پیون۔ میانہ نکلواؤ کہارون کو بلواؤ کیا مجھی کوئی یسی
ویسی بیوارثی مقرر کیا۔ ای توبہ مین اون مین نہین ہون او بدمہری کی بچّی
مالزادی بیسوا اشتاّ کھڑی ہوئی دیگڑے کا مُنہ تکتی ہی ابتک کہار نہین بُلائے
جا جلدی سواری لگوا۔ مین تخت سلطنت ہو تو یون خاک مین ملادون۔
گھر بار یون ملیامیٹ کردون۔ لو صاحب خدا کی شان خدا کی قدرت مجُھسے
یہ بدزبانیان یہ ذلتین کاہے کو اوٹھین گی۔ چہ خوش چوری اور سینہ زوری
ایک تو ہم آپ کے نیک وبد سے خبر نہین دن دن بھر جہان چاہین یہ ہنڈلتے
پھرین ہم ہین اور گھر کی چار دیواری سارا دن کوئی ٹھکانا دالان کی دہنیان
پڑے گنا کرتے ہین نہ اچھے کے نہ بُرے کے چُپ چاپ دَم سادھے بُرے کے
جند ڑے کو روتے ہین اُسپر یہ غرّے ڈبّے گھرمین کیا قدم رکھا کہ مُوا اَہلا کو گھسا
کسی نے بات کی اور گلا دبانے کو موجود۔ کیونکر مُنہ مین چھوپا لگائے ہون سے
تو ان نہ کرے آج کو میری پکانے والی کی دہجیان اوڑائین ایک من کے بھتر
تن کیے۔ کل کو مجھے جوتیان لگائینگے اِس سے پیچ پی ہزار نعمت کہائی بس
ہو چکا چھوڑ دبی بلی مرغا لنڈورا ہو کے جیے گا ایسے خصم کو جھلسا مجھ مین اب
کوفت کہانے کی طاقت نہین رہی بس بہت برداشت کر چکی۔ آج ہی تک کا

ساتھ تہا۔ چلو چھٹکارا ہوا خانہ آباد دولت ایزاد۔ تمہاری یہ راہ تو ہماری وہ راہ۔
ہین کہتی ہون یہ اپنے دل ہین سمجھے کیا ہین۔ روٹی رزاق کے ہاتھ ہے۔
جہان بیٹھ جائین اور چار کو دیکے کھائین ایسے کچھ ناخون نہین گرگئے۔ لو صاحب
جب تک ہین کچھ خیال نہین کرتی اور سچ تو یہ ہی کہ خیلا پنے سے اپنے خراب ہون
بہزار خرابی تیرے میرے کہنے سے تہوڑی بہت تشو تمبو ہوئی نہین تو چراغ پائون
ہوکے ہتھے پرسے اوکہڑی جاتی تہین غرضکہ میان کہین دن تو بیوی کہین
رات ذراسی بات مین شکائتین ہین کہ بڑی بازارون مین کودتی پہرتی ہین
محلّے کی کوئی بچپانی آئی اور خلاملا کرکے سر پر اٹہالیا۔ اور شکایتون کے
طومار کا دفتر کھلا۔ بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ ای بیوی خدا اس زندگی سے
موت دے مجھے اپنے پیارے دیدون کی قسم جان تک دو بھر ہی کیا کرون کیا
نہ کرون کدہر سر پیٹ کے نکل جاؤن دل چاہتا ہی کہ گریبان چیرون اور
سر بکھرا نکل کھڑی ہون خصم ہی کہ نگوڑا دل کا زخم۔ مردوا گھر مین کیا آیا کہ
زمین آسمان سر پر اوٹہا لیا کبھی سیدھی طرح بات نہین نصیب ہوتی ہم نہین
جانتے کہ دو گھڑی بیٹھ کے پیار اخلاص سے بات چیت کرنا کس چڑیا کا نام ہی
برسون ساتھ کو گذر گئے آنکھین پھوٹین جو دیکھا ہو کہ میان دھیلے کی مسّی لائے
ہون سرمہ خریدا ہو۔ ارے توبہ مردوے ٹوکرون بھر بھر کے مٹھائی پھولون کا
گہنا خوشی خوشی گھر مین لاتے ہین یہان اسکا ذکر ہی کیا کبھی خواب مین بھی
نہین دیکھا۔ پھر مجال نہین کہ منہ سے آدھی بات تو نکالو۔ ذرا ہون سے
تون کی اور عزرائیل گلا دبانے کو موجود ہی دنیا جانتی ہی کہ میکے کا رستہ

کسی نے نہین بند کیا یہان جمّا جمّا (جمعہ جمعہ) آٹھ ہفتہ نو اتوار دسن پیر گیارہ منگل بارہ بُدھ تیرا جمعرات چودہ دن ہوئے کہ بھابی امّان کی کچھ خیر خبر تک نہین معلوم کل کہین مجھ بختی کے مُنہ سے نکل گیا کہ میرا دل بہت گھبراتا ہی جی چاہتا ہی دو چار دن کو ذرا اکھڑے ترٹے ہو آؤن پھر چیگوئیان تھین کہ اللہ دے اور بندہ لے وہ وہ کللّح کی باتین کہ سبحان اللہ ہان ہان کیون نہین بیشک ٹھیک بہت دن گذر گئے۔ اُخوہ پھر تمہارے گھر والے کہ ہمیشہ کو عاشق زار جب دیکھیے دن مین بارہ بارہ آدمی خبر اتر کو چلے آتے ہین تل پہونتی خیر صلاح منگائی جاتی ہی۔ لاحول ولا قوۃ توبہ کرکے کہتا ہون مین تو کبھی ایسون کے نام پر جوتی بھی نہ مارون میرے باپ پیسے ہوتے تو اتہا (یحییٰ) گنج مین بدلوا ڈالتا یا نخاس مین ٹکے پنسیری کھڑا کرکے بیچتا۔

پھر بہن بولو مجھے بُرا لگے کہ نہ لگے مین ساری پیری بن آگ جلون کہ نہ جلون لے اب فرمائیے کہ بیوی صاحب کیا ایک قہر خدا ہی۔





پنڈت تربھون ناتھ ہجر مرحوم

پنڈت تربہون ناتہہ صاحب سپرو متخلص بہ ہجر

حضرت ہجر کے والد ماجد کا نام پنڈت اشمبہر ناتہہ صاحب سپرو متخلص بہ صابر تھا حضرت ہجر ۱۸۵۳ء میں تحصیل خیا میں پیدا ہوئے تھے۔ مگر زیادہ تر سکونت سے فیض آباد فیضیاب رہا علوم مشرقی کی تعلیم زمانہ کے دستور کے مطابق مکتب میں حاصل کی انگریزی میں کیننگ کالج لکھنؤ میں ایف۔ اے تک سلسلۂ تعلیم جاری رہا لیکن امتحان کی ناکامیابی نے دل توڑ دیا۔ اس سلسلہ کو ترک کرنا مناسب سمجھا۔ بعد ازان فکر معاش میں اودہ کے مختلف ضلعون میں گھومتے رہے۔ آخر کار گونڈہ میں مستقل سکونت اختیار کرنیکا ارادہ کیا تہا۔ مگر گردش تقدیر نے نہین ٹہرنے دیا۔ دو سال گذرے تھے کہ درد زانون کی شکایت پیدا ہوئی مرض نے نہایت طول کھینچا مجبور ہوکر فیض آباد علاج کے لیے واپس آنا پڑا۔ یہان چہ مہینہ بیمار رہکر مطابق ماہ مارچ سنہ ۱۹۱۲ء حضرت ہجر نے احباب کو داغ مفارقت دیا۔ تخمیناً ۵۹ سال کی عمر پائی۔

حضرت ہجر ان چند حضرات میں ہیں جنکی شہرت کا آفتاب اودہ پنچ کے مطلع سے چمکا تھا منشی محمد سجاد حسین صاحب فرماتے تھے کہ اودہ پنچ کے پہلے خریدار حضرت ہجر تھے اور سال بہر تک قریب قریب ہر پرچہ میں آپکے ایک دو مضامین شائع ہوا کئے۔

اودہ پنچ کے علاوہ آپ سنجیدہ مضامین مختلف رسالون اور اخبارون میں لکھا کرتے تھے یہ امتیاز زیادہ تر رسالہ کشمیر مرآۃ الہند۔ وکیل ہند وغیرہ کو حاصل ہوتا تہا۔ ماہیت خواب دو نقش مارد "مشرقی تہذیب" "مسلم و ہدایت" وغیرہ پر اکثر ہجر کے مضامین لکھے جنکو زبان کی سلاست و پاکیزگی اور خیالات کی بلندی کیوجہ سے پسند عام اور قبول خاص کا شرف نصیب ہوا۔

حضرت ہجر کو شاعری کا بھی مذاق تہا۔ قدر بلگرامی (نور اللہ مرقدہ) کے شاگرد تھے اردو سے توانکو خاص انس تہا اسکے علاوہ منشی محمد سجاد حسین صاحب فرماتے تھے کہ فارسی کا کلام انکا خوب ہوتا تہا۔ اکثر احباب کے جمگھٹ میں دریا کنارے بیٹھے تھے وہان حضرت ہجر برجستہ اشعار تصنیف کیا کرتے تھے۔ غزل کم کہتے تھے مسدس کا رنگ زیادہ پسند خاطر تہا۔ اس قسم کی نظمون میں لسان الغیب کشمیر۔ کچا چٹھا۔ نوحۂ کشمیر و فغان کشمیر نے زیادہ شہرت پائی مگر افسوس ہے کہ انہون نے اپنے کلام کی قدر نہ کی خدا جانے یہ کیا قدرت کا راز ہے کہ اکثر صاحب اپنے جوہر کی قدر نہین کرتے۔ انیس مرحوم نے کیا خوب کہا ہے ؎

کس طرح قدر تجھے اپنی سخن کی ہو نہیں　　مرتبہ مشک کا آہوئے ختن کیا جانے

چنانچہ حضرت ہجر نے کبھی کسی مضمون یا نظم کا مسودہ اپنے پاس نہین رکھا حافظہ خوب تھا نظم کا کلام از بر رہتا تھا۔ شاید یہی وجہ اس بے توجہی کی ہو۔ لیکن اُنکے مرنے کے بعد بابو گنگا پرشاد صاحب ورما اڈیٹر اخبار ایڈوکیٹ وہندوستانی نے کچھ انکا کلام جمع کرکے ترتیب دیا تھا اور یہ ارادہ تھا کہ ایک مجموعہ کی صورت پر شائع کیا جائے مگر شومی تقدیر سے وہ بھی تلف ہو گیا۔ ایک مسدس انکا موسوم بہ کچا چٹھا اکثر بزرگان قوم کے پاس موجود ہی۔ یہ وہ نظم ہے جو کہ انھون نے ایک قومی جھگڑے کے موقع پر تصنیف کی تھی اسکے پڑھنے سے انکی زباندانی اور جوش طبیعت کا اظہار ہوتا ہی اس نظم مین نہ رنگین بیانی کو دخل ہی نہ زیادہ تر تشبیہون اور استعارون سے کام لیا ہی سیدہی سیدہی باتین ہین مگر گرمی تاثیر سے مالامال۔ چند بند ہدیۂ ناظرین ہین۔

عداوت کے شعلے کو بھڑکانے والو　　جہالت کی زنجیر کھڑکانے والو
دلون کو ضعیفون کے دھڑکانے والو　　نیا روز اک جوڑ بھڑکانے والو
یہ کیا نت نئی شعبدہ بازیان ہین
یہ کیا قوم مین رخنہ اندازیان ہین

یا ایک مقام پر بگڑ کر کہتے ہین ؎

اگر لکھنؤ مین تمہین یا خدا تھے　　بڑے نیک طینت بڑے پارسا تھے
اگر قوم مین تم ہی دہرم آتما تھے　　بڑے پاک باطن بڑے پارسا تھے
تو بہتر تھا گھر بار سب تیاگ دیتے
چلے جاتے کاشی مین سنیاس لیتے

یا قوم کی حالت زار کا نقشہ یون کھینچتے ہین۔

ہر اک قدم مین صد رنج و محن ہے　　نہ وہ صحبتین ہین نہ وہ انجمن ہے
بدی پر بہر اسال چرخ کہن ہے　　نہ ہے جوش قومی نہ حب وطن ہے
محبت ہے باقی نہ الفت ہے باقی
پڑی قوم مین پہر ہے نااتفاقی

محرم الحرام

دل کو میرے شغل غمگساری کا ہی ۔ غفلت مین بھی طور ہوشیاری کا ہی
گردون کو اگر ہی سرکشی کا غرّہ ۔ ہمکو بھی غرور خاکساری کا ہی

یا حضرت! ذری اِدھر مخاطب ہو جیے - واللہ - واہ مانتا ہون - کیون نہو - ہم بے تاب گڈھے سے ننگے پاؤن نہار مُنھ سر پر بھوسا اُڑاتے - خاک پھانکتے محرمی صورت بنائے آندھی کی طرح چلے آتے ہین اور آپ ہین کہ چپ چاپ مزے سے مُنھ مین گھُنگنیان بھرے - کانون مین تیل ڈالے - لحاف مین دبکے پڑے خرّاٹے لے رہے ہین - اے سبحان اللہ بس آدمی ہو تو آپ سا ہو - لے آپ کو واللہ ہی - اُٹھیے بھی بعد عشرے کے پیٹ بھر کے سو لیجیے گا - اسے ہی آپ کا سونا نہ ٹھہرا ہمارا نصیب ٹھہرا کہ ایک مرتبہ جو لمبی تان کے انٹا غفیل ہوتا ہی تو بس گھوڑے ہی بیچ کے سویا - اور پھر ع

کچھ ایسا سویا کہ پھر نہ جاگا تھکے اُسے ہم جگا جگا کر

آخر آپ ہین کون - کہان سے آنا ہوا - الحمدللہ آپ خیر سے جاگے تو مسافرونکا پتا نشان کیا -

گو صورتِ دریا ہمہ تن جوش ہون مین ۔ لب خشک ہین چشم تر ہی - خاموش ہون مین
کیا پوچھتے ہو مقام و مسکن کیسا ۔ مانند حباب خانہ بر دوش ہون مین

آخ آہ آپ ہین - بسم اللہ - آئیے بغلگیر تو ہو لین - حضرت یہ محرم مین سفر (صفر) کیسا - جی یہ زمانہ ہی اُلٹوانسی ہی بڑے دن کی خوشی اور محرم کے ماتم کو نہ دیکھ لیجیے ماشاءاللہ کیا اجتماع ضدین ہوا ہی - ہان یہ تو فرمائیے کیونکر آئے نہ سان

نہ گمان کھٹ سے موجود۔ ای حضرت یہ نہ پوچھیے۔ آئیے تو اس طرح سے آئیے جیسے
سے ... مین جوار بھاٹا۔ زمین مین زلزلہ۔ ہندوستان مین ادبار۔ مدراس مین
قحط۔ سلطنت عثمانیہ مین زوال۔ کابل مین روسیون کی سفارت۔ ویسی
اخبارون مین اکٹ نوشتیم بردور آپ کی آمد آمد نہ ہوئی قیامت ہوئی مرگ مفاجات
ہو ئی۔ آئین یہ کیا ہے حضرت۔

قدم نامبارک مسعود گر بدریا رود برآرد دود

ابھی کل کی بات ہے اینجانب پرتاب گڑھ مین بیٹھے عید الفطر کی خوشیان
منا رہے تھے۔ لکھنؤ کیا آئے کہ ریل سے اُترتے ہی چھینک ہوئی۔ پہلے ہی پہل
حضرت محرم سے مصافحہ کرنا پڑا۔ اور گستاخی معاف آپ بھی بس دل ہی دل میں دعائین
بھی ویسے ہی ہونگے کہ آپکے آتے تمام شہر مین کہرام مچگیا۔ محلون مین ٹیس پڑگئی۔
ہر سمت سے سینہ کوبی کی آوازین آنے لگین۔ جس کوچے مین نکل جایئے رونا پیٹنا
مچا ہوا ہی۔ کیا امیر کیا غریب سب کے ہان ماتم ہو رہا ہی۔ اشعار بھی پڑھے جاتے ہین
تو سوز اور درد کے اب بھی گھر سے ساعت واعت بچارکے چلا کرینگے۔ لے اِس
دُکھڑے کو تو دل پاک مین تہ کر رکھیے۔ اور یہ فرمائیے کہ کہان کے سیر سپاٹے کیے۔
کیا کیا مزیدار بان دیکھین۔

بھئی لکھنؤ کا بھی محرم یاد رہے ہم خرما و ہم ثواب۔ دنیا اور عقبی دونون کے
فائدے۔ زیارتون مین قند مکرر کی حلاوت۔ روحانی اور جسمانی دونون لذتین۔
اور ہمکو تو آپ بخوبی جانتے ہین۔

دارم ز کفر و دین بہر یک قدم دو سیر من میروم بہ کعبہ و دل میرود بہ دیر

رات کے آٹھ بجے ہونگے کہ بندۂ درگاہ کوٹ وپتلون ڈانٹ چھڑی ہاتھ مین لے سیٹی بجاتے رپ رپ چل کھڑے ہوئے اور آناً فاناً مین دن سے نجف اشرف داخل۔ ای سبحان اللہ روشنی تھی کہ ایک نور کا دریا موجین لے رہا تھا۔ سڑکین صاف اور ستھری دو طرفہ سٹیشون پر گلاس روشن۔ مقام پاک ومقدس ہر ایک چیز موزون ومختصر اور پھر کیون نہو۔

ہمشان نجف نہ عرش انور ٹھہرا ۔۔۔ میزان مین یہ بھاری وہ سبک ٹھہرا
اس پلے مین تھا نجف اور اُس پلے مین عرش ۔۔۔ پہونچا وہ فلک پر یہ زمین پر ٹھہرا

وہان سے جو اُڑنچھو ہوتا ہون تو داروغہ میر واجد علی صاحب مرحوم کے امام باڑے مین جا دھمکا۔ سچ پوچھیے تو داروغہ صاحب کے فرزند ارجمند نے اچھا نام روشن کیا تھا۔ سورج مکھی کی روشنی قابل دید تھی۔ یہی معلوم ہوتا تھا کہ کوہ نور دمک رہا ہی۔ وہان سے جو طرارہ بھرا تو جھم سے چوک مین۔ دوکانین سجی ہوئین۔ ایک طرف کوئلے۔ نارنگی۔ امرود کیلون کے ڈھیر لگے ہوئے دوسری جانب سیب۔ انجیر۔ انار۔ بادام۔ چلغوزے۔ پستے کشمش منقے خوبانی۔ انگور کی قطیان اور اخروٹ دھرے ہوئے۔ حلوائیون کے خوانچون مین چاندی کے ورق لگائی ہوئین برفیان۔ جلیبی۔ لڈو۔ پیڑے۔ کھاجا۔ امرتی قلاقند۔ پیٹھے کی مٹھائی۔ گرما گرم نان خطائی۔ حلوا سوہن۔ کڑاکے دار پوڑیان مصری کے کوزے۔ قند۔ لوزیات۔ بعنوان شایستہ چُنے ہوئے۔ ایک عجیب لطف دے رہے تھے۔ "نو بہار گوٹا" صدا کان مین آتی تھی آدمیون کا وہ اژدہام تھا کہ معاذ اللہ۔ سڑکین کھچا کھچ بھری ہوئی تھین۔ کھوے سے کھوا

چھلتا تھا۔ تل دھرنے کو جگہ باقی نہ تھی۔ تھالی اگر پھینکتے تو سروں ہی پر جاتی اور رائی چھٹکاتے تو زمین پر نہ آتی۔ آپکا کارسپانڈنٹ بھیڑ مین پہونچتے ہی۔ اوپر اُچکا۔ اُچکنے ہی کی دیر تھی کہ پھر کیا۔ جڑھ مار گولر پاکے۔ چڈھیان لیتا ہوا آغا باقر کے امام باڑے تک جاتے کچھو نبر نکل گیا۔ وہ دھکم دھکا ریلم ریلا تھی کہ آلہی تیری پناہ۔ جسکا زمین سے پانون اُٹھ گیا۔ بس ہاتھون ہاتھ معلق جارہا ہے اِس مقام پر اکثر اصحاب کو ہمنے اِدھر اُدھر دست شفقت پھیرتے بھی دیکھا۔ لیکن بہتے پر ٹوکنا مناسب نہ جانا۔

دہان سے حیدری کے امام باڑے کی طرف رُخ کیا۔ اور نئے محل کی زیارت کرتے ہوے پچھلے پاؤن پلٹا۔ بی حیدر جان کے سوز سُنے۔ کیا کیا چھوٹین لی ہین کہ واہ جی وا۔ وہ رکھب گندھار لڑاتی ہوئین ٹیپ کی تانین تھین کہ سُبحان اللہ سبحان اللہ۔ ایک ہی مصرعے کی تقسیم مین مُلتانی۔ سری راگ۔ اور بھیرون کی چھاؤن دکھائی دی اور پھر کیا مجال کہ پڑھتے وقت چہرے پر شکن آتی۔ ایسا گلے کا لوچ اور آواز مین سوز و گداز دیکھا نہ سُنا۔ بارہ بجے ہونگے کہ جلسہ برخاست ہوا اور دروازے سے قدم باہر رکھا ہی تھا کہ ایک سمت سے یہ آواز کان مین آئی کہ کبھی

پھرتے ہین جوان بانکے۔ ترچھے۔ ٹوڑے   تاکے کس مہ جبین کو کس کو گھورے
آؤ آؤ حسین آباد چلین   وان ہوتے ہین سال بھر کے وعدے پورے

حسین آباد کے کیا کہنے ہین۔ روشنی چشم بد دور۔ نور علی نور تھی۔ ہر در و دیوار پر کنول روشن۔ جھاڑ۔ فانوس۔ مردنگیان۔ ہانڈی۔ گلاس جگمگا رہے تھے۔

ز شکن کی اب حاجت ہی کیا ہے۔

دو سنہرے پُتلون کے ہاتھ مین زنجیر اور اُسمین روشنی کے گلاس تیل تبی سے درست
اس طرح آویزان تھے۔ کہ شب یلدا مین کہکشان کا جوبن دکھاتے تھے کنوئین پر پتلیونکا
وہ نکھار اور رنگ و روغن تھا کہ بے اختیار پیار کرنے کو جی چاہتا تھا۔

خلاصہ یہ کہ امسال حسین آباد پر **فضل حسین** تھا جو سب چیزین ایک عمدگی اور
قرینے سے تھین۔ انتظام بھی ماشاءاللہ وہ تھا کہ صلّے وجلّے۔ خدا آیندہ سال بھی یہی
رنگ و روپ رکھے۔ صبح ہوتے تعزیون کی سیرین دیکھین۔ انگلے کی ضریح میان
خدا بخش کی بنائی ہوئی اس آن بان سے نکلی کہ یہی معلوم ہوتا تھا کہ چاندی کی
ضریح ڈھال کے طیار کی گئی ہے۔ کاظمین اور تال کٹورے کے جمگھٹے بھی مدتون
یاد رہین گے۔ بڑے بڑے نواب اور اونچی اونچی رنڈیان ننگے سر برہنہ پا اُسی دن
دیکھنے مین آئین۔ حضرت رنج و الم کا تو نام ہی نام تھا۔ یار لوگون کے اندھیرے
اُجالے مطلب براری خوب ہوئی۔

بی گوہر کا بے ساختہ پن بھی نہ بھولے گا۔ وہ اودے پھول گرنٹ کا انگرکھا
سبز اطلس کا چست گھٹنا ؂

برزمین تھی لباس چُست معقول   کانون مین سیاہ تھے کرن پھول
ہاتھون مین کلابتون کی لچھیان۔ کریب کی گوٹدار رضائی عجب ستم ڈھاتی تھی۔
لے حضرت اب طبیعت کی کیفیت دگرگون ہے۔

ٹیس پھر اُٹھنے لگی پھر اُسی دُکھ نے گھیرا   پھر کراہا دلِ بیمار خدا خیر کرے
اب لکھنا وکھنا خیر صلاح۔ آیندہ سال انشاءاللہ دیکھا جائے گا۔

؂ ذری بالنعج پڑھیے گا۔ ؂ واللہ واہ بخوڑ بھی کیسر ہوا ہے۔

نشہ کی ترنگ

مہنگا کرا آٹا اور سستی کرا فیم

بسم اللہ الرحمن الرحیم

ای جناب اودھ پنچ صاحب۔ واللہ ہی کل مکتب ہین کیا جی خوش ہوا ہی کہ
قسم ہی جناب امیر علیہ السلام کی یہی بار بار دل چاہتا تھا کہ اللہ رکھے منے مرزا کو
ایک دم چھاتی سے جدا نکرون۔ بخدا کسینے سچ کہا ہی تخم تاثیر صحبت اثر۔ باپ پوت پرا پت
گھوڑا کچھ نہین تو تھوڑا تھوڑا۔ پھر آخر اچھے مرزا ہی کے تو صاحبزادی ہین ماشاءاللہ
سے وہ بلا کی طبیعت پائی ہی کہ حضرت کیا عرض کرون مجہیر تو رہ رہ کی یہی خیال آتا ہی کہ
یہ دن سن۔ نام خدا اٹھتی جوانی ہنوز مسین بھی اچھی طرح نہین بھیگی ہین اور یہ فکر
آسمان پیما خدا چشم زخم زمانہ سی بچائے وہ پیاری طبیعت پائی ہی کہ سبحان اللہ بحمدہ باوجود
صدہا نوکرون کے اچھے مرزا اپنی ہاتھ سے چلم بھر دیتی ہین اور پھر مین اُس چلم کی کیا
تعریف کرون جسمین تلی اوپر چار توے اور پھر مزا یہ کہ چارون کی کیفیت نرالی ایک چلا
دوسرا سوجود ہر کش شربت کا گھونٹ دھوئین کی یہ لطافت کہ ہوالاول ہوالآخر۔
ہاے لال لال بیچے کوبون کو اس ترکیب سی جاتی ہین کہ تحریر اقلیدس کی حسب شکل
سے چاہیے بہڑا لیجیے اگر سر موفرق ہو تو ہاتھ قلم کر ڈالیے ایک حقہ ہی نہین چانڈو کا
قوام وہ پرہ یا تیار کرتی ہین کہ بس اور کیا کہون ہاتھ چوم لے۔ اور بہی اُنکی سی محنت
کوئی کر تو لے جناب سید الشہدا کی قسم کہا کی کہتا ہون کہ افیون کو یانات کی ٹکڑے
ہین کم سے کم دو سو مرتبہ تو مقطر کرتے ہین اُسوقت اُسکی رنگت دیکھنی سے تعلق رکھتی ہی

ہو بہو خون کبوتر بو باس صِلّے وجلّے واللہ ہی ایک مرتبہ لگاہ بھر کی دیکھ لیجئے دو دن تک
چسکی کی حاجت نہو اور پھر ہین آپ سے کہون وہ اُنکی تباسے کی پٹ ڈالدینا
ستم ہی برپا کردیتی ہی کیا مجال کہ کہین چھینٹا رُکے تو۔ ایک دم مین طبیعت باغ باغ
ہوجاے خیر یہ تو اُنکے بائین ہاتھ کا کھیل ہی موزونی طبع تو اُنکے حصے مین پڑی ہی
ادھر آپ نی شعر پڑھا اور اُدھر جواب لیجیے۔ اور تو اور شیخ سعدی کی کلام کی تصحیح کرڈالی۔
اور پھر کیسے کیسے مصرعی چسپان کئی ہین کہ جنکا جواب نہین۔ اعجاز کہئی تو بجا ہی حضرت آپ پسند
کرین یا نہ کرین ہماری امت والون نی تو یہ دلمین ٹھان لیا ہی کہ اب کریما کے عیوض
یہی اشعار بچون کو پڑھایا کرینگی جس سے دنیا وعقبیٰ دونون ہاتھ لگین۔ حضرت فرماتی ہین۔ کہ

میرے ساقی چانڈو کا چھینٹا پلا — کہ ہستم اسیرِ کمندِ ہوا
مزا اِکر کرا ہوگیا دے چرس — ندارم غیر از تو فریاد رس
خوش از چانڈو بازی دگر کار نیست — وزین گرم تر ہیچ بازار نیست
مدک چون مسِ قلب را کیمیاست — کہ افیون ہمہ درد ہارا دواست
اگر چانڈو بازی تو کرا ختیار — شود خلق دنیا ترا دوستدار
یہ افیونیون کی کمر خم نہین — نہد شاخ پُرمیوہ سر بر زمین
کمر خم ہوئی رہگیا مغز و پوست — تواضع زگردن فرازان نکوست
مدک کش لگائے اگر دم سنبھل — زند سوز او شعلہ در آب و گل
ادھر لاؤ حقہ لگاؤ نہ دم — کہ ناگہ شود سر بسر کالعدم
جو افیون پیے ہے وُہی آدمی — نزیبد زمردم بجز مردمی
میان ہجر پینک مین آٹھون پہر — بغفلت مبر عمر در دے بسر

لسان الغیب کشمیر

سنبھل قومی اعزاز کے کھونیوالے زمانے مین تخم حسد بونے والے
جہالت کی چشمے سے مُنہ دہونیوالے خبردار او بے خبر سونے والے
گھٹا کی طرح چھارہی ہے تباہی
تری قوم پر آرہی ہے تباہی
ترے ساتھ کیا قوم نے کی برائی جو گمنام فہرست ہر جا گھمائی
یہ کیا تفرقہ ڈالنے کی سمائی چھٹے باپ سی بیٹے بھائی سے بھائی
بھلا مقتضای ریاست یہی ہے
شرافت یہی ہے نجابت یہی ہے
تری قوم کو اس عداوت نے کھویا جہالت نے کھویا حماقت نے کھویا
بنا گھر ترا نیری عادت نے کھویا تجھے فخر بیجا کی شامت نے کھویا
وہ حالت ہی جسکا سدھرنا ہی مشکل
تہ آپ سے اب ادبھرنا ہے مشکل
یہ سودا سمایا ہے کیا تیرے سر مین جو شاخین نکالی ہین جھوٹی خبر مین
ہے ہیچ مچی حیف ہر ایک گھر مین لڑائی ٹھنی ہے پدر اور پسر مین
جو چندے رہی یونہین بے اعتدالی
تو پھر قوم کا بس ہے اللہ والی
یہ ذاتی تشخص یہ نخوت کہان تک یہ پندار یہ عُجب نمردت کہا نتک

یگانون سے اپنے یہ نفرت کہانتک　　یہ مینڈھے لڑانے کی عادت کہانتک
ذرا کھول کر کان سُن اس سخن کو
ہے دربیش چہ آخر شش جاہ کن کو
یہ انصاف سے تونے کیون مُنہ کو موڑا　　یہ آغوا کا کیون تونے طوفان جوڑا
خور و نوش کیون لا نیے بہائی کا چھوڑا　　یہ کیون سلسلہ حب اخوت کا توڑا
یہ نفسانیت کیا سمائی ہے سر مین
یہ اخراج جائز ہے کس شاستر مین
بھلا پنڈتون سے بوستھا بھی لی تہی　　جرائم کی مجرم سے تحقیق کی تہی
کمیٹی مین پُستک بھی کوئی کہلی تہی　　کچھہ انصاف بھی ان تہا یا دل لگی تہی
یہی طور پنچایتون کا اگر ہے
سزا وار اخراج پہر ہر بشر ہے
جہان ملگئے چار ہمقوم بہائی　　شکایت کسی نے کسیکی سنائی
تو پہر کسکا اظہار کسکی صفائی　　وہین فرد اخراج دستخط کرائی
ہوئی گشت شہرون مین اور سبنے جانا
کہ خارج ہوا قوم سے ہے فلانا
یہ اخراج کا گر رہا تازیانہ　　کہانی رہی یہ - یہی گر فسانہ
تو آتا ہے نزدیک وہ بہی زمانہ　　کہ اوٹھیگا کُل قوم کا آب ودانہ
مزا ہے یونہین نت نیا تفرقہ ہو
یونہین قوم مین تعمیر تخرجہ ہو

مری قوم کے پیارے کشمیری بھائی | یہ ہٹ دھرمی کیون اتنی دلمین سمائی
گھٹا خوف کی کیون ہی آنکھوںپہ چھائی | سمجھ بوجھکر کیون ہے بے اعتنائی
ذرا دل مین سوچو تو للّٰہ صاحب
زبان پر ہی کچھہ دلمین کچھہ واہ صاحب
مجبوری دستخط کا کرنا غضب ہی | بزرگون پہ الزام دھرنا غضب ہی
اس اخراج سے آپ ڈرنا غضب ہی | مخالف کے آگے مکرنا غضب ہی
وہی ہو گا قسمت مین جو کچھہ بدا ہی
رضاے خدا راستی مین سدا ہی
یہ غالب ہوئی دنیوی تم پہ عبرت | کہ دنیا کو عقبیٰ پہ دی تو نے سبقت
بڑہی ایسی تخویف بیجا کی عزت | گھٹائی نگاہون سے ایمانکی وقعت
نہ ہے اور نہو گا یہ مسلک ہمارا
مبارک تمہین دھریہ پن تمھارا
کھلے بندون ہوٹل مین جانا روا ہی | گلاسون کا منہ سے لگانا روا ہی
برانڈی کی بوتل لنڈھانا روا ہی | مٹن چاپ کٹلٹ کا کھانا روا ہی
بیئو برف بے کھٹکے اسٹیشنو پر
اوڑاؤ لیمونیڈ سوڈا و جنجر
کرو سر کو جھپ جھپ کے گر خم تو جائز | عبادت کرو الٹی دائم تو جائز
جو گھر ڈال لو کوئی خانم تو جائز | شکر شیر ہو جاؤ باہم تو جائز
وہی کرتی ہین جنکی کچھہ حوصلے ہین | جو سچ پوچھو دولت کے سب چوچلے ہین

طوائف سے ہو گر مجوشی تو واجب — بہم ملکے ہو بادہ نوشی تو واجب
امیرون کی ہو خیر کوشی تو واجب — جو دانستہ ہو چشم پوشی تو واجب

مدک چانڈو افیون سے تم کو جائز
دوا اگر ہر اک چیز ہے تم کو جائز

اِن افعال پر نکتہ چینی خطا ہی — رئیسون کو ہر فعل کرنا روا ہی
نہ معلوم کیا کیا دلون مین بھرا ہی — اِس اخراج کا اور ہی مدعا ہی

کلب اور اغوا کا ہے اک بہانا
غرض قوم پر ہے دباغت جتانا

ارے جوشِ قومی کہان ہی کدہر ہی — یہ کیا ہو رہا دیکھ شام وسحر ہی
کبھی تیری انصاف پر بھی نظر ہی — تری قوم کی دیکھہ حالت تبر ہی

جو مفلوک ہین یا کہ ہین صاحبِ زر
نگاہون مین تیری تو سب ہین برابر

جو مارل کرج کا تجھے ہے سہارا — دباغت یہ کب ہوگی تجکو گوارا
اگر تو بھی اسوقت ہمت کو ہارا — چنین خوف بیجا مبارک شمارا

یقین یہ نہین تیری ہمت جو کم ہو
یہ ممکن نہین تو نہ ثابت قدم ہو

کسی نے بھی اخراج ایسا سُنا ہی — کبھی ایسا کشمیریون مین ہوا ہی
سمجھنے کے قابل یہ کل ماجرا ہے — یہ ذاتی عداوت نہین ہی تو کیا ہی
بجہاتی ہین ثالث لگی اپنے جی کی — صدا بھی نہین سنتے ہم مدعی کی

یہی آجکل چار سو گفتگو ہے   کہ یہ قوم بھی حیف کیا جنگجو ہے
لڑے مرتے آپس میں ہیں ایسی خو ہے   بھلا کیوں نہو آخرش لکھنؤ ہے

ولایت کا جو نام تک لے وہ خارج
جو جانے کی ترغیب تک دے وہ خارج

نہ دستخط کرے بند پردہ بھی خارج   مخالف اگر ہے پسر وہ بھی خارج
موافق نہیں گر پدر وہ بھی خارج   کرے جو اگر یا مگر وہ بھی خارج

یہ اخراج کا مادہ پک رہا ہے
ہر اک "ہر طرف" "بر طرف" بک رہا ہے

بڑھی اسقدر رنجش نا اتفاقی   گئی چھوٹ آپس کی سب خوش مذاقی
محبت کی بو تک رہی اب نہ باقی   نہیں ہوتے بھائی سے بھائی ملاقی

پھنسی قوم ہی ظلمت ما و من میں
ترقی کا چاند آ گیا ہے گہن میں

نواب سید محمد صاحب آزاد آئی-ایس-او

مشرقی بنگال کے ایک سر برآوردہ اور دولتمند خاندان ہی مین سنہ ۱۸۴۲ء مین ڈھاکہ مین پیدا ہوے - اور اوئل عمر مین تعلیم بھی وہین پائی فارسی و اردو کی تعلیم ایک نامی اُستاد یعنی آغا احمد علی[1] اصفہانی مصنف موید برہان کے زیر نگرانی پائی - آپ اُستاد کے نہایت رشید شاگردون مین سے تھے - اُس زمانہ مین اول تو انگریزی تعلیم کا چرچہ ویسی ہی بہت کم تھا پھر بنگالہ کے مسلمانون مین تو صرف شاذ و نادر اصحاب اسطرف توجہ کرتے تھے - چنانچہ آپ اپنے ایک خط مین فرماتے ہین "انگریزی مین مجھے انٹرنس فیل ہونے کی عزت بھی حاصل نہین ہے ہمارے وقت مین ہمارے شہر کے مسلمانون کو انگریزی خوانی سے مطلق رغبت نہ تھی - مین نے تفنناً چند روز انگریزی پڑھی تھی اور ۲ سال کالج بھی گیا تھا اُسکے بعد پھر اپنے خسر معظم نواب عبد اللطیف صاحب بہادر مرحوم کی صحبت بابرکت مین کلکتہ مین رہکر کتب بینی سے کسیقدر انگریزی حاصل کی اور پھر نوکری اختیار کرنیکے بعد بشرط ضرورت اپنی انگریزی کی تکمیل کرتا رہا"

سرکار انگریزی کی ملازمت عہدہ سب رجسٹراری سے شروع کی لیکن رفتہ رفتہ مختلف مدارج طے کرتے ہوے کلکتہ کے پریسیڈنسی مجسٹریٹ اور آخر مین انسپکٹر جنرل آف رجسٹریشن ہوے - دو دفعہ بنگال کونسل کے ممبر منجانب گورنمنٹ نامزد ہوے اور آئی-ایس-او

---

[1] غالب مرحوم نے برہان قاطع لغت کی رد مین ایک کتاب موسوم بہ قاطع برہان لکھی تھی اسکے جواب مین آغا احمد علی صاحب نے موید برہان لکھی تھی جس کا جواب مرزا صاحب نے تیغ تیز سے دیا تھا اور پھر اسکا جواب الجواب آغا صاحب نے شمشیر تیز تر سے دیا تھا اس علمی معرکہ کا پورا قصہ مولانا مرحوم نے یادگار غالب مین بیان کیا ہے -

کا خطاب پایا ۱۹۱۲ء مین اپنے فرائض سرکاری سے سبکدوش ہوکر پنشن لے اور آگرہ مین تشریف فرما ہین
اخبار بینی و مضامین نگاری کا شوق شروع ہی سے تھا۔ سب سے پہلے فارسی اخبار دوربین مین
کہ جو مسلم لٹریری سوسائٹی" کا پرچہ تھا مضمون لکھنے شروع کئے۔ یہ نہایت نومشقی کا زمانہ
تھا۔ رفتہ رفتہ اردو مین مضمون نگاری کا شوق ہوا۔ سب سے پہلے اودھ اخبار مین لکھنا شروع
کیا اور ۱۸۸۰ء سے یہ سلسلہ برابر قائم رہا۔ اکثر مضامین آپکے اکمل اخبار۔ دہلی۔ آگرہ اخبار۔
سفیر لودھانہ۔ اخبار الاخبار مین بھی نکلے مگر آپکے شہرت بہی اودھ پنچ کی شہرت
کے ساتھ ہی ہوئی۔ خاصکر آپکا نوابی دربار کہ جو ۱۸۸۱ء مین بطور ناول کے
پنچ مین شایع ہوا تھا نہایت ہی مقبول ہوا۔ علاوہ برین آپ کی ڈکشنری
مہذب نامہ و پیام اور سوانح عمری مولانا آزاد ایسے مضامین تھے کہ جنھون نے
کافی شہرت حاصل کی۔ اکثر مضامین آپکے ایک جگہ ترتیب دیکر ایک جلد مین کہ جسکا
نام "خیالات آزاد" ہے شائع ہوے ہین کہ جنکی قدر بڑے بڑے لوگون نے کی
اور دور دور سے آپکے پاس مبارکباد کے خط آئے ہین۔ انگریزی زبان مین بھی
آپنے مضامین نگاری کی اچھی خاصی مشق حاصل کی اور بابو شمبھو چندر ڈے کی
صحبت سے اس بارہ مین بہت ہی نفع اوٹھایا۔ آپ اخبار رئیس و رعیت مین
اکثر ایڈیٹوریل مضامین لکھا کرتے تھے کہ جو اکثر سرکار و رعایا دونوں کی نگاہ مین
قابل قدر سمجھے گئے۔ غالباً پنچ کے نامہ نگارون مین یہ فخر صرف آپ ہی کو حاصل ہے
کہ تادم آخر آپ نے حق دوستی نبھایا اور برابر کچھ نہ کچھ لکھتے رہے۔



نواب سید محمد خان بہادر آزاد آئی - ایس - او

انڈین پریس الہ آباد

پورانی روشنی کا نامہ پیام

لندن ۔ رسل ۔ اسکوبار

مائی ڈیر مولانا اودھ پنچ ۔ تسلیم ۔ اُس روز آپنے مجھے کانپور کے اسٹیشن پر آکر رخصت کیا اور احباب نے رنگا رنگ کے امام ضامن ہمارے بازو پر باندھکر خیرباد کہا اور آج دیکھیے بندہ عنایت ایزدی سے لندن مین ایک مکلف اور آراستہ اور ہوادار ہوٹل مین ایک غرور اور مسرت کے زور سے ایک عمدہ اور نفیس کرسی پر بیٹھکر آپ کو یہ خط لکھ رہا ہی اس خط کے مطالعہ سے آپ کو بخوبی معلوم ہو جائیگا کہ ہم اپنے قول کے سچے اور اپنے وعدے کے پکے ہین ۔ اور شاید قلیل ہی عرصہ مین آپ اور ہمارے وطن کے دوسرے احباب اُسکو تسلیم کرلینگے کہ ہان بعد مدت کے اب اسے ایک شستہ اور تہذیب یافتہ خیالات اور پکے تجربہ اور پختہ عقل اور رہشتادتی عقیدہ کا آدمی اس ترقی انگیز ملک مین آیا ہی کہ جو آیندہ بہار کی ہر قسم کی اصلی اور واقعی حالات اور تمدنی اور اخلاقی خیالات سے اپنے نیم وحشی ہموطنون کو آگاہ کر سکیگا اور جو کہ خدانخواستہ ولایتی اخلاق اور تمدنی دیوتا کو برہنہ دیکھنے کا دوربین بنے گا ۔ آپ تو جانتے ہین کہ ہم پورانے اسکول کے آدمی ہین اور ہمارے دل مین قدیم مدرسہ اور اُسکے علوم و فنون اور ادر پورانے خیالات کا کیسا فیض بخش گنجینہ ہی ۔ اور ہم اپنی وضع کے کیسے پاسدار اور پیار کرنے والے ہین کہین جائین کسی ملک کا سفر کرین مگر کیا معنے کہ اپنی وضع مین فرق آسکے

اور اپنی قطع بدل جاے یہ تو بہرو پیونکا کام ہی کہ روز ایک نیا روپ لاتے ہین اور اس ذریعہ سے اپنی روٹی کماتے ہین - بندہ نے ڈُوور کے قریب ہی جہاز پر اپنے ڈبل اور پر شوکت اور سایہ دار اور کامدار چوغہ ہین اپنے کو لپیٹا اُسپر سے ایک ۳۰ فٹ کا شالی کمر بند بھی جڑ دیا اپنی بانسیری دستار علم کو بھی سر پر رکھا اور سبز رنگ کی بلند ایڑی والی کفش کو بھی ڈانٹا پہر کیا تھا ادھر جہاز سے اُتر کر ریل پر سوار ہوئے کہ تماشا بنگئے جسکو دیکھو وہی ہمکو دیکھتا ہی جس لیڈی کی آنکھ پڑگئی وہ ہمہ تن حیرت بنگئی اسٹیشن والے جوق جوق گاڑی کے دروازے کے پاس آرہے ہین بیسون صاحبان عالیشان گاڑی مین گھُسے چلے آتے ہین لیڈیون نے صاف مجھے عجائب المخلوقات ہی بنا ڈالا اور مین اُن کے اس استعجاب کو دیکھکر ہر دم زیادہ متحیر ہوتا جاتا تھا معلوم ہوتا ہی یہانکے انگریزون نے آج تک کسی ایماندار متعصب اور خرانٹ مولوی کو اُسکے اصلی لباس اور شان و شوکت اور ہیئت سے نہین دیکھا تھا اور اسلیئے میری پذیرفتگاری کا وہ سامان ہوا کہ جو جزیرون کے وحشیون کے لیئے ہوتا ہی خیر انکا جو جی چاہے مجھے سمجھین مگر ہم بھی اپنے دل مین اُنکو کچھ سمجھ لیتے ہین اور اسلیئے کسی فریق کو جاے شکایت نہین ہی عوض معاوضہ گلہ ندارد مجھے ایسا معلوم ہوتا ہے کہ عقل سلیم بڑے زور سے میرے دل مین اسکی تحریک کرتی ہی اسکے قبل جو ہندوستان کے لوگ یہان آئے ہین وہ لوگ جہاز ہی پر سے نہین بلکہ کلکتہ و بمبئی سے صاحب بنکر اُترے یا سوار ہوے تھے اور اسلیئے وہ لوگ عجائب المخلوقات نہین تصور کیے گئے اور یہانکے لوگون نے اُنکو ہندوستان کی نئی روشنی کے فرقہ کا

وکیل یا کالے صاحبون کا زندہ یادگار عزت آثار تصور کیا اور اُن کے ساتھ
اُس قسم کا برتاؤ خاص اور عام مجلسون اور صحبتون مین ہوتا ہے کہ جو اپنے
خاص لوگون کے ساتھ ہونا چاہیے مگر یہان کے لوگ بدل اسکے خواہشمند اور متمنی
تھے کہ کوئی قدیم اسکول کا آدمی بھی یہان آوے تاکہ اُس سے بہت دیسی باتین
کہ جنکے بیان کرنے مین نئی روشنی والون کو بہت ہی تامل ہوتا ہی دریافت ہون
اور وہ اپنے ہندوستانی بھائیون کی شکایت اور حکایت کو اُسکی اصلی آب و رنگ
اور دیانتداری کے ساتھ بیان کرے یہان کے قابل اور بیدار مغز وزرا
ہملوگون کے قومی رسم و رواج تعصب انگیز خیالات اور قدیم مدرسون کے
حالات سے واقف ہونے کے بڑے شایق ہین اور اُنکا قول ہی کہ اس قسم کی
معلومات انگریزی دان اور انگریزی خوان ناتجربہ کار طلبا سی نہین سکتی ہین
کیونکہ اول تو اُنکو خود بھی اپنی خبر نہین اور ثانیا انگریزی تعلیم کے اثر نے ابتداے
شباب ہی مین اُنکے خیالات پر مغربی تہذیب کی پالش کردی ہی انہ وجوہ سے
میری خاطر تواضع حد سے زائد ہوتی ہی اور میرے ساتھ یہان کے لوگ اُسطرح سے
پیش آتے ہین کہ جس طرح غیر ملک کے کسی دیندار اور نیک کردار عالم سے پیش آنا
لازم ہے اور میرے ہوٹل کے دروازے پر گاڑیون کا ہجوم رہتا ہی اور ہر شب کو
کسی خاص یا عام جلسہ مین میری دعوت ہوتی ہی شاعر نوبلیسٹ محرر ریفارمر
سفرا وزرا ممبران پارلیمنٹ تجار شاطر پادری صاحب لوگ اور بعض بعض دیسی
خاتونان بانام و نشان کہ جو ہندوستان کی آیندہ ترقی کے اسباب کی مہیا کرنے
اور بہم پہونچانے اور ہندوستان کے باشندون کی ہمدردی کا چراغ یہان کے

لوگون کے دلون مین روشن کرنے کی کوشش کرتی ہین اس فقیر کی ملاقات کو
آتی ہین اور مختلف امور اور مسئلون کے متعلق سوالات کرتے ہین یہان کے علما
اور پادری صاحب لوگ بڑے وسیع الاخلاق منکسر المزاج متحمل اور ذیہوش ہین اور
اسی قسم کے لوگون سے اور خاکسار سے زیادہ ملاقات رہتی ہی ؎
کند ہمجنس باہمجنس پرواز   کبوتر باکبوتر باز با باز
آپ کو حیرت ہوتی ہوگی کہ ابھی تو مجھے یہان آئی مہینے دو مہینے کاہی عرصہ
ہوا اور مین قلم ہاتھ مین لیکر یہان کے حالات اور خیالات اور رسم و رواج
اور طریق معاشرت و تمدن وغیرہ وغیرہ پر رائے دینے کے لیئے اکڑ کر بیٹھ گیا
اور اپنے تیئن کے آمدی و کے پیر شدی کا مصداق بنادیا۔ مگر نہین مجھے اس
تھوڑے عرصہ مین یہان کے لوگون کے اندرونی اور بیرونی حالات کے
دیکھنے اور جانچنے کا جو موقع ملا ہی ایسا   شاید کسیکو سالہا سال مین
نہین ملیگا کیونکہ میرے رسائی کا حلقہ بہت بڑا ہی اور میرا گذر ایسے
ایسے مقامات مین ہوتا ہی کہ جہان فرشتون کے پر جلتے ہین۔
یہان کے لوگ گویا آزادی کے عاشق ہین اور نقش آزادی گویا انکے
سینون پر کندہ ہی انکو دولت حشمت اور ریاست کسی چیز کی پروا نہین
مگر جہان انکی آزادی کو کسینے انگلی دکھائی فوراً خون بہانے کو موجود ہین آزادی
کے نشہ سے کچھ انگلستانی لوگ ایسے مدہوش ہین کہ اسکی ترنگ مین انھون نے
اپنے سب قسم کے حقوق کو عورتون کے ساتھ بانٹ لیا ہی اور مرد و عورت
کی حالت مین کوئی فرق نہین ہی معاذاللہ یہان عورتین گھوڑا دوڑاتی ہین

ناچتی ہین غیر مرد کے ساتھ پھرنے جاتی ہین دوکانون مین بیٹھتی ہین خدا جانے
اور کتنا دھندا کرتی ہین ہمارے عفت آبا دہندوستان کی عورتون سے اگر یہان کی
عورتون کی بے پردگی اور بے شرمی اور دلیری کی کیفیت بیان کردی جاے
تو اُنکو فور اً شرم اور خوف اور غصہ سے اُس قسم کی حارتپ آجاوے کہ جو مثل
شاخ چنار انکو جلا دے یہان کے مکانات سواریان سب بے پردہ ہین اور
یہان کے لوگون کا قول ہی کہ کھلے مکان مین ہوا آتی جاتی ہے اور اسی سے
صحت جسمانی مین ترقی ہوتی ہے خیر مردون کے واسطے یہ مکانات بیشک
عمدہ ہین مگر نہ کہ ویسے صاف وشفاف کہ جیسے ہمارے دہلی کے اور لکھنو کے
امرا کے دولتسرائین اور زنانون کے لئے تو یہ مکانات بالکل ناموزون
ہین نہ بلند دیوارین نہ متعدد ڈیوڑھیان نہ تہ خانے نہ کنج قفس کی طرح
پردہ دار پائین باغ نہ چھوٹے چھوٹے دروازے کی کوٹھریان نہ محرابی
بارہ دریان نہ ہوا دار اور پردہ دار کوٹھے مکانون مین فن عمارت کے
اصول سے دیکھئے تو کوئی تعریف کی بات نہین ہے کیونکہ
صرف لکڑی اور اینٹ کی سرخی کا سادہ کام ہوتا ہی اور بڑے بڑے
آئینے لگے رہتے ہین البتہ کوچ میز اور کرسیان اور بھی دوسرے سامان
آرایش قابل تعریف ہین مگر نہ کہ ایسی کہ اُنکو اپنے نواب زادگان ہند اور
والیان ملک کے مکانات اور ایوانون کے ایرانی قالین مخملی گاؤتکیے
فیل دندان کی چارپائیان سونے چاندی کے جھاڑون رنگ برنگ کے
شیشہ آلات اور طلائی اور نقرئی اُگالدان اور حلبی آئینون سے تشبیہ دیسکین

نورانی روشنی کا نامہ و پیام

مائی ڈیر مولانا ہنوز ظلمت لاآلی باقی ہی کہ مین اپنے حوائج ضروری سے فارغ ہوا اور چاے
پانی مکھن اور توس پھوس کو اپنے معدہ کے زندہ خورجی مین رکھکر اور اپنی
تسبیح کو پلنگ کے ایک کونے پر لٹکا کر لکھنے کی میز پر آبیٹھا - اور نہایت
تسکین کے ساتھ یہ چند سطر آپ کو لکھتا ہون گو میری ہندوستانی عادات
کی پابندی کے سبب ملازمین ہوٹل کو بسا اوقات تکلیف ہوتی ہے مگر کیونکہ
اپنے اوقات معینہ مین فرق ڈالون اور کیونکر اپنے حلیمانہ خیالات کے مطابق حفظ صحت کے قواعد کو نہ برتون
دریاے ٹمیس ہمارے کمرے کے نیچے سے بہ رہا ہے اور جہان تک نگاہ کام
کرتی ہے صاف یہی معلوم ہوتا ہی کہ ایک عمدہ سلمٹ کے تیل ندان کی سیتل پاٹی
بچھی ہوئی ہی دریا مین جہازون کی رنگ برنگ کی روشنی طرفہ بہار دکھا رہی ہی -
اور درختون پر مختلف قسم کے خوش آہنگ پرند قدرتی بینڈ باجا بجا رہے ہین -
میز کے قریب آتشدان روشن ہی اور اُسمین ولایتی کوئلہ جل رہا ہی اور مین بیور
کی عبا اور فلالین کی نیمہ آستین پہنے بیٹھا ہون - ہوٹل کا خانساماں اکثر ہمارے
واسطے ہماری پسند کے موافق ہندوستانی کھانے بھی پکاتا ہی اور یہودی قصاب
کی دوکان سے گوشت لانے مین ہم اُسکو بہت تاکید کرتے ہین اور جبکہ ہم اُسکو
یہ حکم دیتے ہین تو وہ مسکراتا ہوا ہمارے سامنے سے چلا جاتا ہی یہان کے
لوگ سحر خیز نہین ہین اور اکثر دس بجے تک سوے رہتے ہین اور گویا یہان
نیند سے چونکنے کا معمولی وقت ۹ بجے سے ۱۱ تک ہی کوئی بھلا مانس تو نور کے
تڑکے کیا اُٹھیگا شاید یہان کا مرغ نئے بچے کے مثل بولتا ہو -

سحر خیزی کی صفت یہان کے لوگون مین دو وجہون سے نہین ہی ایک تو یہ کہ انگریز لوگ
ہر روز علی الصباح کسی قسم کی عبادت نہین کرتے ہین اور صبح کو نیند سے
چونک کر دنیوی کامون کے شروع کرنے کے قبل نماز نہین پڑھتے ہین اور
رات بھر جو آرام اور تسکین اور مسرت سے کاٹتے ہین اسکا شکر بارگاہ ایزدی
مین صبح کو بجا نہین لاتے ہین۔ اسوقت ہمارے ہندوستان کی مسجدونمین
جوق جوق مسلمان لوگ صاف لباس پہن اور خوشبو لگا کر جارہے ہونگے
اور اللہ اکبر اللہ اکبر کی صدا کا ہمارے معبدون مین غل ہوگا کوئی وظیفہ مین
مصروف ہوگا کوئی درود پڑھتا ہوگا کوئی سجدۂ شکرانہ بجا لارہا ہوگا اور
کوئی حدیث اور تفسیر کا درس دیتا ہوگا۔ دوسری وجہ یہ ہی کہ یہان ہر طبقہ اور
درجہ کے لوگ عموماً زیادہ رات تک اپنے گھرون سے باہر رہتے ہین اور عام
مقامات آسایش و آرایش اور تماشا خانون کی سیر کرتے ہین اور اپنے احباب
کے قلعہ مین کھیلتے کھاتے اور پیتے رہتے ہین۔ یہان ہر فشن اور پیشہ کے لوگون
کے تمام مقامات اور مکانات تفریح اور ہوٹل اور کلب گھر علحدہ ہین مثل فوجی
قانونی وزیری سفیری فرانسیسی اور جرمنی ہوٹل اور کلب اور پبلک ہوس کی
اور شام کے بعد سے تھیٹرون اور ایسے مکانون مین کثرت سے ہر قسم کے لوگ
جمع ہوتے ہین اور اپنی اپنی پسند اور مذاق کے مطابق ایک ایک طرح کی
تفریح مین مصروف ہوجاتے ہین۔ تماشا خانے کثرت سے ہین اور گنجفہ تاش
شطرنج اور میز کے انٹے کا جوا بڑی دھوم سے ہوتا ہی اور ایسے ایسے سور کھلاڑی
ہین کہ جنکا لوہا سارے تہذیب یافتہ ملک کے جواری مانتے ہین اور جو اس

ناجائز ذریعہ سے لاکھوں ہی لاکھ کماتے اور اڑاتے ہین کسی ہوٹل کے کسی کمرے مین دو چار یار تاش کھیل رہے ہین کہین دو چار شطرنج مین غرق ہین کسی طرف انڈے کی میز پر کھٹا کھٹ اسکی دوڑ رہے ہین کسی جانب بادہ نوشی ہو رہی ہے کہین کافی اوڑ رہی ہی اور کسی گوشہ مین چاے پانی کا سامان درست ہی علاوہ اسکے وضعدار اور طرحدار مالدار اور رؤسا خاتون اور امرا اور وزراے نامدار کے مکانون مین خاص خاص دعوت کے جلسے بھی روز ہی ہوا کرتے ہین اور ہر غنچۂ احباب مین مسائل تمدن یا معاشرت یا تجارت پر گفتگو چھڑتی ہی اور بڑی گرمجوشی سی تبادلۂ خیالات اور آرا ہوتا ہی اور ہر شخص روزانہ ایسے صحبتون اور خاص جلسون مین راے دینے اور گفتگو کرنیکے لیے تیار رہتا ہی اور اخبارونسے اپنی تحویل دماغ مین ہر قسم کے معلومات کا خزانہ پیشتر سے جمع کر رکھتا ہی۔ جن لوگون کے رہنے کا اپنا خاص مکان یا کرایہ کی کوٹھی ہی وہ ایک بجے دو بجے اپنے اپنے مکانون مین ہوٹلون تماشا خانون اور گلیون سے چلے جاتے ہین اور جو خانہ بدوش ہین وہ سہ

درویش ہر کجا کہ شب آمد سرای اوست

پر عمل کرتی ہین۔ سحر خیزی کی مانع جو دو وجوہ میری خیال مین آئی تھے مینے بیان کیے اور شاید یہ بھی گمان ہوسکتا ہی کہ چونکہ صبح کو یہان بڑی سردی پڑتی ہی اسلیے ہر قسم کے لوگ اسوقت اپنی اپنی خوابگاہ مین رہنا حفظ صحت کے لئے بہتر تصور کرتے ہین یہان کے عام مکانات آرامش در امش اور مقامات تفریح کی جو تصویر کہ ہمنے کھینچی ہی اسکو دیکھکر تو آپ پھڑک جائینگے اور علی الخصوص ہماری ملک کے وہ امیرزادے کہ جو شبانہ روز بوبارہ اور تین کانے کہتے رہتی ہین اُنکے دلونمین لندن کی سیر کا شوق بھر جائیگا مگر نہین

یہان کی عام مکانات تفریح اور ہماری ملک کی مدک خانی اور چنڈو خانے اور عیش خانون سی آسمان وزمین کا فرق ہی اور کبھی کوئی منصف مزاج اور دوربین ہمارے ملک کی چانڈو خانے اور عشرت خانی پہ یہان کی ہوٹل تماشا خانے اور جوا خانے کو ترجیح نہین دیگا۔ یہان کارخانہ بہت فوق البھڑک ہی روشنی اچھی سامان اچھے مگر تسکین آرام راحت اور ہم لوگونکی خیالات کی مطابق عیش بالکل یہان مفقود ہی۔ ان مکانون مین سناٹیکا لطف نہین بلکہ ہنگامہ ہی اصلی صفائی کا نام نہین بلکہ کسافت ہی۔ تسکین کا نام نہین بلکہ انتشار اور اضطراب اسکی جگہہ ہی۔ اور خلاصہ یہ کہ گوشہ عافیت کی پوری تعریف صادق نہین آتی ہی غیر اور اجنبی لوگونمین ملنے جلنے سے ذی تکلفانہ تفریح کا لطف کہان باقی رہتا ہی ہوٹل مین ہر قسم کی لوگ آتے جاتے اور رہتی ہین اور کوئی انکو منع نہین کرسکتا ہی کیونکہ ایسے حکم کے دیتے ہی آزادی پر حرف آئیگا۔ ہمارے چانڈو خانون مین گو ظاہر اسامان آرایش کم رہتا ہی مگر گوشہ عافیت کی پوری تعریف اونپر صادق آتی ہی اور انکو کان ومعدن آسایش کہنا بجا ہی۔ ایک نفیس مکان چھوٹے چھوٹے دروازے اور اسکے سوا دھوان نکلنے اور تھوک پھینکنے کے لئے سیکڑون سوراخ بیسیون روشندان پرتکلف فرش بڑے بڑے گاؤ تکیے اور چھوٹے چھوٹے گل تکیے عمدہ پیتل کا شمعدان ایک کونے مین اس طرح سے روشن جیسے کسی کے مزار پر چراغ جلتا ہو۔ اسکے سوا ہر شخص کی سامنے ایک لمپ (ولایتی) ہر شخص کے لیے اگالدان وہانکے جانیوالونپر بیٹھنا حرام ہوگیا فوراً آرام سے لیٹ رہا اور چیتی کے لئے غریب چانڈو باز لوگ موجود ہین انکی خدمت کی اجرت نہایت کم ایک چینٹی پر رات بھر خدمت کرین۔ فیرنی کی تشتریان بالائی اور ہر قسم کی شیرینی کہانیکے لیے موجود ہنگامہ غل انتشار کا

وجود بالکل مفقود نہایت ہی نکھری ہوئی تہذیب یانہ صحبت حفظ مراتب کا ایسا خیال کہ
کسیکی ٹانگ اور کسیکا منہ کسیکا چوتڑ اور کسیکا سر۔ ہر شخص کے لیے خوشبو کی
گلوری تیار اور ہر آدمی نشہ آزادی سے سرشار۔ انکی آزادی یہ ولایت کی آزادی
نہین ہی بلکہ وہ ایسی آزادی ہی کہ دنیا ومافیہا کے خیال سی یکایک دل کو دہو دہاکر
پاک کردیتی ہی۔ انکسار کا وہ مرتبہ کہ

خاک شو پیش ازان کہ خاک شوی

کی مصداق بنے ہوئے ہین۔ عافیت پسند بھی ایسے کہ کبھی چینکنے کی آواز تک سڑک کے
چلنے والون نے نہین سنی۔ قانون کے ایسے ماننے اور چاہنے والے کہ مچھر تک پر کبھی بھولے سے
ہاتھ نہین اوٹھایا۔ تحمل کا وہ جوش کہ گالی تو گالی جوتی کھانے پر بھی کسیکو نہین مارا
امورات تمدن کے ایسے شایق اور ماہر کہ آج تک روم وروس کی لڑائی کا فیصلہ اونکی
رائے مین نہین ہوا۔ اور افغانستان کی چڑھائی کو تا ایندم تسلیم نہین کیا۔ تیبا بو کو زولو کا
بادشاہ جانتے ہین۔ مسٹر شا کے زنجبار مین انتقال کرنے پر حسرت کرتے ہین۔
کم سخن ایسے کہ اگر نو بجے شب کو ایک فقرہ کہنا شروع کیا تو دو بجے وہ ختم ہوا۔ قانع
اور صابر اس مرتبہ کے کہ ایک تشتری کھیر کی چاٹ کر رات بسر کی۔ مردم آزاری کا
وہ خوف کہ دھوبی کی تکلیف کے خیال سی مہینون کپڑے نہین بدلتے ہین منتظم اور خوش معاملہ
اور بامروت ایسے کہ اپنا اور دوسرے کا پانا بے تکلف ہوجاتے ہین۔ تقدیر پر ایسا
تکیہ کہ زمینداری کے نیلام پر چڑھنے کی خبر سنکر بھی کبھی بالین سے سر نہین اُٹھایا۔
گوشہ نشین ایسے کہ آفتاب تک کو کبھی چہرہ نہین دکھایا شب بیدار ایسے کہ رات بھر تارے گنا
کرتے ہین۔ حفظ صحت کے ایسے عاشق کہ تمام دن مردہ سی بازی لگاکر سوتے ہین۔

یوروپ کی روشنی کا نامہ و پیام

یہان کے تماشا خانون مین بیشک بڑی تیاری ہوتی ہی روشنی کا اہتمام خوب ہوتا ہی اور پردے نہایت خوشنما اور حیرت انگیز بدلے جاتے ہین اور تماشا کرنیوالے مرد اور عورتین عمدہ عمدہ لباس پہنکر تماشا کرتی ہین اور تازہ بہ تازہ سانگ لاتی ہین اور ایک دم مین پردون کے اولٹ پھیر سے سارے مکان کی ہیئت بدل جاتی ہے ابھی باغ تھا ابھی سمندر موج مار رہا ہی ابھی ہوٹل تھا ابھی دیوانخانہ ہی ابھی سبزہ زار نظر آیا اور پھر ایک آن مین قبرگاہ بنگیا ہر تماشا خانہ اور تھیٹر اور اوپرا مین باجا بجتا ہی اور وہ اُسی قسم کے باجے ہین کہ جنکی آواز وحشت ناک اور سامعہ خراش ہوتی ہی اور جنکے سُننے سے عزت کا خیال دل سے جلد بھاگنے لگتا ہی اور لڑائی کا خوف اور سامان اون کی جگہ آجاتا ہے۔

اور اوپرا مین یہان کی گویا عورتین اور مرد گاتے ہین اور علم موسیقی کے شیدا لوگ وہان اکثر گانا سُننے کی غرض سے زیادہ جاتے ہین کم بختی سے ایک روز ایک دوست کی خاطر سے مجھے بھی جانیکا اتفاق ہوا اور سامعہ پردہ آفت آئی کہ آج تک خدا کی قسم کان بہرے ہو رہے ہین اور اُس روز تو شب مارے وحشت کی بندہ کو نیند نہین آئی۔ ہائے ہائے جسنے چندر بھاگا تیرین جان ہیرا بدو خان اور تان رس خان کو سُنا ہوگا اور جسکے کان کہ بین سُر مین سارنگی ستار طبلے کے سامعہ نواز آواز سے آشنا ہونگے اُسکو یہ جنگی باجے کی بُھون بُھون اور گون گون کی صدا اور چند بے سُرے اور بے تالی اور بد انداز قوی ہیکل عورت و مرد کا چلّانا کیا خاک بھائیگا یہان کے گانے کے مفہوم اور موسیقی کے کمال کو

ہم اور اس سے سہل اور عمدہ طور سے آپکو نہین سمجھا سکتے ہین فرض کر لیجئے کہ
جاڑون کی رات مین کسی پورانی مقبرہ کی کسی نئی قبر مین کسی سڑی ہوئی لاش
پر چند گیدڑ عالم غصہ مین اپنے اپنے حصہ کے واسطے لڑتے ہون اور اُس قبر
سے جو ایک مُہیب ورد وحشت ناک اور سامعہ گداز آواز نکلتی ہی اور دور تک
جاتی ہی اور ارد گرد کے رہنے والون کی نیند کا ستیاناس کرتی ہی اگر ادہر
آ کے باہر سے کہڑا ہو کر کوئی ہمارے ملک کا آدمی گانا سُنے تو پہلے اُسکو یہی
خیال ہوگا کہ بجو کسی قبرگاہ مین مصروف جنگ وجدال ہین۔ دو آدمیونکا باہم ملکر
یا دوسرے سے لپٹ یا سمٹ کر یا ایک ایک شخص کے علحدہ کودنے اور دوڑنے کا
نام ناچ ہی تال گت کا بالکل خیال نہین ہی واللہ اگر کالکا یا بندادین یا ہمارے
جہان پناہ کو یہانکے لوگ ناچتے ہوئے دیکھین اور اُنکے توڑے کی آواز انکے کان تک
پہونچے تو یہ لوگ کبھی ناچنے کا نام تک نہ لین تبانے اور اُسکے نکات اور اُسکے کمالات سے
انگریز بالکل ناواقف ہین اور شاید مشکل سی اُسکا مفہوم اُنکے خیال مین آویگا خوب
زور سے جوتون کو صحن پر مارنا یہ ایک ناز ہی۔ سفید سفید بد قطع دانتون کا بیموقع
نکالنا یہ ایک نخرا ہی۔ ہاتھون کو زور سے دبا دینا یہ ایک ادا ہے۔ سر کو جھکا کر پھرتی
سے سلام کرنا یہ ایک غمزہ ہی اور انھین بھلوانی ناز ونخرے کا شہید یہان ایک عالم ہی
یہ نہین کہ او مصری مشتری نے اپنے خمدار ابرو کو چمکایا اور بیس امیرزادے شہید ہوگئے۔
بی زہرہ نے تبسم کا قصد کیا بجلی چمک گئی۔ بی گوہر نے پائچون کو ہاتھ سے اٹھایا
اور ایک عالم نے عالم بدحواسی مین کمر کے بچنے کی دعا مانگی خدا کمر کو بچائے۔
بی حیدر نے ناچتے وقت ایک توڑا لیا اور پٹنہ کے چند خانہ ساز نواب زادے

مرغ بسمل کی طرح لوٹنے لگے۔ بی ننھی نے سنہری دوپٹہ کو سر پر سی ہٹا دیا اور دو چار بابو کو تو ٹولہ مین لگی سے لڑ ہک گئے۔ بی امانی جان نے محبت انگیز ادا سے کسیکو گالی دیدی اور نوج کہکے لبونپر اُنگلی رکھی اور ڈھاکہ کے چوک مین قیامت آگئی بی طوقی نے بنارس مین کسی مہاجن بچے یا رئیس زادے کو مصنوعی غصہ کی ادا سے مُفتری کہا اور وہ اپنے ذہن مین (نایٹ) ہوگیا ہمارے ہندوستان کے معاشیق اور پریوشون کے چلبلی بانکپن سیماب مزاجی۔ برق وشی اور دلربایانہ ناز و انداز کے قدر دان کچھ ہمارے ہی ملک کے نازک خیال صاحب دماغ روشن دل اعلیٰ صاحب مذاق لوگ ہین۔ یہ بیچارے آلو کے کھانے اور بھیڑی کے چرانے والے ان باتونکو کیا جانین مگر ہان پھر بھی ہر ملکے و ہر رسمے اور

ع ہرکس بخیال خویش خبطے دارد

اِسکا خیال بھی رکھنا ضرور ہی جیسا کہ ہمنے پہلے خط مین لکھا ہی حُسن تو یہان ہملوگون کے خیالات کے مطابق عنقا کا حکم رکھتا ہی اور حسن فرنگ حُسن فرنگ جو مدت سے سُنا کرتے تھے اُسکی کچھ بھی تصدیق نہین ہوئی بلکہ یہان آنے پر اُسکو بالکل الٹا پایا گو آئین قدرت نے حسن کی تقسیم کرنے کے دن یہانکی عورتون (جنکو حسین بننے اور اپنے کو خوبصورت دکھانیکا جنون ہی) کے ساتھ بڑی بے انصافی اور بیرحمی کی ہی مگر اُسکے جبر و نقصان کرنے سے یہ لوگ حتی الوسع قاصر نہین ہین بالائی تدبیر مصنوعی اشیا۔ اور صنعت کے زور سے جہانتک کہ ممکن ہی حسن کے تیار کرنے مین کوشش کیجاتی ہی اور (باربر) یعنے حجام اور طرح طرح کے رنگین اور زرکار لباس سی بہت کچھ اس خصوص مین مدد ملتی ہی اور سرخ او دا سفید سفوف رنگ کے چمکانے اور دمکانے کے لیے چہرہ پر بے انتہا ملا جاتا ہی اور زرکثیر لباس وغیرہ کی تیاری مین خرچ ہوتا ہی

ہم اس قسم کی معصومانہ بوالہوسی اور زر ریزہ خام خیالی پر کوئی اعتراض نہین کرتے ہین
بلکہ ہمارا جی چاہتا ہی کہ اسکے جواز کا فتوی دیدین کیونکہ دنیا مین کوئی آدمی خواہ
وہ مرد ہو یا عورت ہو ایسا نہین ہی کہ جو اپنے کو دوسرون کی آنکھ اور پسند مین
خوبصورت بنانے اور دکھانے کی خواہش نہ کرتا اور نہ رکھتا ہو اور آئینہ کے
سامنے جاکر سامان آرایش سے پورا پورا کام نہ لیتا ہو مگر ہان اتنا ضرور کہنا ہوگا کہ
عورتین اس مالیخولیا مین زیادہ مبتلا ہین اور سب سے زیادہ پھر ولایت کی
عورتین کہ جو گھنٹون آئینہ اور شانہ سے اپنی زیبایش اور آرایش کے بارے مین شورہ
کرتی ہین اور انصاف کی نظر سے دیکھیے تو فقط ولایت کی عورتین ہی اس مرض
مین مبتلا نہین ہین بلکہ ہر ملک کی لوگون مین یہ خواہش تھوڑی بہت پائی جاتی ہی
ہمارے ملک کے ایک ایک بانکے امیرزادے ایک سیدھی مانگ کی نکالنی مین کتنا وقت
لگاتے ہین اور انکے بالون کی سنورنی اور درست ہونیمین کئی درجن مصاحبون کے ہاتھ
ٹوٹتے ہین اور ہمارے لکھنؤ کی بیگماتون کی چوٹی کے گوندھنے مین کی پہر لگجاتے ہین
اور کتنی مغلانیون اور کِتنے بکسون کی ضرورت ہوتی ہی گو ہر طرح کا سامان آرایش
اور زیبایش اور بننے سنورنے کے اسباب آج اس ملک مین مہیا ہین اور جو کچھ
کہ یہان نہین ہی وہ بھی صبح و شام ممالک فرانس سے ڈاک پر چلا آتا ہی اور گو
حسن ساز رنگ ساز اور درزیون کے بڑے بڑے کارخانے بھی ہین اور
یہان کی میم لوگ ان مدون مین بیدریغانہ خرچ بھی کرتی ہین مگر ان سب
سامان اور ان کارخانے والون کی کاریگری سی چوڑا چہرہ گھامڑ نقشہ بھورے
بال کرنجی موٹی ناک بی ترکیب گات کیونکر درست ہو سکتی ہی اور ان قدرتی

نقصون کو کون نکال سکتا ہے ہان جہانتک اُنکے چھپانے اور اون کو خوشنما کرکے دکھانے کی ترکیب ہو وہ کی جاتی ہو اور اُس سے فی الجملہ ایک تسکین کی صورت ہی ہمارے ملک کی ماہ وش اور پریرو بیگمون کا گندمی کُندنی اور سبز رنگ کہ جنہین ملاحت کوٹ کوٹ کے بھری ہے اون کا کتابی چہرہ نستعلیق نقشہ طرّہ طرار زلف تابدار غزال کی سی آنکھین ستوان کھڑی ناک خوشنما گات خوش اسلوب اعضا اور خلقی نزاکت اگر یہان کی میم لوگ خواب مین بھی دیکھ پائین تو فرط رشک سے جلجائین اور فرط غیرت اور غصّہ سے پھر اپنے کو مصنوعی چیزون کی مدد سے بنانیکا کبھی قصد نہ کرین۔

یہان کی عورتین اکثر قوی الجسّہ ہین اور اُنکے ہاتھ پیر ایسے موٹے اور کرخت ہوتے ہین کہ اگر ہمارے ملک کی کسی بیگم کو یہان کی کوئی عورت پکڑلے تو غالبًا کوئی اُسکا عضو اُکھڑ جاے اور وہ سخت تکلیف اُٹھائے۔

مائی ڈیر مولانا آپ خود خیال کرسکتے ہین کہ جو عورات کہ دو تین سیر گوشت روز کھاتی ہون دس پانچ پیالی چاء اوڑاتی ہون۔ دو چار بوتل شراب (گو کلاریٹ و بیر ہی سہی) کا گلہ گھونٹتی ہون اُنکی تیاری کا کیا حال ہوگا معشوق کی تعریف مین یہ بھی کہا جاتا ہی تمھارا معشوق کے اسٹون وزن مین ہی اِس نئی تعریف کو سُنکر تو آپ واللہ کانپ جائینگے اور اگر بیگمات سن پائین تو قہقہہ لگا کر چھت اُڑا دین ہمنے بعض تماشا خانون مین بعض ایسی قوی ہیکل خاتون کو بھی دیکھا ہی کہ اگر دو چار بیگم کو گٹھری مین باندھکر اُن کے سپرد کردیا جاے تو وہ بے تکلف بغل مین داب کر کوس بھر لیجا سکتی ہین۔ ہمارے محلات کی

نازکبدن اور سیمتن بیگمون کے لیئے توکریب کا دوپٹہ گران ہوتا ہی گرنٹ
کے لہنگے کا اُٹھانا اُنکو دشوار ہی آب روان کی کرتی تک اُن کے بدن کو
کاٹتی ہی سیٹ کی کلائی سے اُنکا شانہ تک ٹوٹا جاتا ہی شال کو کسی بکس
مین بند کرنے یا اُٹھانے مین ہانپنے لگتی ہین پان کی وزنی گلوری اکثر
ہاتھ سے گر جاتی ہی خاصدان کے اُٹھانے سے چینون قیفہ اور شانہ پر
مومیائی ملی جاتی ہی مخملی تکیہ کی رگڑ سے اکثر رخصار پر خون جم جاتا ہے -
اپنے دو تین مہینے کے لڑکے گود مین لینے سے دم چڑھ آتا ہی۔ ؎

ببین تفاوت رہ از کجاست تابکجا

ہان یہان کے لباس کی کیفیت (جسمین ہزارون روپیہ صرف ہوتا ہے)
بھی تھوڑی سی سُن لیجیئے ایک قسم کا دم دارگون ہوتا ہے اور جبکہ اوسکو
میم لوگ پہنتی ہین تو دُم کے پکڑنے کے لیئے ایک خوبصورت چھوکری
یا چھوکریان بھی ساتھ رہتی ہین اور اونکو بھی رنگین لباس پہنایا
جاتا ہی اور وہ آہستہ دُم دارگون والی میم کے ساتھ چلتے ہین اور اس
لباس کے ساتھ عورتون کو دیکھنے سے ہمین اپنے ملک کا پیچدار فانوس
یاد آتا ہی اس دم کے رکھنے اور کاٹے جانے کے بارے مین برسون گفتگو
رہی ہی اور بڑی بڑی تحریرین لکھی گئی ہین کیونکہ یہانکی عورتین قابل ہین اور
قدرت تحریری و تقریری دونون رکھتی ہین پھر جب اُنکی دم کاٹنے کی تحریک کوئی
کریگا تو وہ کیون نہین لڑینگی مگر جن دُم کے دشمنون نے ایسا ظالمانہ قصد کیا تھا وہ
کامیاب نہوئے اور خود فیشن کے بدلتے بدلتے وہ دُم آگے سے چھوٹی ہو گئی

مولانا آزاد کی پُرانی روشنی کی نئی ڈکشنری

لفظ	معنے
ہندوستانی بی.بی	اپنے شوہر کی عاشق شیدا اور فدائی - اپنے بچّون کی انّا کھلائی اور دائی عفت کی دیوتا محبت کی تصویر مروّت کی اوتار - انسانی باغ زندگی کی تازگی کے لیئے جان نواز اور فرحت آثار ہوائے بہار گھر کی رونق گھر کی زینت گھر کا بھرم - عزیزون اور جملہ متوسلین کے لیئے ہمیشہ روان ہمیشہ شاداب و ہمیشہ لبریز چشمہ کرم عصمت کے سراپا عزت وحمیت گلستان کی ہزار داستان بلبل - سچّی قناعت - اسلامیانہ صبر اور درویشانہ توکل کے صاف اور خوشرنگ بادہ گلرنگ کے مینا کی قلقل - خالص اور بے لوث دینداری کا محفوظ گنجینہ عصمت عفت اور مروت کا قومی دفینہ - بالخلقت دوسرون کی وقف خدمت وچارہ سازی - بالطبع عزیزون کے لیئے سرگرم جان نوازی وہ غنچہ کہ ہوائے محبّت خالص کے چلنے پر جسکی شگفتگی کا دار ومدار ہی - وہ سرسبز اور بارور شجر جو اپنے سایۂ عنایت ومحبت کے جاگزینون پر بغیر کسی قسم کی خصوصیت اور قید کے ہر فصل مین ایک رنگ سے رحمت بار ہی - وہ سپاہی معرکۂ زندگی مین صبر وقناعت جسکی آبدار تلوار ہی - وہ منتظم جزرسی پیشبینی اور داشتہ آید بکار کے اصول پر جسکا ہر کاروبار ہی - زندگی کے ہر طوفان بلا نشان اور

مصیبت سامان مین مردون کی طوفانی طبیعت کے لیئے لنگر کا کام
دینے والی۔ اونکی ہر واقعی اور مصنوعی مصیبت اور رنج مین اظہار خواہش
ہمدردی وچارہ جوئی مین لب تر ہونے کے قبل پاک محبت اور صاف
ہمدردی کا درد فرسا اور غم تراش لبریز جام دینے والی۔ اپنے گھر کے
چراغون پر رات بھر اپنی صحت سے بے پرواہانہ قطع نظر کر کے پروانہ وار نثار
ہونیوالی رونے اور ضدّی لڑکون کی پراثر اور پر شور وشر آواز کی فطرتی
جگونی کے بجنے پر رات بھر مین دس دس بار بیدار ہونیوالی۔ وہ انسان
اولاد کی تمنّا جسکی سب سے بڑی حاجت ہی۔ بے اولادی جسکے لیئے سخت
آفت اور قیامت ہی۔ وہ صحت بار نسیم عنبر شمیم جسکے چلنے سے متعصب دشمنون کی
تنگ خیالی کا تیرہ وتار زندان ہر ہندوستانی کے لیئے روضۂ رضوان ہی
وہ مسیح الزمان جسکے شفاخانۂ محبّت وہمدردی کی معجون کا محتاج ہر پیر و
جوان ہی۔ وہ قومی یاقوتی کان جسمین ہزارون لعل بے بہا نہان ہوتے ہین
وہ عمّان رحمت نشان جس سے اخلاقی خوبی اور نسوانی نیکی کے سیکڑون
چشمے ہر مکان مین پنہان بہتے ہین۔ شوہرون کی جمعیت خاطر اور طمانیت
کے اوراق کا خوبصورت اور مضبوط شیرازہ۔ اونکے چہرۂ خوشحالی کا خوشرنگ
خوشبو۔ اور حسن افزا غازہ۔ وہ نیک کاربندہ شوہر کی اطاعت جسکی
بہت بڑی عبادت۔ وہ نیک سرشت انسان رحمدلی اور ہمدردی
انسانی جسکی جبلّی عادت۔ شوہر کی فرمانبرداری جسکے خیال مین پرستش
مین شامل۔ جسکے نزدیک دیوتاؤن اور شوہرون مین صرف ایک

ہلکا سا امتیازی پردہ حائل - ایک عالم کی مصیبت پر رونے کو فطرتی طور سے جسکا دل ہر وقت تیار ہی - وہ متوالی جو متوالے شوہر تک پر صدقے قربان اور نثار ہی - ہزاروں شام غربت مین صبح امید کی جلوہ ریزی - وفا شعار شوہرون کے لیئے ہر طرح کی پُر لذت اور بد اطوارون کے لیئے ایک قسم کی ہلکی پرہیزی - ہر گھر کی باعث زینت و آبادی سلطنت خانہ داری مین انسداد دزدی کی منادی - غیر محسوس دلپسند اور پُر اثر دردمندانہ اور قربان پذیرانہ اداؤن سے اکثر شریف النفس میان کو در پردہ اپنا غلام بناتی ہی - دلجوئی اور مزاج شناسی کے دروازے سے اونکی شمع قبول تک پہونچکر اپنے ہر مطلب کا پیام سناتی ہی - بدنفس و بدعقل ساس نندون کی بے تمیزانہ اور ظالمانہ نکتہ چینیون سے جسکا دل چور ہی - اپنے میکے والونکی خاطر بات جسکو ہر حال مین بدل منظور ہی - محل مین بمحل حمل کے حمل کرنے پر غرور انگیز مسرت کی ادا دکھانے والی باوجود صحیح المزاج ہونے کے جلدی سے صاحب اولاد ہونے کے پُر جنون تمنا مین بیسیون جاہلون کی مُضر اور صحت سوز دوائین بیدھڑک کھانیوالی - میان کی بدمزاجیون کے کاکل پر پیچ و غم کے سُلجھانیکا خوبصورت شانہ - روان خانہ جان خانہ اہل خانہ - وہ قیدی نواز جبار جسکے الفت کا محبوس ہتکڑی اور بیڑی کی قید و بند سے ہمیشہ آزاد ہی - وہ مجنون پرور لیلی جسکے پاگل خانہ کا دیوانہ آزار سے بیزار اور اپنے پر فساد نفسانی خواہشون سے ہمیشہ مصروف جہاد ہی - وہ باغیرت جسکو اپنے شوہر کے گھر سے مرکر نکلنے پر ناز وہ نازنین

جو مصنوعی ناز نخرے سے بری اور مجسم نیاز ہی۔ اپنے عزیزون کی پیاری اپنے ماباپ کی دُلاری۔ دنیا کو میان کے حق مین جنت الفردوس بنانے والی بہشتی ناری۔ لڑکپن کی تماشا جوانی کی محبوبہ اور بڑھاپے کی انا[ا] ہی۔ انسانی زندگی سند آسائش کا فطرتی مستثنیٰ ہی۔ سوت کے خیال سے موت سے زیادہ ڈرنیوالی خواب مین اُسکے تصور سے خیالی طور سے لڑنے جھگڑنے والی۔ وہ عجیب الخلقت عورت شملہ ونینی تال کی صحت بار آب وہوا جسکو بہت ضرر کرتی ہی۔ ایک پُرانے بیمروت اور غلیظ جیلخانے مین جو آسایش اور بڑی نازش سے سنتر اور اسّی برس کی عمر تک ہشّاش بشّاش زندگی بسر کرتی ہی۔ سن تمیز مین بھی قید خانے اور گھر کی جسکو مطلق تمیز نہین بجز اُسکے اپنے عزیزون کے غیر مرد اگر عزیز مصر بھی ہو تو اُسکو عزیز نہین۔ باہر سے نوکرون سے کچھ نہ کچھ عناد کا رکھنا جسکا قدیم شعار ہے۔ ہر پہلو ہر رنگ اور ہر طرح سے جسکا دل اپنی دائی ماکا بدل طرفدار ہی۔ مرد احباب کے ساتھ بے تکلف پہاڑون اور جزیرون کی روح پرور ہوا کھانے کا ذکر سنکر جسکے ہوش اوڑتے ہین۔ محلسرا سے باہر نکلتے بیجا اور غیر ضروری شرم سے جسکے پانٔون زمین مین دو دو گز گڑتے ہین گورنمنٹ ہوس مین جانیکا نام سنکر فرط اضطراب سے مرغ بسمل کی طرح پھڑکتی ہے۔ غیر مرد کی چار چشمی کے تصور سے نوگرفتار جنگلی دیار گھوڑی کی طرح بہت خوفناک انداز سے بھڑکتی ہی۔ رسائی اور حکومت کے جنگل کے مرغون کو فرط نادانی سے اخلاقی فرخندہ فرجام دام کا دانہ بنکر جسکو

[ا] بہت خوب اڈیٹر

پھنسانا نہین آتا۔ اپنی دلربا اداؤن طبیعی قوتون اور خداداد صفتون کے حُسن استعمال سے جسکو بیگانہ کو خویش اور دشمن کو دوست بنانا نہین آتا۔ باوجود قومی اخلاقی علالت اور مشہور بے سروسامانی علاج کے بھی نئو بیمارون کے حق مین بہت آسانی سے بھی ایک انار بننے پر سخت انکار۔ شوہر کے دلی دلایتی ہمسفر دوست سے ڈرائنگ روم مین کھڑے کھڑے ذرا سا ہاتھ ہلانے کی بات سننے پر سیکے جانے کے لیئے قیامت خیز تکرار اور بے انتہا اصرار۔ وہ جاندار تکیہ جسپر آج بڑے بڑے لوگون کی آسایش امارت اور سخاوت کا تکیہ ہی۔ وہ زندہ سلائی کی کل جسکے ذریعہ سے ہزارون چاک درچاک گریبان افلاس مین مضبوط بخیہ ہی۔ وہ وحشی غیر محرم مرد کی سُریلی لیدار اور دلکش آوازہ بھی جسپر چابک کی طرح پڑتی ہی۔ وہ نازک اندام موم کی گڑیا غیر مرد کی نگاہِ محبّت وعنایت بھی جسکے بدن مین شل کانٹے کے گڑتی ہی۔ وہ چراغ محبت وشرافت جسکی نورانی ضیا سے بعض بدنصیب روشن خیال حکیمون نے اپنی آسائیش اور عافیت کے کاشانے کو دائمی طور سے پُر نور ہونے دینا محض بے سود جانا۔ وہ آبدار اور آبرودار دُر شرافت وعفت کہ جسکو مغربی تعلیم یافتہ ہندوستانیون کے سرتاج نے اپنے سِلک ازدواجی مین بہزار تمنّا وخواہش پرونا اپنے اور اپنے افسردہ حال اور شتر بے مہار نوجوان قوم کے حق مین ہر طرح سے محمود جانا۔

چودہوین صدی کی نئی روشنی کی ڈکشنری

لفظ	معنے
مہذب بی بی	دلکش - دلربا - اور دلفریب جڑی - میان سے سن مین دس اٹھ بیس برس بڑی - حلقۂ اغیار مین اکثر وقتِ جلوہ گری - لباس انسانی مین بے پر کی پری - وہ جادو جو سر چڑھکر بولے - وہ زندہ تراز وجو اپنے پر فسون آنکھونکے پلڑون مین ہر انسان کو تولے - غنچۂ دل جناب کی کھلانے کی ہواے بہار - ایک انار ۱۰۰ ...... عمدہ اور مہذب خانگی شکار گاہ - نزاکت - دل فریبی محبت اور سلیقے کی ہمیشہ آباد نمایش گاہ - مہذب دماغون کے معطر رکھنے کا سدا بہار گل شبو - سوسائٹی کا پھڑکتا ہوا اور دلچسپ دستنبو - میان کی نہایت معتمد مشیر - ہوم ڈیپارٹمنٹ کی بہت بیدار مغز وزیر ہمدردی کی کان محبت کی جان - میان کی دولت اڑانیکا طوفان بلانشان - ہر گھر کے لیے صحت بار ہوا - ہر انجمن کے لیے تہنیت کی صدا - میان کی سرتاج - ایک پنتھ اور ہزار کاج - ہر پیشے اور ہر کام مین نہایت آسانی اور غیر محسوس طور سے استعمال پذیر - میان کی افزایش عز و مراتب اور ترقی عہدہ مین اکسیر تاثیر - شوہر کے ہر عزم کی قوت بازو - بے ضرر سحر پُر لذت کرامت بے خطا جادو - خزانۂ راحت و آرام کی خوبصورت کلید ضامن عشرت جاوید چمنستان عشرت و نمایش کا مصنوعی طاؤس - وزرا کے خفیہ اور پیچیدہ دلی تمدنی منصوبون کا دلربا جاسوس - وہ خوش رنگ پُر تکلف خوش کیف

اور تُند شراب جسکا نشہ عزیزون کی محبت۔ کنبے کی رعایت۔ مذہبی حرارت اور قومی عادت کو یک قلم مٹا اور بھلا وے۔ وہ حور وش۔ تجربہ کار۔ روشن دماغ اور ادا شناس دایہ جو بڑے بڑے قابل۔ ہمہ دان۔ آزاد۔ اور وارستہ مزاج جوانون کو اپنے آغوش عاطفت مین دو چار تسکین بار تھپکیون سے مثل شیر خوار بچون کے عمر بھر کے لیے خواب غفلت مین سُلا وے۔ وہ مھذب خاتون جس کی ہر ادا اخلاق بار۔ جسکی ہر چشمک محبت ریز۔ اور جسکی ہر حرکت دلا ویز ہے۔ جس کا ہر قول میان کے حق مین فرمان سعادت نشان جسکی ہر بات مین میان کی نجات اور جو کہ اُن کے لیے تمام عالم مین سب سے بڑھ کر بکار آمد اور تشفی بخش دستاویز ہی۔ مرض بد اقبالی اور نا قابلیت کی صحت کا وہ چلتا ہوا نسخہ جس مین کبھی خطا نہین۔ رسائی اور ترقی کا وہ طلسمی کفایت آموز انجن جس مین آگ نہین۔ پانی نہین۔ ہوا نہین۔ وہ تریاق جو اپنی اثر فشانیون سے اپنے شوہر کی سم آلودہ اور ظلم انگیز حکمت علی کے نیشون خیز۔ اور ماتم ریز ضررون کا آسانی سے ازالہ کر دے۔ وہ آفت کار پرکار۔ جو نقطے کے برابر چھوٹی قسمت کو صفحۂ سوسائٹی پر اپنی پُر حکمت اور سحر تاثیر گردش سے بڑھا کر ہالہ کر دے۔ دلی مرادون کے ملنے کی بشارت کی مبارک فال۔ کالے آدمی کی ہفتاد پشت کی شامت اعمال ہر مینہ کا صحت بخش اور رسائی نواز گلدستہ۔ تیرہ گون اور سیاہ بخت نوجوانون کی تیرہ بین ہاون عقل کا کافوری دستہ۔ بعض کالون کے دنیوی امور مین مددگار اور سازگار مگر اکثر کے لیے دائمی مصیبت پُر خلش خار۔ اور باعث ادبار میانکو ریل

کی ریل پیل ہین توشہ عفت ومحبت در آغوش بوسہ - مہذب محفل رقص وسرود مین اپنے کرتب سے غرور کا موقع - اور حلقۂ احباب مین غم تراش اور فرخندہ فرجام شراب پر رنگانی کا جام دے - گھر مین عمدہ عمدہ لذیذ چیزون کے اصرار اور پیار سے کھلانے مین جان نثار کالی نانی امان سے کہین بڑھکر کام دے - میان کو پرنشن سوسائٹی مین گھٹانے بڑھانے کا آلہ - ایک برق آفت - ایک شرر ہزار اخگر در جگر - ایک آتش کا پرکالہ - بازار دلمین اپنے گرما گرم اور روز افزون سودے سلف سے میان کے نام کو جگانے والی - ہزار بار بگڑنے پر انکو ہزار بار بنانے والی - اما جان کی شفقت - باجی کی ہمدردی - دادی امان کی نازبرداری - یہ سب اُسمین موجود - بڑے بڑے گرو گھنٹال فیلسوف اُسکے سامنے اظہار اطاعت وفرمان برداری مین سربہ سجود - ہمیشہ روان چشمۂ فیض - ہمیشہ بہار گلستان - اور ہمیشہ سرسبز بار آور شجر - طریقۂ عشرت کا ہادی - مسلک تہذیب کا بادی - اقلیم شایستگی کا ہنرمند رہبر - کالے بھائیون کو عزت دینے اور ڈرانے کی چیز - سمند عقل وہوش کی جوانی کے لیئے مزہ دار مہمیز - دنیا مین عافیت اور عاقبت مین مغفرت کا سامان دوست - اتالیق معلم - اور جاپان شتر بے مہار نوجوان کی مہذب نکیل - ہندوستانی کے لیے مصیبت انگیز اور دائمی ذلیل خوش رنگ اور صحیح القوی لڑکونکے ڈھلنے کی مہذب اور خوشنما مشین[1] مصنوعی آرائیشون اور رنگ آمیزیون سے مجسم آرٹسنگ چین - مہذب اور خوبصورت بچون کی ٹکسال - عاشق مزاج مچھلیون کے پھنسانے کا پُرتکلف جال -

[1] کل

نوچی | نایکا جی کے امید وبیم اور راز و نیاز کا تجارتی جہاز۔ بڑی بی کے لنڈے اور سنڈے مرغ طمع کا نوخیز اور امید ریز اور پری وش پر پرواز۔ بڑی بی کے اڑگرے کی خوبصورت بریا یونی کی جوڑی۔ بازاری اتاگزاری کی کشتی کرایے کی گھوڑی۔ وہ خواب پریشان فتنہ ہاے خفتہ کو جگانا جس کا کام ہے وہ خود غرض دوست سلام جس کا ہزارون طرحکی ذلت ورسوائی کا پیام ہی وہ چنچل جس کے کوتل مین شیطان کی خالا ہی۔ وہ سپاہی جس کا سب سے کارگر اور دل خراش ہتیار نظر کا بھالا ہی۔ وہ ساقی جو بادۂ خود فراموشی و بیحیائی کا پیالہ اپنے پُربلا حلقے کے رندون کو پلاے۔ وہ شمع رو جو بزم عشق مین ہزارون سوختہ دلون کو صورت پروانہ جلاے۔ وہ قصاب جس کی نظر کی تیز چھری عشاق کے دلون کی کم زور گردنون پر پل کے پل مین پھر جاتی ہی۔ وہ بیوفا بے مروت اور عہد فراموش طوطا جس کی آنکھ اپنے دل دادون کی طرف سے چشم زدن مین پھر جاتی ہے۔ وہ بے حمیت میزبان جو اپنی بزم عشق کے مہمانون کی ذلت اور رسوائی کو طشت ازبام کر کے اپنا نام کرے۔ وہ کامل ڈاکٹر جو اپنی زبان کے پُراثر نشتر کو مجروحان زخم محبت کے تہ کام کر کے بے لاگ دل کے اندر اپنا کام کرے۔ روپیہ بنانے کی وہ مستحکم اور ترقی پذیر ٹکسال جسنے اپنا سکہ تماش بینون کی اقلیم قلوب پر جما دیا جعلی محبت کا وہ زر قلب جس نے اپنی عام پسندی سے اصلی اور سچی محبت کے سونے کی قیمت کو کور باطن نوجوانون کی نظر مین گھٹا دیا۔ تماش بینون کے نامہ اعمال کی سیاہ تختی۔ نوجوانون کی سب سے بڑی شامت اور بدبختی۔ بڑھاپے مین بڑی بی کی امید اساس

لاٹھی۔ فرسِ قوت بہیمی کی خوبصورت کاٹھی۔ وہ صحت سوز کوچہ جس کی ہوا
سم آلود ہی۔ وہ عزت وحمیت سوز آتش جو ہمیشہ بے دود ہی۔ وہ اخبار
ذلت بار جس کی سرخی آبرو کا خون ہی۔ وہ شفا خانہ جس کا دماغی اعتدال
سراسر جنون ہی۔ نائکاجی کا دل ربا آلہ جفا کاری مشعل عفت سوز حرامکاری
حرامکاری کی اونچی دکان کا سڑا گلا پھیکا پکوان۔ بوڑھی تماش بینون کے
لیے اُن سکے اصول سے حلوان۔ نائکاجی کی وہ ٹیڑھی اُنگلی جو تنگ نظر
امرا کے روغن طلا کی تنگ دہن مٹکی مین کامیابی سے گھستی اور نکلتی ہے وہ
شمع جو دن رات سوختہ دلون کے روغن جان سے جلتی ہی۔ وہ مکارہ جو
دن بھر مین گرگٹ کی طرح ہزارون رنگ بدلتی ہی۔ کبھی ڈرتی۔ کبھی بہلتی۔
کبھی چمکتی۔ اور کبھی مچلتی ہے۔ تماش بینون کے ڈھالنے کا خوبصورت سانچا۔
روسیاہی کا ہوش ربا طپانچا۔ اپنے مطلب کا کھلاڑی۔ .... پرست نوجوان
کی ٹھیل گاری۔ نائکاجی کے دام کا دانہ۔ کاکل آوارگی کے سلجھانے کا شانہ۔
وہ سڑی بوٹی جسپر جیفہ خواران خوانِ حرام کاری لڑتے ہین۔ وہ آوارہ
اور مکارہ جس کی صحبت مین نوجوان بگڑتے ہین خمیر بے حیائی کی وہ روٹی
جس کو باپ بیٹے کے دسترخوان پر بے تکلف لگتے دیکھا۔ آتش دوزخ کی وہ
چنگاری جسکو سوختہ بخت نوجوانون کی باد برباد دی سے اور زیادہ
سُلگتے دیکھا۔ ٹُچّے شاعرون کے مجہول خیال مین سیماب مزاج اور مہ پارہ۔
واقع مین ذلت کا فوارہ۔ گردش کا سیّارہ۔ جفا کیش عیارہ۔ اور
صحت سوز خام پارہ۔ شعرائے ہند کی عروس مضامین کی نقل و حرکت کا میا

اُن کے فرس خیال کا پُراثر تازیانہ۔ نائکاجی کی شکار گاہ کا چیتا۔ تماش بینون کے رام کرنے کا بے خطا اور دل سوز فلیتا۔ فرمُ ساق پروری مین طاق ابلہ فریبی مین مشاق۔ وہ خود غرض جو عاشق مزاج نوجوانون کو زرکشی کی غرض سے اپنے شکنجۂ محبت مین ہمیشہ کسے ز ایدہ کسے د.. کسی۔ فرساؤنکی دیدۂ امید کا بصیرت نواز کاجل ظاہر مین سلام۔ باطن مین پیام اجل۔ چیند بے غیرت لونڈون کا مایۂ غرور۔ اکثر بے تمیز۔ عموماً بے حیا۔ کمتر ذی شعور۔

نایکا — تماش بینون کے کمزور شش کے لیے نزلۂ حار۔ عاشق مزاجون کے فلک آرام و اقبال و کامیابی کا ستارۂ دنبالہ دار۔ عشرت سرشت نوجوانون کی دل شکنی اور ایذارسانی کا تیز اور سم آلود ہتیار حُسن پرست نوخیزون کے دیدۂ امید و تمنا مین کھٹکنے والا نوک دار شیطان کی خاص سواری کا شوریشت کٹر اڑیل ارجل و ربدذات رہوار۔ دجّال کے چار گوشۂ دنیا مین چڑھکر پھرنے کا کہنہ بوسیدہ اعضا شکن اور زندہ ہوادار۔ احسان فراموشی عہد شکنی مکاری اور دغا بازی کے کوہ آتش فشان کا تیرہ و تار دہوان دہار اور دادبار بار نجار۔ رند مشربون کے اقالیم قلوب کا نحس نحس اور برباد کرنیوالا آزار۔ حکمت کا وہ زندہ پورٹمنٹو جو خم فلاطون پہ ہنستا ہی۔ وہ ذی اختیار متلون المزاج خود غرض اور خوشامد طلب ڈاین جسکی فتنہ ساز اور خون بار چشمکون سے طرفۃ العین مین سیکڑون عاشق کا حسرت کدہ دل بنتا اور بگڑتا ہی۔ وہ شعلۂ ہستی سوز جو لپک کے آتشکدۂ آذر کی آگ کی زبان کا مُنہ چوم لیتا ہی وہ نحس اکبر کہ کسی آباد مکان پر بیٹھنے کے قبل تیمنًا و تبرکًا اوسیکا بدنام اور نافرجام نام بوم لیتا ہے۔

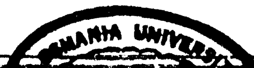
وہ نادر نادر جسکا خراج ناامید حسرت زدون اور مظلوم امیر زادون کے دل کا
خون ہی۔ وہ اژدر مردم در جسکے بلانوش پُر وسعت اور عمیق خار آتش بار شکم کے
دولت ریز خزانے مین گنج قارون مدفون ہی۔ وہ ڈینگو فیور[1] جو تپ تک مین انسان
کی ہڈی کو جلاتا رہے۔ وہ دردمند حکیم جو مریض عشق کو مرتے وقت تک بشاش
بشرے سے زہر کا پیالہ بے تکلف اور بلا تردد اور بے کھٹکے پلاتا ہے۔ وہ تپنچہ جسکی
گولی کبھی جگر کے اِدھر اُدھر نہین۔ وہ اصفہانی تیغ مہتم جسکی ضرب بجز دل کے
اور کسی عضو انسانی پر پڑی نہین۔ وہ سامری جسنے اپنی نظر کے مقیاس المزاج کی
گرم و سرد آزمائی سے بیسیون بقراط کو شیشے مین ادتارا ہی۔ وہ سور پھنکیت
جس نے بڑے بڑے کال پھنکیت اور پٹیت کو دم کے دم مین ہشیار کرکے بے پانی
کے مارا ہی۔ وہ نئی قسم کی بے حیا اور بے رحم وبا جسکے بھگانے کی کوئی موثر دعا نہین
وہ مرض لاعلاج جس سے جان بچانے کی کوئی مفید دوا نہین۔ وہ عقرب جس کے
نیش کا مرغوب نشانہ گاہ دل ہی۔ وہ خونخوار بے مروت اور ظالم جیلر جسکی پُر خشم
پُر عذاب پُر ہیبت اور وحشت ناک آنکھ کمزور دل اور خصلت کے خویشتن
فراموش دل فروخون کے لیے چاہ بابل ہی۔ وہ نانہ آفرین کل جس مین رنڈیان
بنتی ترشتی اور ڈہلتی ہی۔ وہ جادو تاثیر گھر جس مین آفت کی پڑیان
اکسیر بننے کے قبل برسون جلتی ہین۔ وہ تیز روشن دماغ اور بلند خیال معلم جو
نامی گرامی ملازادون کو گلستان کے باب پنجم مین سبق پڑھائے وہ علامۂ دہر
جو . . . . میم والے نئی روشنی کے مولویون کو طفل مکتب سمجھکر بزرگانہ شفقت

[1] ایک قسم کا بخار جس مین ہڈیون تک مین درد ہوتا ہی ١٢۔

اور پیارسے اپنی بہار دانش مین ساری دنیا کی حکمت بتائے۔ دنیا کے
گنجینۂ حسن کا مار۔ ایک تیز تجربہ کار اور ہشیار چڑیمار۔ مفت کے زر و جواہر
تولنے کی عمدہ ترازو بھولی اور انیلی غارتگران ایمان کی سرپرست پشت پناہ
اور قوت بازو۔ وہ گدی نشین بہتر فرقے کا سلسلہ جس سے براہ راست ملا ہی
وہ پرانی خونخوار باگھنی جس کی خرخش سے جوان مردون اور آکا ڈن کا کلیجا شل
بید کے ہلا ہی۔ وہ پیر نابالغ جس کی عمر کسی سال گرہ مین بحساب تعداد کبھی گھٹی
نہین۔ وہ بدچلن چنچل کہن سال اور بدخصال ... جس سے معلم الملکوت ایسے
تیز تجربہ کار اداشناس دم باز اور زود آشنا کھلاڑی سے بھی کبھی اچھی طرح
پٹی نہین۔ حرام کاری کے ہمیشہ روشن آتش دان کو گرم کرنیکا کول شرفا کے افسانۂ
ذلت اور رسوائی کی شہرت دینے کا ڈھول ڈھول عاشقون کے داغ دار دل کے
خوش کرنے کا فرائے پان۔ گلستان فسق و فجور کا ہمیشہ بیدار پاسبان بادیۂ
عشرت کا پرانا غول۔ حسن کے تجارتی جہاز کے پال اوڑانے اور لگانے کا مضبوط
مستول۔ ستم کیشون کی کشتی جور و جفا کی پتوار۔ بازار حسن و عشق کا مشہور
دغاباز اور فریبی ساہوکار۔ خواہش کی ریل گاڑی کا وہ انجن جو ہمیشہ
روان ہی۔ دل جلون کے مارنے کی وہ توپ جس مین نہ بارود ہی نہ دھوان
ہی۔ خونین جگرون کے اشک گلفام کی پر غرور موج کے روکنے کا پشتہ۔ حیلہ
و فریب دغا و مکر کا کچا کشتہ۔ عیاشون کے مزاج کو اعتدال پر لانے والی
دواؤن کی قرابادین۔ بیسوا پنے کی بساط کا فرزانہ فرزین (یا امیرزادون
کی رسوائی اور بربادی کا تماشا دیکھنے کی دوربین) وہ زنجیر جسکا ہر حلقہ

گرداب بلا ہی۔ وہ اخگر جس سے ہزارون دل دادون کا خرمن امید جلا ہے۔ وہ بیلون جو بجز دوسرون کی بربادی کی ہوا کے کبھی اڑا نہین۔ وہ بم کا گولا جو کبھی سینۂ عاشق کے سوا اور کسی مقام پر پڑا نہین۔ وہ رہزن جسکی کسی نیل کوڈ مین کوئی تعزیر نہین۔ وہ چور جس کے پکڑنے کی کوئی تدبیر نہین۔ بگڑنے والون کے ادراک حرارت شوق کا وہ تھرما میٹر جس مین خطا نہین مریض دردوالم کے لیے وہ زندہ ڈسپنسری[ئه] جس مین بجز شربت مرگ کوئی دوا نہین وہ مغ جس کے خم خانے کے متوالے کو قیامت تک ہوش نہین آیا۔ وہ سمندر جس کے سامنے کبھی دریاے بیدار مغزی وہشیاری کو جوش نہین آیا۔ وہ عاشق گر جس نے اپنی سحر آموز آنکھ کی ایک گردش سے سیکڑون میان مجنون اور ہزارون فرہاد بنائے۔ وہ کافر جس نے لاکھون کعبۂ دل توڑ کر کروڑون تبخانۂ بیداد بنائے وہ بوم جسکا ویرانہ امیرون کا کاشانہ ہی۔ وہ لالچی مرغ زروجواہر جسکا دانہ ہی۔ عاشقون کے پہلو کا ایذارسان پھوڑا۔ شوربختی عیاشونکی ادب آموزی کا کوڑا۔ وہ عمان بلا جس مین ایک مرتبہ ہر ناتجربہ کار شناور دریاے الفت نے غوطہ کھایا ہی۔ وہ سمندر جس مین غوطہ خورون نے ہمیشہ دُر کی جگہ سنگ خارا پایا ہی۔ وہ افعی جس کے خوف سے زمرد زرد ہو جائے۔ وہ کھرل جس مین عاشقون کا دل آن کی آن مین پس کر گرد ہو جاے۔ وہ جونک جو دولتمندون کے بدن مین ایک قطرۂ خون چھوڑ کر کبھی چھوٹی نہین۔ وہ فساد کی شیشی جو آج تک کسی قسم کی ٹکر سے ٹوٹی اور پھوٹی نہین۔ وہ اژدہا جو اپنی سانس کی

سلہ مقیاس الحرارۃ ۱۲ ئه دواخانہ ۱۲



کشمش اور کوشش سے دور دور سے روز تازہ شکار کھینچ لائے۔ وہ ڈبی ہیر
بیسوا جو دوست دشمن امیر فقیر باپ بیٹے چھوٹے بڑے سب کو ایک گھاٹ پانی
پلائے۔ وہ سولی جس پر شوق سے ایک مرتبہ کون جوانی مین چڑھا نہین۔ وہ
پھانسی کی رسی کا حلقہ جسکی طرف کس اسیر الفت کا گلا شباب مین شوق سے
بڑہا نہین۔ رنڈیون کی محفل گرم بازاری کا پر نور لیمپ۔ ترم ساتون کے لشکر
نحوست پیکر کا محفوظ کمپ۔ رجواڑون اور شہزادون کی دولت کی بالائی اُٹھانیکا
کفگیر۔ مجسّم ریاست شکنی و تعلقۂ لاخراج جاگیر۔ تماش بینون کے سیاہ نامۂ اعمال کا
شیرازہ۔ دنیا سے سیدھی دوزخ مین جانیکا وسیع بلند اور کشادہ دروازہ۔ عیاشون کے
بے غیرت دل کے فشار کے لیے فولادی پنجہ۔ دنیا مین گنہگارون کے عذاب
کے لیے قدرتی شکنجہ۔ مکتبِ عشق کے طلبا کے پھنسانے کا جال دلدادون کی
جان کا جنجال۔ امیرزادون کا منی بیگ۔ غیبی خزانے کی بڑی دیگ....
گرو گھنٹال تماش بینون کی سزاے اعمال۔ خوانِ حُسن کا سرپوش۔ جو نما
گندم فروش۔ ایک سیم شحیم لالچی تند خو۔ غضبناک۔ بیباک بے رحم اور بے مروت
دلالہ۔ فرعون کی مان شیطان کی خالہ۔

نئے سال کی نئی روشنی کی نئی ڈکشنری

آیا — مغربی نسوانی آزادی۔ شوخی اور چستی کی بگڑی ہوئی تصویر
باوجود بدرنگ ہونے کے ہزارون عمدہ رنگ سے صاحبان عالیشان کی
کوٹھی مین استعمال پذیر۔ میم صاحبون کی آرایش کا ہندوستانی جاندار
اور خدمت گزار آلہ۔ شدت گرما گرمی اور بیجایانہ سیماب وشی سے ہمسایگی

عورتون کی نظر مین ایک پر بلا شعلۂ جوالہ کوٹھی کی تمام بیش قیمت اور کمیاب چیزون کے اعلان کا بہت بڑا نقارہ - بابا لوگون کے جھولنے اور سونے کا محفوظ اور مضبوط چرمی گہوارہ - برق وشانہ گرم رفتاری و مصنوعی ادا سے ہر ہر قدم پر دم بہ دم سایے کو پھڑکانے والی - غیر معمولی آرام و آزادی کی بیقرارانہ گُدگُدی سے وحشی غزالانہ اپنے سایے سے بھڑک بھڑک کر کوٹھی کی فانسامانون خدمتگارون اور مشعلچیون کی آتش شوق کو بھڑکانے والی مصیبت - وہ عہدہ دارون کے اکثر بُرے وقتون مین کام آنیوالی ہندوستانی رُوسا امرا اور عمّالون سے ہر ہر تہوار مین معمولی طور سے انعام پانے والی - وہ ہندوستانی ٹیلیفون جو انگریزون کی کوٹھی سے ہمیشہ جاری رہے - وہ عقرب جس کا نیش ہزارون سنگینون کی چوٹون پر بھاری ہے - وہ سامری جسکے ایک منتر سے ہزارون آفت اور لاکھون بلا ٹلتی ہے - وہ انسان جس کے سایے سے پری تک جلتی ہے - رئیسون کے خاص کمرون مین نسیم سحری کی طرح جس کو بے روک ٹوک آنے جانے کی اجازت ہے - جسکی ادنی سی بے اعتنائی اور آزردگی بڑے بڑے لوگون کے لیے سبب شامت ہے - اپنے اوباش ناجنس خواجہ تاشون پر کورٹ شپ کی ناقص مشق کر کے کبھی کبھی تکلیف اور رسوائی سے بغلگیر اور ہمچشمون کی ذلت یار اور جگر فگار چشمکون کے اثر افشان تازیانون کی پے در پے چوٹون سے کبھی کبھی عقد نکاح سے دائمی پابہ زنجیر اپنی رسائی کو دوسرے کی نظر مین تیز کر کے دکھانی کی نیت سے بلا ضرورت کوٹھی کے مختلف کمرون سے نہایت ایٹ ہوم ہو کر ایک ظاہری بے پردگی کی ادا سی

یار بار آنے جانے والی۔ ہر قدم پر ہزار طرح کی نوایجاد اٹھکھیلیون سے جم جم کر
اپنی خوش ادائی اور بانک پن کا محبت انگیز اثر عاشق مزاج گھورنے والون
کے دلون مین جمانے والی۔ ہر قسم کی اداؤن سے دلربایانہ اور ابلہ فریبانہ
سخن طراز۔ میم صاحبہ کے منہ لگ کر دوسرے ملازمون پر خواہ مخواہ زبان دراز۔
نینو کی اکلائی۔ یکرنگے کی گوٹ اور دریس کے لہنگے کی زیبایش وقت خرامش
کن انکھیون سے مضطربانہ دیکھہ دیکھکر ایک میٹھی نگاہ نیم باز کے اشارے سے
ہر ایک طرحدار نوجوان سے اپنی نیم میانہ خوش وضعی پر داد کی خواستگار
باوجود کمسن ہونے کے اپنے خیال عظمت کی افزایش کی پالایش سے مسن
ملازمین کوٹھی اور چپراسیون کے پھپھی۔ خالہ اور نانی کہکر پکارنے پر بزرگانہ ٹھاٹ
اور تیور بدل کر جواب دینے کو طیار۔ مذہب عشق کے اکثر رسوم کی مغربی فیشن
سے غیر مکمل طور پر خانگی حلقون مین برت برت کر دکھانے والی۔ یورپ کی
تہذیب کی ہوا کو اپنی خصلت کے فانوس مین بند کر کے ہندوستان کے
خس وسفال پوش مکانات مین پرجوش ادا سے لانے والی۔ صاحبان
عالی شان کی ترقی۔ رخصت اور تبدیلی کی صحیح خبرون کے چھپنے کی واسطے
ہوم گزٹ کا پرچہ مستزاد ہی۔ وہ نیم سرکاری اخبار صداقت آثار جو کل قوانین
کے اثر سے مستثنیٰ اور جملہ قسم کی جواب دہیون سے آزاد ہی۔ یوروپین
مذموم خصائل کی نقالی سے کبھی مغربی ڈومنی بنکر مشرقی ملکون مطلع پر
ستارہ دنبالہ دار کی طرح آڑی اور ترچھی ہوکر لٹکتی ہی۔ ساق سیمین کی
نمایش کے لیے چلتے چلتے قصداً لہنگے کو ٹانگون سے اوجھا اولجھا کر بار بار جھٹکتی

اور جھنکتی ہے - اپنے شوہرون سے اکثر خانہ جنگی - ہیٹو اور انگریزی برے خصائل کی ایک سچی تصویر دو رنگی آ اپنے ہمقوم اور ہمسایے کے خیال مین ذات پات کھو کہا کر کمانے والی - گھر سے ایک بار تلاش روزگار مین نکلکر پھر لوٹکر گھر کم آنے والی - اکثر اپنے ظالم اور بے انصاف شوہرون کی بدسلوکی اور بے اعتنائی کی سیلی سے غصے اور رنج مین ڈوب کر ابر سیاہ کی طرح گھر سے نکل جانے والی اکثر ساس نند کی ایذا رسانی اور دلازاری کی تاب نہ لاکر حکام عالی شان کی کوٹھی مین آرام اور امان پانے والی صفائی اور چستی مین واقعی بے نظیر ہے - مصیبت کے وقتون مین اکثر مظلومون کی یہی دستگیر ہے کوٹھی سے روزنا در معلومات اور تازہ واقعات عالم کا ایک ذخیرہ لاکر ہمسایہ والیون مین ایک غیر معمولی کھلبلی مچانے والی - اپنی فراتی کوشش اور محنت سے اپنے ہم قومون مین بہت کچھ واقعی اور اصلی راحت و آرام پانے والی - ہمسایے مین ہر شخص پر ایک تحکم کی ادا سے اپنا رعب جمانے پر جسنے اودہار کہایا ہے - ہر فصل بہار مین شملے اور نینی تال کی صحت مالامال ہوا سے جس نے اپنی صحت کو چمکایا ہی اکثر نازک اور مشکل مواقع پر صاحب کی خوابگاہ مین رئیسون اور عہدہ دار و نکا ٹیکٹ لیجاکر سیکڑون شرفا کو آفتون اور مصیبتون سے بچانیوالی - اپنی خاص خاص حسن خدمت کے صلے مین بہت کچھ داجبی انعام و اکرام پانے والی - اکثر امور خانگی مین میم صاحبہ کی مشیر کمتر نیک بخت اور سیدہی - اکثر چالاک اور شریر مس بابا لوگون کی بڑی پیاری بابا لوگون کی بہت دولاری - بابا لوگون کی ٹہیل گاڑی کی خوش رفتاری سے غیر محسوس طور پر ہندوستانی باپون کو

پرورش اولاد مین ہواخوری کی جان پرور تاثیر کی ایک نہایت پرتاثیر تعلیم دینے والی۔ بیمون کی خصلت کی اثر پزیری کو نہایت آسانی سے اپنی سرشت بیمون سرشت مین بے تکلف و تکلیف قبول کر لینے والی۔ بیسیون ینگ شکاف۔ الیرٹ اور ٹیلر کو ہوا اور گودی کی نانی کی خوفناک کہانی سی ڈراتی ہی اکثر اون کے سلاتے وقت لوری کے بہانے دبی آواز سے ایک آدھ خوش آیند تان بھی اوڑاتی ہے۔ لفٹننٹ گورنر ہونے والے مغربی پودھون کو اپنے کنار عاطفت کی کیاری مین برسون سچی محبت اور خالص ہمدردی کی آب حیات کی سیچ کر بدلنے والی۔ لڑکین کی معصومانہ مدہوشی مین انگور روز بیسیون پر آفت اور پر مصیبت موقع مین ہوشیاری اور نمک حلالی سے سنبھالنے والی۔ وہ ہندوستانی جس کی ساری خصلت کی یوروپین سازش ہی۔ ایک دریس کے لنگے پر جس کو کمخواب کے پاجامے سے زیادہ نازش ہی۔ آیا آیا کی جان نواز آواز انگلو انڈین کے بچون کے بچانے کا سب سے پراثر ہندوستانی باجا ہے۔ ہر ایک انگریز کا بچہ آیا کی گود مین فرط بے پروائی و آرام و مسرت سے ایک ہندوستانی راجا ہے۔ وہ ہندوستانی نیمل تالیق جس کی ضرورت ہر کوٹھی مین ہوتی ہی۔ وہ ہندوستانی عورت جو اپنے ملک کے تعصب انگیز اور حماقت خیز خیالات کو صاف کر کے ولایتی صابون سے دھوتی ہی۔ پیر انی کی کرامت کی خوشبو میم صاحبون کے شامے کے بالاخانے مین خفیہ پہنچانے والی۔ ولایتی عورتون کے کمزوری خصلت کی چور دروازے سے اکثر انکے اعتماد اور اعتقاد کی کمرے مین غیر ملک کی عورتون کی غیر معمولی قدرت کے خیالات لانے والی

نذر و نیاز کے مد خرچ کے لیے میم صاحبہ کی خاص پاکٹ پر مداخلت بیجا کی عادی ہی۔ اُن کی خوش عقیدگی اور پیر پرستی کی اکثر خوش عقیدہ نسوانی اور درگاہی حلقون مین زندہ منادی ہی۔ شادی بیاہ اور جملہ تقریبات مین اپنے ہم جنس اور رحم دل آقا سے عطیۂ تائیدی پاتی ہی۔ یہی سبب ہے کہ ایسی تقریبون مین نہایت سیر چشمی سے سیر کرکے اپنے مہمانون کو کھلاتی ہے۔

ڈاک کے دو ہزارے لینڈو[سلہ] کے مخملی گدّے پر نہایت شان و شوکت سے دم سیر بیٹھکر جذبِ حرارت تفاخر کرکے بابا کو ہوا کھلانے والی۔ فرسٹ کلاس سیلون مین میم صاحبہ سے پہلے اپنی نابالغ امانت کو لیکر جگہ پانی پر مسکرا مسکرا کر اسٹیشن والون پر اپنا غیر معمولی داب و رعب جمانے والی۔ اکثر انگلو انڈین خاندان کا زندہ اور صحیح شجرہ ہی۔ بابا لوگون کی سیر کا نفیس بڑی بحرہ ہے۔ مختلف ملکون اور شہرون کی سیاحی کے متعلق واقعات اور حالات کو ایک تبحر اور ہمہ دانی کی ادا سے ہمسایے کی عورتون کو سنانے پر مغرور ہی۔ ہر وقت اوسکو اپنی مرفہ الحالی۔ اور نوکری کے نشے کا ایک مزہ دار سرور رہے۔

گھر سے نکل کر بگڑ کر بننے والی۔ اپنی قوت بازو کی کمائی پر سلف ہلپ کے غرور سے تننے والی۔ پنشن لیکر ذات مین آتی ہی۔ مبلغ سنگین دیکر اکثر حصہ پانی گھلواتی ہی۔ تادم موت گھر بیٹھے اپنے عمر بھر کی محنت کا خوش ذائقہ میوہ کہاتی ہے اکثر خاندان عالی سے نمک حلال آیا لوگ عمر بھر لائق پر ورش پنشن پاتی ہین۔ پنشن کے لیے خلش۔ راحت رسان اور تسکین بار سایے مین اپنے

سلہ ایک قسم کی نو ایجاد اور نفیس گاری ۱۲

بال بچون کو لیکر بڑے اطمینان اور پوری آزادی سے ایک عمر تک زندگی بسر کرنے والی۔ پیری۔ کے تیرہ و تار وحشت آثار اور کلفت کے درکنار راتون کو اپنے کامیاب سوانح عمری کے تصور کے نشے مین بے پروائی اور عافیت کی گہری نیند مین سحر کرنے والی۔ علی بابا ایسے قدر انداز نشانہ باز اور بھکیت محرر کی تجربہ کار اور پرکار درکنار الماسی نوک قلم کے کھونچون سے اپنے دامن خصلت کے اکثر عمدہ اور تعجب انگیز پہلوون کو بچا جانے والی ملکی اور قومی ہمدردی اور محبت سے اپنے ہموطنون کی کامیابی مین معین ہونے اور اپنی خصلت کی سچی تصویر کھنچوانے کی غرض سے بیجا بانہ ہماری برش خیال کی پوری زد پر آکر اپنا اصلی جلوہ اہل عالم کو دکہانے والی۔

یورپین کنسرٹ (یورپ کے سلاطین کا اتفاق)

ظاہر مین شہد۔ باطن مین سم۔ اندرونی اختلاف۔ باہمی جنگ وجدل کا عنقریب پھوٹنے والا بم۔ یورپ کے صحیح النسب اور معصوم حکمت عملی کے بچے کے جہولنے کا ہنڈولا مصنوعی اتفاق۔ پرانی کاوش۔ تاریخی عداوت۔ اور پرشوکت دہمکی۔ کے جہلانے کا جھولا۔ کمزور کے دبانے کا ہتیار۔ باہمی قوت اور موافقت کی حفاظت کا حصار مدبران یورپ کے دریائے عقل کی بلند سوج۔ خیالی جنگ گاہ تمدن کی آراستہ فوج۔ صلح نامون کے شروط یاد دلانے کی تاکید۔ مانٹی نگرو کے واسطے نصرت اثر نوید سلاطین یورپ کے مواثیق کی منفعت کی روشن دلیل۔ دنیا کی آزادی کا ضامن محبوب الامیرون کے حقوق کا سرپرست۔ اور کمزور سرکشون کا وکیل۔ مشرقی مسئلے کے حل کرنے کی کھرل۔ کمزور کو زور آور اور زور آور کو کمزور بنانے کی

ولایتی گل - کم زور سلطنتون کے بٹوارے کا نیا قانون - ٹرکی کی آینده
ترقی کا نہایت نیک شگون - دوسرون کے انتظام خانگی مین دست اندازی کا
بہانہ - اصیل کے واسطے سنگ ریزه اور ٹینی کے لیے دانہ نثار و اصرار دشمن
دباؤ نا جائز جبر - احمد کا مرده - محمود کی قبر - اندرونی اختلاف کے ڈہا کنے
کا سرپوش - وزارت انگلستان کے بادۂ کہن سالی کا آخری سرجوش -
شاہان یورپ کے نیک نیتانہ اتفاق کی تیغ کا خوبصورت نیام - ترکون کے لیے
ایک روح افزا - جان پرور اور مسرت بار پیام - پُرانے مریض کے لیے نیا
نیا پرسکرپشن[له] سلطنت ٹرکی کی انتظامی رپورٹ پر گورنمنٹ یورپ کا زبردست
رزولیوشن - مہذب شاہون کے آشوب چشم کا علاج ایک پنتھ ہزار کاج -

پارلیمنٹ (مجلس مدبران ملکی) مدبرون کا آشیانہ فصحا اور بلغا کی پرورش کا زچہ خانہ کسی ملک کی
قابل لوگون کی قوت گویائی کے تماشا دکہانے کا تہیٹر - وہ پالی جہان کا
اصیل اور ٹینی دونون کٹر - زبانی لڑائی کا میدان - خیالی پلاؤ بیچنے والے
کی دُکان - باہمی نفاق اور ذاتی رشک وحسد کا تنور - خیالی اور لسانی
کُشتی کا مہذب اکہاڑا - تمدن کے دنگل مین حکمت عملی کے مطابق وزرا
کے چت پٹ ہوجانے کا سہارا - مغربی فخر و نازش کی حفاظت کی مضبوط
دیوار - ملکی مصلحتون اور قومی حقوق کے بچانے کا سنگی حصار - ستم دیدون
کی چاره جوئی کا وه عمده و نادر داوری گاه جہان کوئی کالا وکیل نہین -
انصاف آموزی کا وه اسکول جہان روسیون کے ظلم ناحق کے انسداد کی

[له] نسخہ جو ڈاکٹر دیتے ہین ۱۲

کوئی عمدہ سبیل نہین۔غل مچانے اورگپ ہانکنے کا بلند زینہ۔قومی دولت قومی عزت۔قومی قوت۔قومی لیاقت۔قومی فصاحت اور قومی شوکت کا خزینہ۔

تھینکس (شکریہ) انگریزی معصوم لفظون کا اولڈ بابا یا۔خشک تحسین۔خشک سلام خشک احسان۔وہ پائی جسکے اندر صرف ہوا ہی وہ لفظ جو دنیا بھر کو خوش کرنے کے لیے بلا صرف کسی قسم کے ایک مجرب دوا ہی۔وہ انعام جو سال بھر دل و دماغ کے خون کرنے کا صلہ دیتا ہی۔وہ تمغا جو سیکڑون کو جان نثاری کی حسن خدمت کی عوض مین ملا ہی۔وہ پُر معنی لفظ جس نے حاتم دلون کی سخاوت کی داد دی ہی۔وہ کرامت کی پڑیا جس نے بڑے رجواڑون کے دل و دماغ کی خبر لی ہی۔وہ دولت لازوال جسکا تہذیب یافتہ دنیا مین بے انتہا خرچ ہی وہ تسخیر قلوب کا نسخہ جو اکثر سرکاری کاغذ کی پیشانی پر درج ہے خوش کرنے کا کم خرچ بالانشین آلہ۔وہ رئیس بادشاہ مزاج جسکا لفافہ بغیر کمخواب ور زربفت کے درست نہین ہوتا وہ پرتاثیر دعا کہ ہزار بلا کو زبان سے نکلتے ہوے ٹالدے۔وہ تسخیر باتاثیر جو دم بھر مین دشمن کو دوست بنائے وہ دم کل جو کم ظرفون کو دم بھر مین غرور اور عُجب کے آپ مصفا سے ربڑ[1] کے تکیے کی طرح پھلادے وہ قہقہہ انگیز زعفران کہ بابا نغانی کو ایک آن مین ہنسا دے۔

---

[1] ایک قسم کا انگریزی کھانا سرپوشس کی صورت کا ۱۲

پولیسی (حکمت عملی)	خیالی پلاؤ۔ مفت کرم داشتن۔ لہو لگا کے شہیدون مین نام۔ بانگ بے ہنگام۔ خودستائی۔ خودغرضی۔ وعدہ فراموشی۔ آشنافراموشی۔ اگیدڑ بھبکی۔ ہوائی بندوق کی آواز۔ ممبران پارلیمنٹ کے آپس کا نازونیاز۔ کمزور کو دبانا۔ زبردست سے ڈرنا۔ اپنی قوت خیالی کو بہالغے سے بیان کرنا اپنے منھ میان مٹھو۔ زبانی جمع خرچ۔ وقت کی پرستش۔ خیالی لڑائی مین حریف کو شکست دینے پر نازش۔ ہان مین ہان ملانا مارتے کے آگے اور بھاگتے کے پیچھے جانا۔ کسی کے جلتے ہوے گھر سے تاپنا۔
آنر (عزت)	مفہوم خیالی۔ جی خوش کرنے کے لیے ایک موقر لفظ۔ لندن کے اخبار نویسون کی خامہ فرسائی کے لیے ایک نفیس تختۂ مشق۔ پھوٹی ہوئی ہانڈی۔ نقارخانے مین طوطی کی آواز۔ عنقا۔ ایک قسم کا ولایتی مکسچر جو تالیف قلوب کو مفید ہے نئی طرح کا ولایتی آلو جو کبھی زمین سے نکالا نہین جاتا اور جسکی بو سے لارڈ لوگونکا دماغ معطر رہتا ہے۔
انٹرسٹ (حقوق)	وہ چیز جسکی حفاظت ضروری نہین۔ ساری دنیا کو اپنا جاننا۔ ایک شکل تصوری دوسرون کو ڈرانے کے لیے قائم کرنا۔ ایک نازک ہڈی جسپر ایک محلے کے ایک ہی رنگ اور نسل کے کتے اس ہیبت ناک طرح سے لڑین کہ اُن کی آواز سے دوسرون کے ڈرنے کا احتمال ہو۔ ایک قسم کے تمدن کی مچھلی جو کبھی جال مین پھنستی نہین۔ حبش کے جنگل کا کالا خرگوش جسکی تلاش مین بہت سے امریکا کے ڈاکٹر گئے ہوے ہین۔



مه نور می فشاند و سگ بانگ می زند

اشتہار مسرت بار

مشتہر ایک مجرد شخص ہے اور اوسکو ایک ایسی بی بی کی ضرورت ہی جس مین صفات ذیل ہون۔

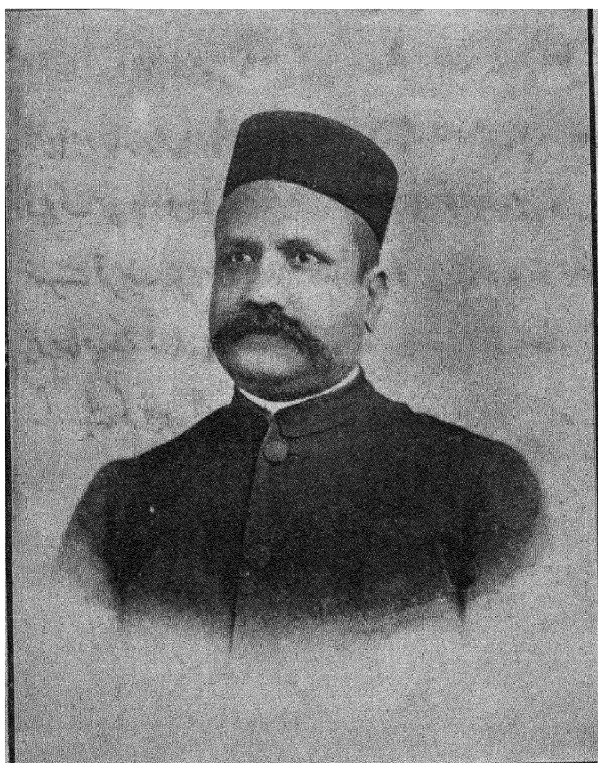
(۱) عالی خاندان کی چندان ضرورت نہین۔ مگر جس خاندان سی ہو اُسکے خون مین تازگی ہو۔ اس تازگی کا ثبوت یون ہو سکتا ہی کہ بذریعۂ اسناد با شہادت چند گواہان معتبر کے یہ بات ثابت کیجائے کہ اُسکی اوپر کی دو تین پشتون مین خون مین قوت اور تازگی دینے کے خیال سے کسی قوی الخلقت اور صحیح المزاج غیر خاندان کے آدمی کے خون کو نیچر کے معمولی قواعد فرحت بخش و نسل انداز کی تائید سی منتقل کیا گیا تھا۔ (انگلستان کے تہذیب یافتہ ملک مین طبی خیالات سے تازگی خون کا ایسا سامان اکثر ہی لوگون سے قرابت کے ذریعے سے کیا جاتا ہے)۔

(۲) پختہ سن کی عورت ہو یعنی چالیس۴۰ اور پچاس۵۰ کے اندر۔ کاٹھی مضبوط۔ قوی درست۔ طول مین ۵ سے ۶ فٹ کے اندر۔ نہ بہت دُبلی نہ بہت فربہ وزن قریب تین مَن کے (جو کہ متوسط درجے کی صحیح المزاج عورت کا وزن سارے ممالک تہذیب یافتہ مین ہی) رنگ سرخ و سفید سرخی زیادہ اور سفیدی کم غزالان ختن اور نرگس بیمار کی سی آنکھون کی ضرورت نہین۔ معمولی چھوٹی گربہ نما آنکھین بہت خوشگوار ہون گی۔ صحت نہایت اچھی ہو ایسی کہ سوای مرض موت کے ڈاکٹر اور حکیم بُلانے اور اس فضول مد مین روپیہ خرچ کرنے کی ضرورت نہو۔ کسی قدر معمولی دوا مین بچون کے علاج کے قابل اوس کو معلوم ہون تو بہتر

تعلیم و تربیت اس انداز کی ہو کہ متوسط اور اعلیٰ درجے کی تہذیب یافتہ انگلش یا نیم انگلش ہندوستانی سوسیٹی مین نہایت آسانی سے بے خلش طور پر چل پھر سکے۔ گانے بجانے کا سلیقہ اگر زیادہ نہین تو اسقدر تو ضرور ہی ہو کہ مجھے شام کے بعد گھر مین روک رکھنے کی قوت ہو۔ ناچنے مین اگر کمال نہو تو اتنا دم خم تو ضروری ہو کہ ایک دو جنٹلمین کو (بال پارٹی) ناچ کے جلسے کی تہذیب اور فرحت بخش پالی مین بخوبی تھکا دے۔ گھس بیٹھ کا اچھا سلیقہ چاہیے اور اگر اسکی مشق نہو تو ایسا مادہ ہو کہ آیندہ اس خصوص مین طبیعت تعلیم پذیر ہونے کے لیے تیار ہو۔ بڑے بڑے نامی گرامی لوگون سے کسی قسم کی قرابت ہو تو بہت عمدہ بات ہے۔ اگر واقعی طور پر نہو تو ایسی قرابت کا دعویٰ۔ وہ یا اُس کے قرابت مند زور و شور سے کرتے ہون یا کرنے پر راضی ہون (نسبنامہ کی ہر شاخ کو عمدہ اور قدیم شجرون سے آسانی اور صحت کے ساتھ ملا دینا میرا ذمہ۔ اس کا تردد ہرگز نہ کرین) خوش خوراک۔ خوش گپ (خوش ادا۔ اور خوش مزاج ہو (خوش خوراکی سے ایک چپاتی اور چار تلے ہوے کباب غرض نہین بلکہ اقل مرتبہ دو تین سیر گوشت دس پندرہ انڈے سیر دو سیر دودھ پاؤ آدھ پاؤ سوجی کی روٹی اور اس کے ماسوا میوہ جات وغیرہ وغیرہ اور مفرحات اور ولایتی پانی اور چاے وغیرہ وغیرہ کھائے پیے) مذہبی خیالات مین نہ بہت خشکی ہو نہ بہت تری ہو۔ نئی روشنی کی پھلجھڑی۔ تہذیب کی ہتھکڑی آزادی کی چھڑی۔ خلاصہ یہ کہ چٹی نیچری ہو۔ گھوڑ سواری اور مہذب اور صحت بخش کھیلون سے واقف ہو اور ہر طرح کی آب و ہوا کی سختی کو برداشت کر سکے۔ قانون کے مطابق شادی ہو گی۔ اور رجسٹر

قانونی قاضی ہوگا۔ بوسہ بازی کے فن مین کمال مہارت ہو۔ اگر نقص تعلیم یا
صحبت کی وجہ سے اس فن سے مطلق بے بہرہ ہی تو اُس مین اس فن نامی مین
مہارت حاصل کرنے کا مادہ ہو (کیونکہ بغیر ایسی مہارت کے ایک تہذیب یافتہ
انسان کی بی بی دنیوی کامون مین عمدہ طور سے قابل استعمال نہین
ہوسکتی) اگر اس فن مین مہارت حاصل ہی تو کس درجہ (اس کو لکھنا ضرور ہوگا)
کیا اُسکے بوسے کی کشش اور کوشش سے نوکری۔ دوٹ۔ یا کسی کونسل
و ونسل کی ممبری مل سکتی ہی یا اسکے بوسے سے کسی مجرم کی خطا دہوئی جاسکتی ہی؟
یا اُسکے بوسے سے ترقی یا تمغے مل سکتے ہین؟ یا اُسکا بوسہ کمند بن کر کسی جنٹلمین کو
پھنسا سکتا ہی؟ (ان ضروری مضامین سے بہت تفصیل سے واقف کرنا ہوگا
کیونکہ اور صفات کے مقابلے مین اس صفت کو بہت زیادہ رجحان ہوگا) اعلیٰ
درجے کی انگریزی سوسائٹی مین پہاڑون کے اوپر اور انکے دامنون اور شہرون مین
اپنے شوہر کے صفائی اور بے روک ٹوک طور سے پوری آزادی سے آتے جاتے
اور ملنے جلنے مین کلکتے کی نمایشگاہ کے سیزن ٹکٹ یعنی اُس ٹکٹ کا کام دے جو
نمایشگاہ مذکور مین برابر ہر وقت آنے جانے کے لیے کافی تھا۔
بے امتیازی سے لڑکے جن جن کر اپنی صحت کو غارت۔ شوہر کی دولت کو رخصت
اور اپنے گھر کو ایک مصیبت انگیز وحشت سرا نہ کر دے بلکہ لڑکو نکے جننے کے شوق سے
اوسکا دل ودماغ ایسا پاک وصاف ہو جیسا ہر باغ خزان مین پھول اور پتون سے
مشتہر اپنے مختصر حال سے بھی پہلے سے ان بیبیون کو واقف ہونے کا
موقع دیتا ہے اور درصورت فرمایشی جوڑے کے میسر ہونے کے اپنے

تفصیلی حالات سے بہی واقف کرنیکا وعدہ کرتا ہی۔ فی الحال بفضل نیچر مین ایک ممتاز عہدے پر مامور ہون اور میرا مشاہرہ ایسے ایک فرمایشی بی بی کو لیکر آرام سے رہنے کے لیے کافی ہے اور آیندہ میری ترقی کے لیے دکن کا مطلع صاف نظر آتا ہی۔ کیونکہ اُس طرف آج کل میرے ہم خیال اور ہم مشرب لوگونکا دور دورہ ہی اور میرا لگّا بہی گویا ایک طرح لگ چکا ہی فضل نیچری کے سایے مین دو چار برس وہان بسر کرنے سے پھر مین بہی اپنے شہر نیچرآباد کا کالا ڈیوک بن جاؤن گا اور پہر اپنی آرام جان کو لیکر نینی تال پر (جو میرے شہر سے قریب ہی) مزے سے رہونگا۔ مجملاً میری موجودہ حیثیت ایک فرمایشی میم صاحبہ کے لُبہانے اور اُن کا مجھے اپنا دائمی شریک رنج و راحت بنانے کے لیے کم نہین ہی۔



مُنشی جوالا پرشاد برقؔ مرحوم

منشی جوالا پرشاد صاحب برقؔ

منشی جوالا پرشاد صاحب برقؔ ضلع سیتاپور قصبہ محمدی مین پیدا ہوے تھے۔ ۲۱۔ اکتوبر
۱۸۶۳ء تاریخ ولادت ہے۔ اسکول کی ابتدائی تعلیم کا زمانہ محمدی ہی مین گذرا۔
۱۸۷۸ء ضلع کچہری سے انٹرنس کا امتحان درجۂ اول مین پاس کیا اور وظیفہ پایا۔
۱۸۷۹ء سے کیننگ کالج مین تعلیم پاکر ۱۸۸۲ء مین۔ بی۔ اے کا امتحان پاس کیا۔
۱۸۸۳ء مین وکالت کی ڈگری حاصل کی اور فدائے قوم منشی کالی پرشاد مرحوم
کے دامن عاطفت کے سایہ مین کچھ عرصہ تک وکالت کا مشغلہ جاری رکھا ۱۸۸۵ء
کے آخری حصہ مین وکالت کا سلسلہ ترک کر کے منصفی کا عہدہ قبول کرلیا اور اس صیغہ مین
خاطر خواہ نام آوری اور ترقی حاصل کی۔ اکثر اڈیشنل سشن جج اور سشن جج
کے عہدہ پر بھی قائمقامی کی حیثیت سے ممتاز رہے۔ اور ۱۹۰۹ء مین گورنمنٹ کی
جانب سے گریون کمیٹی کے ممبر بھی مقرر ہوے۔ مگر جب ۲۶۔ مارچ ۱۹۱۱ء کو لکھنؤ
مین بعارضہ طاعون انتقال کیا تو اسوقت انکا مستقل عہدہ جج خفیفہ کا تھا۔
انکے انتقال پر شمیر صاحب جوڈیشل کمشنر نے کرسی عدالت سے فرمایا کہ قابلیت کے
اعتبار سے اودھ کے سب ججون مین بابو جوالا پرشاد اپنا ثانی نہین رکھتے تھے
بابو جوالا پرشاد مرحوم خلقی طور سے نہایت ذہین اور طباع شخص تھے اور واقعی اسم
بامسمّیٰ برقؔ تھے۔ اُردو زبان اور شاعری کا شوق زمانہ طالبعلمی سے تھا۔ پہلا اُردو کا
مضمون تیرہ برس کے سن مین کالستھ سماچار مین لکھا تھا۔ مرحوم کے بھتیجے بابو کرشن کمار
صاحب فرماتے تھے کہ جس زمانہ مین فسانۂ آزاد نکلتا تھا تو بابو جوالا پرشاد لکھنؤ کی زبان
حاصل کرنے کی غرض سے اسکا مطالعہ اسطرح کرتے تھے جسطرح کوئی طالبعلم اسکول کالج کی کتاب پڑہتا ہے
لکھنؤ مین آکر منشی جوالا پرشاد سے منشی سجاد حسین پنڈت تربھون ناتھ ہجر منشی احمد علی
شوق سے ملاقات ہوئی اور اودھ پنچ مین لکھنے کا سلسلہ شروع ہوا منشی صاحب
موصوف ان معدودے چند لوگون مین تھے جنھون نے اپنی ابتدا سے آودھ پنچ کی پود ھ کو سینچا۔

انکی ذہانت اور طباعی ضرب المثل تھی اور زبلندانی اور شاعری کے اعتبار سے لکھنؤ کے سخن سنجون مین ممتاز درجہ رکھتے تھے۔ علاوہ چھوٹی چھوٹی نظمون کے جو اودھ پنچ مین اکثر شائع ہوئین مثنوی بہار اور معشوقۂ فرنگ جو کرر و میو جولٹ کا ترجمہ ہی انکی شاعری کے بہترین نمونے ہین۔

مثنوی بہار کی دلچسپی اور اختصار کو دیکھکر سر سید احمد خان مرحوم نے یہ فرمایا تھا کہ ع

روئے گل سیر ندیدیم و بہار آخر شد

یہ ایسی سند تھی جسپر ہر شخص کو ناز ہو سکتا تھا۔

بابو جوالا پرشاد نے بنکم چندر چٹرجی کے بنگالی ناولونکا ترجمہ اس صفائی سے اور ایسی سلیس عبارت مین کیا ہی کہ اکثر بنگالی حضرات کو یہ کہتے سُنا کہ ترجمہ مین اصل قصہ کی تازگی موجود ہی۔ بنگالی دُلہن۔ برتاب۔ مار آستین۔ روہنی۔ اصل مین بنگالی زبان کے قصہ ہین جنکی تصویر اُردو زبان مین اُتاری گئی علاوہ ان ترجمونکے منشی صاحب مرحوم نے انگریزی زبان کے فدائے سخن شکسپیر کے تین یا دس ناٹکونکا ہو بہو لفظی ترجمہ نہایت سلیس نثر مین کیا ہی اور اگر زندگی وفا کرتی تو اونکا یہ ارادہ تھا کہ اسی عنوان سے شیکسپیر کے تمام ناٹکونکا ترجمہ کر ڈالتے مگر ۱۹۰۸ع مین اس کام کی ابتدا ہوئی اور ۱۹۰۹ع مین اُنکی زندگی کا افسانہ ختم ہوگیا۔

علاوہ منشی سجاد حسین مرحوم اور منشی احمد علیصاحب شوق کے پنڈت تربہون ناتھ ہجر مرحوم بابو جوالا پرشاد کے بڑے گہرے دوستو نمین تھے۔ اودھ پنچ مین دونونکے مضامین کا کثیر حصہ اُسوقت کا لکھا ہوا ہی جبکہ قیصر گنج مین پنڈت تربہون ناتھ وکالت کرتے تھے اور بابو جوالا پرشاد منصف تھے یہ وہ زمانہ تھا جبکہ دونون رنگین مزاج دوستونکے لیے ہر روز روز عید اور ہر شب شب برات تھی۔

حیف بر جان سخن گر بسخندان نرسد

مائی ڈیر سجاد حسین۔ زمانے کی چال کبھی ایک سی نہین رہی۔ آج کچھ اور ہی کل کچھ اور تغیر اور تبدل کے فطرتی قانون مین آئے دن ترمیم و تنسیخ لگی رہتی ہی۔ زمانے کے ساتھ خیالات بھی اپنا رنگ بدلا کرتے ہین۔ ایک مذاق شاعری ہی کو دیکھیے کہ غیر قرین القیاس اور ناممکن الوقوع مضامین کی ٹیڑھی ترچھی پگڈنڈیون کو چھوڑکر نئی زمانا کس طرح برآرہا ہی۔

مقفیٰ اور مسجع عبارت اب کانون کو نہین بہاتی۔ اہل زبانون کی پیاری پیاری اچھوتے روزمرے سُنکر جی پھڑک اوٹھتا ہی۔ سچی سچی بلا مبالغہ باتین دل مین چُبھہ جاتی ہین۔ نیچرل شاعری جب قدرتی صناعیون کا فوٹو کھینچکر نظر کے سامنے لے آتی ہی تو بے اختیار یہ زبان سے نکلجاتا ہی۔ ؎

زفرق تا بقدم ہرکجا کہ مے نگرم — کرشمہ دامن دل میکشد کہ جا اینجاست

اِن قدرتی جذبات کا نظم کے پیرایہ مین ادا کرنا شعراے مغربی کا حصہ ہی علم طبعات۔ جر انتقال و رطبقات الارض کو شاعری کی زبان مین ظاہر کرنا انہین کا حق ہی۔ مین کیا اور میری شاعری کیا۔ نہ عرفی نہ خاقانی پھر کس برتے پر تتا پانی۔ لیکن ہان زمانے کا رنگ دیکھکر مین نے یہ جرأت کی کہ مغربی خیالات مشرقی مذاق مین ادا کرون اکہ سامعین کو ناگوار خاطر نہو۔ اوراس رنگ کی شاعری کی طرف دوسرونکی توجہ بہی مسلف ہو۔ یہ امرکہ مین اپنے ارادہ مین کہانتک کامیاب ہوا مین نہین کہ سکتا کیونکہ یہ بات صرف ناظرین کے مذاق پر منحصر ہی۔ مین سوچتا تہا کہ یہ ناچیز تحفہ جو میری طبیعت کا ایک نیا اور پہلا جوش ہی کسکے نام نامی پر معنون کرون۔ میری نظر مین سوای آپکے کوئی دوسرا نہ جچا۔ اُردو زبان کے مردہ جسم مین پہلی پہل روح آپ ہی نے پہونکی۔ اس زمانے کے لوگونکے مذاق کی کایا پلٹ آپ ہی نے کی۔ آپ ہی کی مستقل اور با اثر کوششون نے اودھ پنچ کے مقبول ذریعے سے اُردو زبان مین مغربی خیالات کا رنگ پائداری کے ساتھہ چڑھایا اس قابل قدر پرچہ نے فی الواقع ثابت کردیا کہ مشرقی نہ مغربی خیالات باوجود اپنی ذاتی تباین کے نہایت خوبصورتی کے ساتھہ ہماری زبان مین ادا ہوسکتے ہین۔ مین اپنا فخر سمجھونگا اگر آپ اس نظم کو منظور فرماکر اپنے نام سے معنون فرمائینگے۔

بہار

اٹھلاتی لجاتی مسکراتی
کس ناز سے ہے بہار آتی

کم سن- الھڑ- حسین- انیلی
چوتھی کی دولھن نئی نویلی

بوٹا سا وہ قد بہار کے دن
اوڑھنی کوپل او بہار کے دن

گہنا پھولون کا زیب تن کر
دھانی جوڑا نیا پہن کر

گھونگٹ اک ناز سے نکالے
سہرا پھولون کا منہ پہ ڈالے

ہریالی بنی وطن مین آئی
اک سبز پری وطن مین آئی

اوتری گلشن مین جب سواری
سورج نے آرتی اتاری

گل نے زر گل کیا نچھاور
صدقے ہوئی عندلیب اوڑکر

شبنم بھر لائی کورے کورے
شربت سے گلاب کے سکورے

خورشید نے آئینہ دکھایا
کرنون نے مورچھل ہلایا

نہرین ہر پھر کے لائین پانی
سبزے نے بچھایا فرش دھانی

خوشیان اشجار نے منائین
میوون کی ڈالیان لگائین

غنچون نے چٹک کے لین بلائین
بلبل نے چہک کے دین دعائین

مرغان چمن نے گیت گائے
ہر رنگ کے زمزمے سنائے

چڑیون نے گا کے دل لبھایا
مورون نے ناچ کر رجھایا

بدلی پھولون نے اپنی وردی
اودی- زنگاری- لاجوردی

بھونرون نے یہ گونج کر صدا دی
کوئل نے یہ پھیر دی منادی

معشوقۂ گلعذار آئی
آئی آئی بہار آئی

سن گن جو ہین فصل گل کی پائی — سردی گھبرائی سٹ پٹائی
گردش سے دنون کے بی خطر تھی — مطلق نہ بسنت کی خبر تھی
معزولی کی اپنی پاتے ہی چھاؤن — اوتر کو کسک چلی دبے پاؤن
رنگ اوڑ گیا پہلے جو جما تھا — گھر سٹ گیا جو بنا ہوا تھا
بیچاری کی کوکھ اوجڑ گئی ہے — پالے پر اوس پڑ گئی ہے
کھرے پہ گھٹا ہے غم کی چھائی — چہرے پہ ہے چھوٹتی ہوائی
پھوٹی قسمت پہ روتی ہے برف — ہستی گھل گھل کے کھوتی ہی برف
رنگت ارض و سما کی بدلی — صورت سیرت ہوا کی بدلی
اطراف جہان مین مچ گئی عید — پہونچا خط استوا پہ خورشید
چرخ چارم پہ ہے نمایان — فیاض زمان مسیح دوران
چلتی ہے ہوا اوسی کے دم سے — ہے نشو و نما اوسی کے دم سے
نیچر کو شعاعین پالتی ہین — ہر چیز مین جان ڈالتی ہین
کرنون نے گڑی جڑون مین گھس کر — پیدا کیے یہ نمو کے جوہر
شاخون مین جڑون سی چڑھ کی پہونچین — دوڑین پتون مین بڑھ کی پہونچین
سجنے لگین باغ و بوستان کو — رنگنے لگین تختہ جہان کو
فیروزی۔ صندلی۔ گلابی — خاکی۔ عنابی۔ سرخ۔ آبی
لاکھی۔ نارنجی۔ ارغوانی — طوسی۔ خشخاشی۔ آسمانی
کافوری۔ کاکریزی۔ لاہی — بادامی۔ سیاہ۔ زرد۔ کاہی
عباسی۔ پیازی۔ زعفرانی — ماشی۔ زنگاری۔ سبز۔ دھانی

ہر اک کا جدا ہے رنگ و روغن | پر سبزہ پہ ہے بلا کا جوبن
سایہ بھی ہے اوس مین روشنی بھی | گرمی سے ملی جلی ہے سردی
سبزے کا او بہار کیون نہ بہائے | ہر فصل بہار کیون نہ بہائے
او آنکھون کو نور دینے والے | او دل کو سرور دینے والے
کہسارون پہ تو ہی ڈہڈہایا | گلزارون مین تو ہی لہلہایا
ساری خلقت ہری ہی تجھ سے | ہر چیز ہری بھری ہے تجھ سے
اللہ ری نمو کی کارسازی | بخشی گلشن کو روح تازی
بادِ سحری چلی جو سن سن | اُبھرا ہر شاخ گل کا جوبن
سینون مین ہوئی اُمنگ پیدا | ننھی کلیان ہوئین ہویدا
چھیڑا جو صبا نے کسمسائین | کچھ کچھ دبے ہونٹون مُسکرائین
پھر گل پہ نسیم نے کھلایا | بڑھکر پہلو مین گدگدایا
سب مارے ہنسی کے کھلکھلائین | پھولے نہ وہ جامے مین سمائین
باچھین گئین کھل خوشی کے مارے | دم پھول گیا ہنسی کے مارے
خوشبو درج دہن سے نکلی | اترائی ہوئی چمن سے نکلی
کچھ ایسی دماغ مین سمائی | شاخ گل کو ہوا بتائی
اٹھلاتی ہوئی چلی ادا سے | چُہلین کرتی ہوئی ہوا سے
گھوڑے پہ سوار تھی ہوا کے | جھونکے گئے بن اوڑن کھٹولے
ہر موج نسیم تھی معنبر | خوشبو سے جہان ہوا مُعطر
پیارا پیارا سمان جو دیکھا | خلقت کو شادمان جو دیکھا

گھر سے اپنے کسان نکلے | بوڑھے بالے جوان نکلے
تارون کی چھاؤن منہ اندھیرے | کھیتون مین پہونچ گئے سویرے
گوڑی جوتی زمین کمائی | نیچے کی زمین اوپر آئی
بو جوت کے بیڑیان لگائین | کچھ لوگون نے چرخیان لگائین
پُر سے پانی کسی نے کھینچا | بعضون نے ڈھیکلی سے سینچا
برہا کوئی سنبھالتا ہے | نالی کوئی نکالتا ہے
مل مل کے دہاتنین ہین گاتی | کھُرپی لیے کھیت مین نراتی
کھیتی پہ نثار ہونے والے | وہ جوتنے والے بونے والے
فارغ ہوئے آج جوت بو کر | پلٹے گھر ہاتھ پاؤن دھو کر
پانی کھیتون مین بھر چکے وہ | جو کچھ کرنا تھا کر چکے وہ
اس کام سے گو ہوئے وہ آزاد | اب فکر ہے فصل ہو نہ برباد
آفت سے اوسے خدا بچائے | اُمید پہ پانی پھر نہ جائے
بیچین ہین سخت ہے تردد | ہر دم کمبخت ہے تردد
دھڑکا ہے بڑا پڑے نہ افتاد | کھٹکا ہے ہوا کرے نہ برباد
دل مین ہین یہ وسوسے سمائے | گروی گیہون مین لگ نہ جائے
پتھر نہ پڑین کہ کھیت ہون گرد | پالا نہ پڑے کہ پیڑ ہون زرد
پچھوا سے نہ ساری فصل کھو جائے | گیہون پتلا نہ گر کے ہو جائے
پیڑون پر ٹڈیان نہ چھا جائین | ہرہے گورو نہ کھیت کھا جائین
چوہون کے کاٹنے کا ڈر ہے | دیمک کے چاٹنے کا ڈر ہے

کھیتون مین بیج سڑ نہ جاے
کھیتی پر اوس پڑ نہ جاے

دل ٹوٹ گیا تھکے جو بادل
جی چھوٹ گیا ہٹے جو بادل

پالا جو پڑا تو دل ہوا سرد
سرسون نہ جمی تو منہ ہوا زرد

خورشید حمل سے ہو ہویدا
نیچر مین کر امتزاج پیدا

برہم نہ مزاج آب و گل ہو
حدت کرنون کی معتدل ہو

بادل برسا دے ابر نیسان
دانے موتی سے رولی دہقان

شبنم بدہ جا تو ڈالیون مین
موتی سے پرو دے بالیون مین

ٹھنڈی ٹھنڈی ہوائین آؤ
اودی اودی گھٹائین چھاؤ

گھبرا نہ کسان ہے خدا ساتھ
اللہ کے ہین بڑے بڑے ہاتھ

دنیا کا رفیق تو ہے دہقان
عالم کا شفیق تو ہے دہقان

مفلس۔ قلاش۔ بھوکے محتاج
زردار۔ امیر۔ صاحب تاج

سب کا تو نے ہے پیٹ پالا
تیرا ہو جہان مین بول بالا

تیری فیاضیان ہین مشہور
کیونکر نہ ہو تجہپہ ہند مغرور

یارب برسا دے ابر رحمت
لگ جاے ٹھکانے اسکی محنت

نیت مین ہو پھل جناب باری
محنت ہو سوپھل جناب باری

ٹھنڈے جھونکے چلین خدایا
شاخین پھولین پھلین خدایا

ہان جوش نمو بڑھے الٰہی
یہ بیل منڈھے چڑھے الٰہی

پودے جو نہال ہون تو نجائے
دہقان خوش حال ہون تو نجائے

اے ابر کنون بہ ہوش درآ
اے رحمت حق بہ جوش درآ

گاڑھی ہے کسان کی کمائی
باشد کہ برو کرم نمائی

دکھلا یا دعا نے یہ نتیجا | آہون سے فلک کا دل پسیجا
نکلا تیزی سے مہر انور | حدت سے بھڑک اوٹھا سمندر
کرنون کی ادہر بڑہی شرارت | پانی کی ادہر بڑہی حرارت
قلزم کی بدن مین لگ گئی آگ | منہ پر غصے سے آگیا جھاگ
اک جوش مین آیا بحر زخار | دل بادلون کے چڑھے دہوان دھار
چھایا بڑھکر فلک پہ سارا | چھانٹا دل کا بخار سارا
خورشید کو بادلون نے گھیرا | عالم مین چھاگیا اندھیرا
کرنون سے ہوا لطیف ہوکر | چلنے لگی بن کے باد صرصر
بادل اڑتے ہوا سے بھاگے | باتین کرتے ہوا سے بھاگے
میدانون مین بڑھ کے آگئے وہ | کہسارون پہ چڑھ کے چھاگئے وہ
ٹکرا کے پہاڑ سے کہین پر | جھلا کے برس پڑے وہین پر
اونچی نیچی پہاڑیون پر | دہارین گرتی ہین لڑکھڑا کر
چشمے کہین زور کر رہے ہین | نالے کہین شور کر رہے ہین
نہرین اٹھلاتی جا رہی ہین | لہرین موجین اوڑا رہی ہین
سبزے سے ہرا ہے دامن کوہ | پھولون سے بھرا ہے دامن کوہ
تختہ ہے چمن کا یا پہاڑی | گملا پھولون کا یا کہ جھاڑی
سبزے کا پہاڑ پر یہ انداز | جیسے چہرے پہ سبزہ آغاز
گھاٹی پھولون سے رشک گلزار | دامن پہ درخت سلسلہ وار
معشوقہ سبزہ رنگ ہے گھاس | ہر پھول مین ہی دو طن کی بوباس
بیلین ہین پڑی ہوئی شجر پر | بندھن واری بندھی ہے در پر

چرتے ہین ہرن ہرے جمائے — پھرتے ہین کنوتیان اوٹھائے
مستی ہین کلیلین کر رہے ہین — میدان ہین طرارے بھر رہے ہین
کھوہون ہین چھپے ہوئے ہین زہاد — دنیا بھولی ہوئی خدا یاد
چپ بیٹھے ہین دہونیان رمائے — اللہ سے اپنے لو لگائے
جل پیتے ہین کھا کے جنگلی پھل — جنگل ہین منا رہے ہین منگل
پھل پھول پہ کرتے ہین قناعت — تنہائی ہین کرتے ہین عبادت
صانع کی دیکھتے ہین صنعت — اللہ کی دیکھتے ہین قدرت
ہر شے سے عیان ہی نور اوسکا — ہر رنگ ہین ہے ظہور اوسکا
افلاک وزمین۔ نجوم وحیوان — دہات اور نبات۔ جن وانسان
جھیلین۔ دریا۔ پہاڑ۔ چشمے — اوسکی قدرت کے ہین کرشمے
مرغان چمن سرون ہین گاؤ — توحید کے زمزمے سناؤ
نہرو پھر پھر کے ہو عبادت — جھرنو گر گر کے ہو عبادت
سر سجدے کو خم کراؤ ثمر تو — جھک جاؤ او شاخ باروَر تو
مرغان چمن چہک اوٹھو تم — گلہاے چمن مہک اوٹھو تم
بلبل کی زبان پہ قال آئے — پتّی پتّی کو حال آئے
قدرت کے ہتھکنڈے ہین نرالے — دیکھین آنکھون سے آنکھون والے
تازہ کیا جسم وجان کو اوسنے — سرسبز کیا جہان کو اوسنے
ہے رشک جنان ہر ایک گلشن — ہر پیڑ پہ ہے بلا کا جوبن
رک رک کے نسیم چل رہی ہے — سبزے پہ ہوا مچل رہی ہے
گیہون کے کھیت دھانی دھانی — تختے سرسون کے زعفرانی

ایسی کھیتون مین کچھہ تو اودی | کچھہ سُرمئی اور کچھہ کبودی
ٹیسو سے ہے لال لال جنگل | مُنہ پر ہے ملے گلال جنگل
آتے ہی بسنت مدہ پہ آئین | شاخین آمون کی بور لائین
کوئل کوکی تو آئے بادل | سر پر گلشن کے چھائے بادل
اوپر چھائی ہوئی گھٹا ہے | نیچے پریون کا جمگھٹا ہے
شکلین نکھری ہوئی ہین سب کی | زلفین بکھری ہوئی ہین سب کی
سحر انکھڑیون مین زبان مین جادو | نظرون مین فسون بیان مین جادو
مستانی ادا نشیلی آنکھین | تیکھی چتون۔ رسیلی آنکھین
بانکی وہ چھب وہ ترچھی چتون | شوخی۔ طراری۔ چلبلاپن
جو ہے وہی کھیلتی ہی ہنس کر | اک ایک ڈھکیلتی ہے ہنس کر
انداز سے آرہی ہے کوئی | مُنہ پھیر کے جا رہی ہے کوئی
ہنستی پھرتی ہے کوئی تنتی | جوڑا پہنے ہوئے بسنتی
کوئی کرتی ہے چھیڑ خانی | دکھلا کے کسیکو کچھہ نشانی
کوئی پڑی آہ کر رہی ہے | کوئی کھڑی واہ کر رہی ہے
کلیان چن چن کے توڑتی ہین | آپس مین شگوفے چھوڑتی ہین
کھُل کھیلی ہین راگ لا رہی ہین | مِل مِل کے بسنت گا رہی ہین
دنیا تو بہار سے ہے مسرور | ہے برق کا سوز دل بدستور
وان دشت وچمن ہری ہوئے ہین | یان داغ کہن ہرے ہوئے ہین

گل بے رخ یار خوش نباشد
بے یار بہار خوش نباشد

البرٹ ایل

اسپ تازی شدہ مجروح بزیر پالان ‎ ‎ ‎ ‎ طوق زرین ہمہ در گردن خرمے بینیم

لو سارا طلسم ٹوٹ گیا - ایک چھلاوا تھا جو چشم زدن مین نظر و سے اوجھل ہوگیا
یکایک بلاے آسمانی پھٹ پڑی - ایک اینٹ کی خاطر مسجد ڈھائی -
پیارا ایل ہاتھ سے بے ہاتھ ہوگیا - اوسکی پیدایش پر کیا کیا ناز تھے اُسکے والدین
نے اُسے کیسے کیسے لاڈ سے پالا - بچپن مین کیسی کیسی داشت کی رات کو رات
دن کو دن نہ سمجھا - مگر دشمنون کی نظر کھا گئی - سوتیلی مان کے پالے پڑا - ماباپ
ہاتھ مل کے رہ گئے ہماری امیدون کا خون ہوگیا -

فوج اندوہ و الم ٹوٹ پڑی ھو کر مین ‎ ‎ ‎ ‎ آرزوئین ہوئین سب قتل پڑا رن کیسا

کلیجہ دھک سے ہوا کیسی کچھ دل پر چوٹ لگی - ریپن کا زمانہ - ہم تو خوشیان مناتے
بغلین بجاتے مست پڑے ہوے تھے آخر کو پالا ہمارے ہی ہاتھ رہیگا -
مگر یکایک پردہ غفلت جو آنکھون سے اُٹھا تو ہور ہوگیا - ان اینگلوانڈین سے
خدا سمجھے عین موسم بہار مین ہمارا آشیانہ نوچ کھسوٹ کے پھینک دیا -
کمبخت دو کنکار ڈرٹ،، نے منحوس شکل دکھائی سخن سازون سے نے ملکہ معظمہ
کے پروکلیمیشن کے الفاظ مین نئے نئے معنی پہنائے - پیارے ریپن کو
مجبور کیا - وہ بھی بُرے پھنسے - کچھ کرتے دھرتے بن نہ پڑا ممبران کونسل کے
نقار خانے مین طوطی کی آواز کسی نے نہ سُنی - آخرش وہ بھی اُنھین کے
ساتھ سر ہلانے لگے -

جا کر قفس مین عاشق صیاد ہوگیا ‎ ‎ ‎ ‎ بلبل کا حال قابل فریاد ہوگیا



کھل کے گل کچھ تو بہار اپنی صبا دکھلا گئے   حسرت اُن غنچوں پہ ہے جو بن کھلے مرجھا گئے

انصاف اُلٹے اُسترے سے مونڈا گیا۔ بغاوت نے نقارۂ فتح کر دم دھڑم بجا دیا
ع سچ ہی حرامزادے کی رسی دراز ہے۔ بیارے رہن کو ہم کیا کرین۔
بیش بالای تو نازم چہ لطیفی دچہ بجنگ   کہ بہر حال باندازۂ ناز آمدۂ
اختیار رہا مگر برائے نام۔ جوری کی بیخ بلا کی طرح پیچھے لگی۔ مگر ہمت نہ ہارنا چاہیے
پارلیمنٹ مین واویلا ضرور ہو۔ ہندیو دشمنون سے سبق لو۔ بھلو کے اپنو سیکھو۔
دیکھو حقوق کے واسطے لڑنا جھگڑنا ہی کام آتا ہے جسکی لاٹھی اوسکی بھینس
اگر ہم بھی گورنمنٹ ہوس پر چڑھ دوڑنے کی فکر کرتے۔ فتنہ انگیزی پر کمر باندھتے
تلوارین سنبھالتے تو کچھ مل ہی رہتا۔ مگر شعر ہمارا شیوہ نہین۔ ہم تو سچے
خیر خواہ سرکار ہین۔ مگر ہائے سال بھر کی محنت کھاری کنوئین مین ڈوب گئی
کیا کیا خیالی قلعہ بنائے تھے مگر دلنگار ڈٹ رہے کہ ایک ہی گولے نے اُنکا
صفایا کر دیا۔ جن پر ہمین بھروسا تھا۔ جو ہماری خیر خواہی کا دم بھرتے تھے
وہی دغا دے گئے۔ وقت پر نکل کھڑے ہوے۔ کاندھا ڈال دیا۔ گویا ہم
بیچ بیچ سمندر مین ایک ٹاپو پر اُترے تھے۔ کھانا پکایا۔ دسترخوان بچھایا۔
جیسے ہی کھانے کو ہاتھ بڑھایا کہ دفعتہً جزیرہ ہلنے لگا اور دم کے دم مین
سب غڑاپ سے سمندر مین۔ افوہ۔ دھوکا ہوا تھا۔ وہ جزیرہ نہ تھا وھیل
مچھلی کی پشت تھی۔ خیر۔

رات دن گردش مین ہین سات آسمان
ہو رہیگا کچھ نہ کچھ گھبرائین کیا

جوڈیشل کمشنری اودھ

مسٹر اڈیٹر - چونکہ اودھ کی عدالت جوڈیشلی مین ترمیم ہونے والی ہی - اسلیے یہ مناسب موقع ہی کہ اوسکے بارے مین کچھہ لکھون - ابھی حال مین سول عدالتہاے اودھ کی رپورٹ بابت ۱۸۸۳ء شائع ہوئی جسمین چند ایسے امور قابل غور ہین جنکا اثر عدالت جوڈیشلی پر پڑتا ہی - تعداد مقدمات متدائرہ ہر سال بڑہتی جاتی ہی - مالیت مقدمات مین ایک عجیب و غریب تغیر ہوگیا - ۱۸۸۱ء مین مالیت مقدمات قریب ۵۳ لاکھہ کے تہی ۱۸۸۲ء مین ۱۰۶ لاکھہ ہوگئی - اور ۱۸۸۳ء مین ۱۴۷ لاکھہ - باوجود اس زیادتی کے ۷۷ فی صدی مقدمات کی اوسط مالیت پچاس روپیون سے کم تہی - جس سے یہ امر صاف مترشح ہوتا ہی کہ ابہی حقیقت کی چھوٹے چھوٹے مقدمات کا تصفیہ نہین ہوا - آخر اسکی وجہ کیا - انگریزی سرکار کے زیر سایہ تعلقدارون نے خوب گلچھرے اوڑائے - غریب رعایا کو دباتے رہے - اِدھر دو چار برس سے رعایا کی آنکھین کہلین اور اونسکو معلوم ہوا کہ وہ ایک آزادی پسند گورنمنٹ کے زیر حکومت ہی - اب وہ انگریزی عدالتون سے مستفید ہونا چاہتی ہی - اسی کثرت مقدمات کا یہ نتیجہ ہی کہ جوڈیشلی مین دو دو برس تک اپیلون کی پیشی نہین ہوتی - غریب مستغیث حالت امید و یاس مین اپنے دن کاٹتے ہین - الانتظار اشد من الموت سے کشتہ ہوکر انگریزی انصاف کو دعائین دیتے ہین - اب وہ زمانہ لدگیا - جب ایک جوڈیشل کمشنر اودھ کی عدالۃ العالیہ کا

کام انجام دیتا تہا۔ یہ عہدہ اُس زمانہ کا تبرک ہی جبکہ جوڈیشل ورا یگزیکٹو شاخون مین علحدگی ممکن نہ تہی۔ جبکہ مقدمات کا تصفیہ عام اصول قانون وانصاف پر نہین۔ بلکہ عملی کارروائی پر منحصر تہا۔ عذر کے بعد جب اودھ مین تسلط ہوا تو یہ ضروری خیال کیا گیا کہ حکام عملی اور اگزیکٹو طور پر انتظام و فیصلے کرین۔ نہ کہ الفاظ قانون اور اصول انصاف کا لحاظ رکہین۔ اوسوقت مین جوڈیشل کمشنر کا کام مثل ہائی کورٹ کے نہ تہا کہ وہ قانونی پیچیدگیان سلجہاتے یا عدالتہاے ماتحت کو پابندی ضوابط کی ہدایت کرتے۔ بلکہ وہ مثل چیف کمشنر کے ایک قسم کے اگزیکٹو انتظام کے نگران تھے۔ مگر اب ع۔

آن قدح بشکست و آن ساقی نماند

ابتو ڈہنگ ہی نرالے ہین۔ امن وامان نے ہاتہہ پیر پہیلائے۔ صوبے کا بندوبست ہوگیا۔ رعایا اپنے قانونی حقوق کو حقوق سمجھنے لگی۔ ادس طوفان بے تمیزی کا زمانہ جاتا رہا۔ وہ وقت آگیا کہ سنجیدگی قانون اور عام اصول انصاف کے مطابق عوام کے حقوق کا فیصلہ ہو ضوابط سرکاری کی پوری پوری تعمیل ہو۔ انہین خیالات سے ایکٹ ۱۳۔ ۱۸۷۹ء کا نفاذ ہوا۔ جس سے عدالتہای لگان و دیوانی علحدہ ہوگئین۔ تاکہ جوڈیشل افسر مقدمات دیوانی مین اپنا وقت صرف کرین۔ مگر یہ کارروائی مکمل نہوئی کیونکہ عدالت جوڈیشل کمشنر مین کچہہ تغیر نہوا۔ نہایت ضروری تہا کہ اس انتظام کے ساتہہ عدالت جوڈیشل کمشنر بہی مثل ہائی کورٹون کے کردیجاتی

جس طرح پنجاب مین چیف کورٹ ہی - اوسی طرح پر جوڈیشلی اودھ کی ہوتی - اب جوڈیشلی کو ہائی کورٹون کی طرح سرچشمۂ قانون و انصاف ہونا چاہیے یہ اوسوقت مین ممکن ہے جب دو مستقل جوڈیشل کمشنر مقرر ہون - اور وہ بطور بینچ کے کام کرین -

الہ آبادی اخبار پایونیر لکھتا ہی کہ جوڈیشلی بالکل توڑ دی جاوے اور اودھ کی اپیلین ہائی کورٹ الہ آباد مین دائر ہوا کرین - وہ لکھتا ہی کہ اس انتظام سے گورنمنٹ کی کفایت ہوگی - اور رعایا کے حق مین اچھا انصاف ہوگا - کفایت کی ایک ہی ہوئی - مگر ہائی کورٹ الہ آباد مین دو جج بڑہائے گئے تو اونکی تنخواہین موجودہ خرچ جوڈیشلی سے پانچ گنی زیادہ ہونگی - رعایا ایسا انصاف نہین چاہتی - چھوڑ دہلی بلی جو ہالنڈ ورا ہی رہیگا - پایونیر سمجھتا ہی کہ ہائی کورٹ کی کرسیون کی ہوا مین منصف بنانے کی تاثیر ہی - اور جوڈیشلی اودھ کی کرسی کی ہوا - کرسی کی ہوا ہی - اگر انتخاب عمدہ ہو تو جوڈیشل کمشنر بھی لائق اور منصف مزاج مل سکتے ہین - غریب رعایاے اودہ لکھنؤ تک بمشکل پہونچتی ہی - اوسکو اپیلین دائر کرنے کے لیے الہ آباد بلانا - در انصاف کا بند کرلینا ہے - پایونیر چاہتا ہے کہ جس طرح چیف کمشنری بٹے کھاتے مین ڈالدی گئی - اوسی طرح سے جوڈیشل کمشنری بھی نیست و نابود ہو جائے -

ایک آفت سے تو مر مر کے ہوا تھا جینا　　پڑگئی اور یہ کیسی مرے اللہ نئی

وہ لکھتا ہی کہ جب دونون صوبون کی اکزیکٹو شاخ کا الحاق ہوا تھا -

تو تعلقداران اودھ کچھہ کن منائے تھے۔مگراب وہ راضی ہین۔افسوس!
موجودہ پالسی یہی ہے کہ جو لڑکا نہ روئے اوسکو دودھ نہ ملے۔
اس الحاق سے جو نقصان ہوا اوسکو کوئی رعایا کے دل سے پوچھے۔
ہزارون کے دلون مین آرزؤون کا خون ہوگیا۔کہ ہم اپنا حال لاٹ
صاحب سے کہتے۔مگر لاٹ صاحب کا پتا صوبے بھر مین نہین۔

مسٹر اڈیٹر برا نمانیے گا۔ مجھے اودھ کے اخبارون پر افسوس
آتا ہے۔کہ وہ معاملات مصر و افغانستان۔جنگ چین و فرانس۔
جرمن و سوڈان کے پالسی پر مضمون لکھکر کالم کے کالم سیاہ کرتے ہین
مگر اودھ کا حال نہین لکھتے۔اخبارات آئینے ہین جو پبلک کا سچا سچا
حال گورنمنٹ کو دکھلاتے ہین۔مگر یہان تو معاملہ برعکس ہی۔اگر اودھ کے
اخبارات نے اپنا منصبی فرض ادا کیا ہوتا اور پبلک خیالات کا پورا چربا
اوتارا ہوتا تو آج پایونیر کی یہ ہمت نہوتی۔کہ وہ الحاق اودھ سے ہین
نیم راضی بلکہ بالکل راضی سمجھہ لیتا۔اب عدالتون کے سرکاٹ لینے کی
دھمکی ہے مگر مین دیکھتا ہون کہ یہان کے اخبارات خاموش ہین۔
کیا اخبار جاری کرنے سے یہی منشا ہے کہ اڈیٹر یا منیجر کہلائے یا کچھہ روپیہ
کما لائے۔ہرگز نہین۔جو لوگ اخبار جاری کرتے ہین اور پبلک بحث کو
نہین سمجھتے۔یا اگر سمجھے بھی تو کچھہ خبر نہین لیتے۔وہ پبلک کے دشمن ہین
کیونکہ سرکار یہ سمجھتی ہے کہ اس صوبے مین اسقدر اخبارات ہین۔اگر عوام کو
کوئی تکلیف ہوگی تو ہمکو ان اخبارات سے معلوم ہوگا۔

عشق کیا شے ہی کسی کامل سی پوچھا چاہیی

آخر یہ عشق ہی کون جانور چرند ہے۔ یا پرند۔ رہتا کس دیس مین ہی۔ کھاتا کیا ہی۔ پیتا کیا ہی۔ بس۔ یہ ننھی سی رائی کے دانے برابر بات۔ جسکے واسطے کامل کی تلاش۔ کشف نہین۔ کرامات نہین۔ مراقبہ نہین۔ سماع نہین۔ حال وقال نہین۔ مسئلہ تجدّد امثال نہین ؎

کوچہ عشق کی راہین کوئی پوچھے ہمسے　　　خضر کیا جانین غریب اگلے زمانے والے

اللہ اللہ۔ آپ ہین۔ اودھ پنچ کے نامہ نگار۔ چشم بد دور آپ سے بڑھ کے اس معمّے کا حل کرنے والا کون۔ عُلما زاہد خشک صوفی جاہل۔ پنڈت برائے نام۔ شعرا بے اعتبار۔ ایک آپ کی ذات ہی۔ باقی اللہ اللہ۔ خیر سلّا۔ بندہ پرور سُنیئے۔ اگلے زمانے والے بسم اللہ کے گنبد کے رہنے والے سیدھے سادھے آدمی تھے۔ جو جی مین آیا۔ کہہ گذرے۔ جو سُنا مان لیا۔ نہ حجّت۔ نہ دلیل۔ یہ عقل جو اِس زمانے والون کو اللہ نے دی ہے۔ پہلے اسکی چھانون بھی نہ تھی۔ نہ یہ طریقۂ تعلیم۔ نہ یہ تہذیب۔ نہ یہ اوپج۔ نہ یہ ایجادین۔ نہ یہ رفتار۔ نہ گفتار۔ نہ یہ لباس۔ نہ قیاس۔ اور ہاتھ کنگن کو آرسی کیا۔ اسی عشق کے معاملے مین دیکھ لیجئے متقدمین نے کیسی مو منہ کی کھائی۔ ہزار عقل کے گھوڑے بگٹٹ دوڑائے۔ لیکن منزل مقصود کو نہ پہونچے۔ صرف دو قسمین قائم کین۔ ایک مجازی۔ دوسری حقیقی۔ پہلا عشق بازاری۔ عشق خانگی۔ عشق ازدواجی۔ انکا بھی کہین ذکر ہے۔ خاک نہین۔

اب آپ ہی انصاف فرمائیے۔لمبی چوڑی عقل والے اُنکی تحقیق پر کیون
حرف نہ رکھین۔ مجازی اور حقیقی کی تفصیل میری دانست مین فضول ہے
اُنسے تمام پُرانی کتابین بھری پڑی ہین رہین نوایجاد قسمین۔ اُنکا سمجھانا
کون بڑی بات ہی۔ چٹکی بجاتے سمجھائے دیتا ہون۔ عشق ایک قسم کا
ولولہ ہے۔ جو ایام شباب مین ظاہر ہوتا ہی۔ اور جو ایک جنس کو رجوع
کرتا ہے طرف دوسری کے۔ بازاری مین یائے نسبتی تصور فرمائیے۔
چونکہ عشق بازار سے تعلق ہے۔ اس لحاظ سے عشق بازاری نام رکھا گیا۔
اسکی دو قسمین ہین۔

قسم اول تھوڑا سا دن باقی رہا۔ اور لپ جھپ نہا دھو۔ کنگھی سے
بال سنوار۔ ٹیڑھی ٹوپی۔ بنارسی رومال۔ رنگین گھٹنا پہن۔ گلوری
دبا۔ پو قدمے چوک مین جا نکلے۔ کبھی اس کمرے پہ نگاہ کبھی اُس
مونڈھے پہ۔ باچھین کھلی ہوئین۔ موچھین تین پائے۔ اس کمرے سے
لگاوٹ۔ اُس کمرے سے نگاہبازیان۔ کوئی ہنس دی۔ اور یہ ریشہ خطمی
ہوگئے۔ کسی نے جھوٹھون اشارہ کیا۔ اور یہ دائین بائین دیکھ کھٹ سی
زینے پہ۔ آئیے نواب صاحب۔ حضور کیا کہنا۔ حضور ایسے۔ حضور ویسے۔
وہ بٹیر لڑائے۔ کہ بڑے بڑے اُستادون کے چھکے چھوٹ گئے۔
وہ وہ کنکوا لڑایا۔ کہ لوگ بتّی بول گئے۔ طبلہ بجانے مین ماشاءاللہ
ہاتھ ایسا تیار۔ جیسے ریل کا انجن۔ گھڑی کا پرزا۔ اُدھر حضرت نے
گلوری کھائی۔ ادھر غیرت آئی۔ بیٹی رنڈی کے پان لُوٹ

کیا کھا جائین۔ لٹّو دار پگڑی والے کو اشارہ کیا۔ اُسنے جیب سے نکالے۔ اور نائکہ جی کے حوالے کئے۔ بھڑوون نے دیکھا۔ اچھی سونے کی چڑیا پھنسی۔ ساز ملا مجرے کا رنگ جمایا۔ غرض چیتھڑے چھڑانا مشکل۔ دو چار جو گرہ مین تھے۔ وہین چڑھا دیے۔ ہاتھ جھُلاتے رخصت ہوئے۔ یار دوستون مین لن ترانیان اوڑانے لگے۔ بڑے مرزا آج تو بی . . . نے وہ خاطر داریان کین کہ واللہ ہے بندۂ بے زر بنا لیا۔ بھئی کیا خلیق لوگ ہین۔ جب اُدھر سے ہو نکلے بی دو چار گلوریان کھائے چھٹکارا محال ہوگیا۔

قسم دوم اسکے واسطے صرف چار ٹکے پیسون کی ضرورت ہے۔ مٹھی مین دبا بازار کی سیدھیان بھرن۔ ہانپتے کانپتے جا پہونچے۔ چڑیلین نظر پڑین۔ آنکھین ملائین۔ باتین چکنائین۔ دو چار جوتیان۔ دس بیس گالیان کھائین۔ ٹکے حوالے کیے۔ یہ تو عشق بازاری ہوا۔ اب عشق خانگی کا ماجرا سُنیے۔ یہ بھی دو قسمون پر منقسم ہے۔ اول بلانا۔ دوسرے خود جانا

قسم اول بڑے آدمیون کے حصّے مین ہے۔ این بڑے آدمی کیا یہی دراز قد فربہ۔ نہین نہین۔ بھیّا روپیے والے کو بڑا آدمی کہتے ہین۔ اب قسم اول کی تعریف سنیئے۔ دس بیس روپیہ کے خرچ مین اونچی سی اونچی . . . کیون نہو۔ گھڑ گھڑ گھڑ گھڑ بگھی دروازے پہ موجود۔ پری نے جلوہ دکھایا حور نے حجاب فاصل اُٹھایا۔ چودھوین کا چاند نکل آیا۔ تکلف برطرف سے

آنچل رخ سے جو ہٹ گیا ہے   پردہ غیرت کا پھٹ گیا ہے

یہ بات۔ وہ بات۔ لٹیا پسند۔ خاصدان پسند۔ گھڑی پسند۔ اُگالدان پسند
آنًا فانًا گھر کا تعلیقہ کر لیا۔ فرمایشین مزید برآن لیکن یہ چاندنی چار ہی دن کی ہی۔
ادھر میان کا دوالا نکلا۔ اُدھر ع

تم نہین اور سہی اور نہین اور سہی

پر عمل کیا گیا۔

قسم دوم دو روپیہ کمر مین باندھ چل کھڑے ہوی یہ گھر دیکھا۔ وہ گھر دیکھا آخر ایک مکان مین سبزے کی روش جم گئی۔ اور اُدھر کی بات چیت ہوئی۔ حضرت خوش غلاف ہو پلنگ پہ دراز ہوئے خانم صاحب کو پیاس کی شدت۔ دوسرے مکان کا دروازہ کھلا ہوا۔ پانی پینے کو اُٹھین۔ اور غڑاپ سی اُسی دروازے مین میان ہین کہ امید وار بود بدانند یا الٰہی زمین کھا گئی۔ یا آسمان۔ اتنے مین دو تین سنڈ مسنڈ ٹونڈے باز آدھمکے۔ ای ہی۔ قیامت نازل ہوئی۔ اوسان خطا ہو گئی۔ پیٹ مین سانس سمانی مشکل پڑ گئی۔ دو چار ڈگ جما کانٹا سا نکال باہر کیا۔ جی ہی جی مین پچتاتے۔ اپنا سا مُنھ لیے ٹپٹے گاتی چلے آتی ہین بہت ترے کی۔ یہ عشق خانگی ہوا رہا عشق ازدواجی۔ اسکی مزی کچھ نہ پوچھیے۔ جو ہین سو ہین۔ یہ عشق خود ہی مہذب ہی اسکی حقیقت سنیئے۔ ایک مہذب مرد کا ایک مہذب عورت کو عقد کر لیے دیکھنا بھالنا۔ اب اگر یون ہی بن دیکھی بھالی عقد کر لیا۔ اور دونون مین میزان نہ پٹی۔ شادی عذاب جان جورو اجیرن۔ زندہ درگور ہوئے۔ اس سی عقلا نے عقد سی پہلی کچھ دنون امتحان لازمی ٹھہرایا پھر اختیار ہی۔ چاہا کیا۔ چاہا۔ کھٹ سی الگ ہو رہے۔ تم اپنی راہ ہم اپنی راہ۔ اسے عشق ازدواجی کہتے ہین۔ اور یہ پر اپنا ہی صاد ہی۔ احمد علی شوق

خضر کو دیکھ کے کہتا ہی سبزۂ خط یار
بھلا جو چاہو چلے جاؤ اپنی راہ لئے

اندنون کا رنگ کچھ نہ پوچھئے ؎

چنون پسند مجھی چہانون ہی پہولون کی ۔۔۔ عجب بہار ہی اِن زرد زرد پہولون کی

طبیعت کی لہر کچھ دریا سے کم نہین ع

جوش پر ہے بہر مواج آج کل

شبدیز قلم ہوا مین بہرا ہوا طرارے بہر رہا ہی ع

کھیل ہے راہ سخن طے کرنا

واہ ری بہار تیرا کیا کہنا - تو ہوا ور جہان - گلی کوچہ ٹھنڈی سڑک ہو رہا ہی ؎

دیکھکر ٹھنڈک تہونکی سرد ہری بہول جا کے ۔۔۔ دل گرفتہ ہنس پڑی یان غنچہ آکے پہولجاے

جی گھبرایا اور کمٹ سے نکل کہڑے ہوئے - چوک مین پہونچتے ہی ساری وحشت فی النار والسقر تہی - آپ جانیے رنڈیان معجون دافع خفقان پہر دل مضطر تسکین کیون نہ پائے - گلرویون کی بہار - پہول سے رخسار دیکھکر بیساختہ یہی مُنہ سے نکلتا ہے ؎

قدے چو سرو و رخے ہمچو ارغوان داری ۔۔۔ مرو بباغ کہ در خانہ گلستان داری

ارے بہئی کوئی بتاؤ تو - آج ہم ہین کہان - آپ مین تو ہین نہین - ورنہ یہ جھذب زمانہ - تہذیب کوڑیون کے مول ماری ماری پہرتی ہی - ایک دو سوتی مین کوٹ پتلون طیار رہی لال ٹوپی - سوانگے جانچے

ترس کھاکے کوئی نئی روشنی والا دے ہی دیگا (دین کا معاملہ ہے) نہین
تو ٹوٹی پھوٹی پٹاری سہی - بوٹ کا کچھ اندیشہ نہین - بات کرتے سیکڑون
بوٹ - بھلا ہم ان خیالون کے آدمی - چوک کے گرد پھٹکتا کیسا - وہان
ہئی کیا - وہی خشک بانکے - جو آپی آپ ریشہ خطمی ہوے جاتے ہین - اور
خشک بانکے نہ سہی - جنہین خدا نے دیا ہی وہی کیا ہین - عقل کے پورے -
خاص الخاص لکھنؤ کے ٹورے - نزاکت اللہ اللہ سه

اللہ ری نازکی کہ وہ دھرا کے آئینہ لگواتے ہین ضماد مہاسون کے عکس پر

اُٹھتے ہین تو ناک بھون چڑھاکے - بیٹھتے ہین تو مارے شکنون کے چہرے کو
مسطر بناکے - دولتخانے مین چیتھڑون سے بیزار - ع

نازکی کہتی ہے یہ بارگران دور رہے

عرقی کافی ہی - باہر نکلنے کو پاجامہ ہو تو نین سکھ کا ہلکا پھلکا - انگرکھا ہو تو شربتی
یا ململ کا - ٹوپی ہو تو چار اُنگل کی - برسات کے دن - جو کہین بادل خان
بھر بھرا کے برس پڑے - تو ایک ہاتھ آگے ایک پیچھے (لو لو ہے لو لو) سچ بولین
اُن کے دشمن - کوئی پشتہا پشت مین نہین بولا - سپوت ہین - کچھ کپوت تو
ہین نہین - جو باپ دادا کا چال چلن چھوڑ دین - نماز کا نام لو تو کان پکڑین -
نہ پڑھی نہ قضا ہوئی - فقیر کے نام ٹکڑا سا جواب دینے کو سخی داتا - بھولا ایسے
جہان صحبت گرم ہوئی - دمبازون نے چھینٹے دیے - لگے دہکا دہک چانڈ واڑانے
لکھنے کو اپنا نام لکھنا آگیا - وثیقے کی رسید پر دستخط کرنے بھر کو ہو گئے - کنجوس تو
ہین نہین - جو حساب کتاب دیکھین بھالین - اور پھر بڑے بڑے ایماندار

ملازمون کو بذطن کرنا یہ بھی عقل نوابی کے خلاف ہی۔
بٹیرون کی وہ لت کہ دن رات ہاتھ مین۔ بھلا ایسے بیفکرونکا دیکھنا ہی کیا۔
لینا ایک نہ دینا دو۔ مفت مین افسوس کرنا پڑتا ہی۔ اس سے یار جی چلو تہذیب نگر چلین
مزے اوڑائین۔ کچھ پئین۔ کچھ کھائین۔ یہ کچہ کیا چیز ہے۔ چپ چپ ع
مثل سُنی ہے کہ دیوار کان رکھتی ہی
کہین ایسا نہو۔ کوئی غیر مہذب لمبی ڈاڑھی والا سن لے۔ این لو ڈاڑھی
تو آپ نے بھی بڑھا رکھی ہے۔ ادھر دیکھو۔ بے سمجھے بوجھے اعتراض جما دینا
کتاب مین لکھا ہی۔ اسمین تمہارا کچہ قصور نہین۔ لیکن جو تمہارے مان باپ ملتے
تو مجھسے اون سے دو دو نوکین ہوتین۔ اور تمہین پہ کیا منحصر ہے۔ ہندی
خراب۔ انکی بات چیت خراب۔ انکا چال چلن خراب۔ انکا طریقۂ تعلیم خراب
علم ادب کو جانتے ہی نہین۔ ہی کس دیس کی چڑیا۔ خدا کا کرنا کیا ہوتا ہے۔
وہ اللّلے تللّلے کا زمانہ ہی اوڑنچھو ہو گیا ع
پیٹو شرما کے لکیر اب کہ گیا سانپ نکل
یہ ڈاڑھی نہین اول تو دھوکے کی ٹٹی ہے۔ اچھا دماغ کاہے کو چاٹیگا
آگے بڑھیے۔ یا وحشت۔ کھٹ پٹ کھٹ پٹ کھٹ پٹ کھٹ پٹ
اجی جنگل مین یہ کسکا گھونسلا ہی۔ گھونسلا کیسا۔ ایک جنٹلمین کا بنگلہ ہے۔
اخاہ جنٹلمین اسی مین دہرے رہتے ہین۔ بھلا آدمی ہوتے ہین۔ اے لو اور سُنو
آدمی نہین تو کیا شیطان ہوتے ہین۔ بھئی ہمنے تو کانون سی سُنا ہی۔ آنکھون سے
دیکھا نہین۔ کیا جانین اجی ع

ہاتھ کنگن کو آرسی کیا ہے

آؤ مجسم ہی نہ دیکھ لو

جھک کر اُسی رُخ کلاہ کی طرح　　سب بنگلے کو چلے نگاہ کی طرح

دہنی کرسی پہ گوری بی بی۔ بائین پٹڑی پہ کالی بی بی۔ بیچو بیچ کے درمیانین نئے مہذب تگڈا جمع۔ تینون مسالحے اکٹھا۔ تین تلوک جو سنتے آتے تھے۔ وہین نظر آئے۔ باتین وہ وہ سنین کہ ہنستے ہنستے قہقہہ دیوار بن گئی۔

گوری بی بی۔ ول آج ہم فٹن پہ ہوا کھانیکو جائیگا اور مسٹر جونس کی ملاقات کرکے بارہ بجے رات آئیگا۔

نئے مہذب۔ خہہ خہہ خہہ خہہ۔ ول فٹن آپ کا۔ ہم آپ کا۔ چاہے آپ رات بھر نہ آئے اور جو آپ کہے تو ہم چلکے مسٹر جونس کی کوٹھی مین پہونچا آئے۔

کالی بی بی۔ میان ہم بھی اپنے دولھا بھائی کو نہ دیکھ آئین۔

نئے مہذب۔ چپ لگاؤ۔ ہمارا بنگلہ ہے سب کا قانون قانون کریگا۔ ہانکیگا کون

گوری بی بی۔ ول جب تک ہم نہ آئے تم نہ سونا۔ جو رات کو ہم آئے گا۔ اور تمکو سوتا پائے گا تو ہم امید کرتا ہی ہم سیدھا لوٹ جائیگا۔

نئے مہذب۔ نو نو (نہین نہین) ہم نہ سوئیگا کبھی نہ سوئیگا۔ جو آپ کہے تو ہم سیدھا کھڑا رہے۔ نہ بیٹھے نہ پاکھانے پیشاب کو جاسے۔

کالی بی بی۔ (پیشانی پر ہاتھ رکھکر) آہ! کیا کھون سر پھٹا جاتا ہے سرمین درد شدّت سے ہی کہو تو ذری اسوقت مین ایک جھپکی لیلون۔

نئے مہذب۔ کوب۔ اُدھ کہان درد ہی لاؤ ہم منڈا سے جھاڑ دے۔

گوری بی بی۔ دل ہمارا برش ٹوٹ گیا۔
نئے مہذب۔ ابھی تو آتا ہے چٹکی بجاتے۔
کالی بی بی۔ ای میان ترے صدقے گئی جو خانسامان چوک جاے
تو مجھ نبختی کو بھی ایک کنگھی ربڑ کی منگا دو اور نہین تو سینگ ہی کی سہی۔
نئے مہذب۔ ست بولو۔ جواب کنگھی ونگھی کا نام سُنا۔ تو ہم بالور کو
بُلا کے تمہارا سارے سر کا بال ایک سرے سے منڈا دیگا۔
گوری بی بی۔ دل ہمارا پینے کا پورٹ نہین رہا۔ اب ہم پئے کیا۔ تمہارا لہو۔
نئے مہذب (تھر تھر کانپ کے) ہم انجیل پہ ہاتھ رکھکے کہتا ہی۔ بالکل نہین جانتا
کھانسامان بڑا ناٹی۔ ہمکو کھبر نہ کیا۔ برطرف۔ ہم آپ جاکے ابھی لاتا ہی۔
کالی بی بی۔ تو ہمارے خیر سے لیئے تھوڑی برطرف سی لیتے آنا۔
نئے مہذب۔ پاگل۔ تم اپنا مُنھ کالا کرنا مانگتا ہی۔
گوری بی بی۔ یہ سایا کھراب گیا۔ ابی ہم لیگا بہت اچھا بڑا کیمٹی گرنٹ کا۔
نئے مہذب۔ کون بڑا بات ہی۔ ایمان بیچ کے روپیہ آپی کیواسطے جمع کیا ہی۔
کالی بی بی۔ مین صدقے جاؤن۔ ابی مجھے بھی سنگی کا پاجامہ بنوا دو۔
نئے مہذب۔ ہش۔ تم دیسی آدمی وہ مثل بھول گیا۔ یہ مُنہ اور چار چنگی لاسا۔
گوری بی بی۔ آج برانڈی پی کے ہم کباب کہاسے گا۔
نئے مہذب۔ اور ہم بھی تو۔
کالی بی بی۔ میرا بھی جی چٹپٹاتا ہی کہ آج پیسے کے لونگ چڑے کھاؤن۔
نئے مہذب۔ تم کھائے بُرے کی جان (خدا وہ دن کرے)

نہ چل اونخبرت شمشاد بہت اترا کر   بڑھکے جو چلتا ہی گرتا ہی وہ ٹھوکر کھا کر

ایک نادان خوش اعتقاد کسان کی دعا

ای میرے اچھے خدا مین اعتقاد رکھتا ہون کہ تیرا کوئی ساجھی نہین مجھپر کرم کر۔ پڑھے ہوئے ملا کہتے ہین کہ تو قوی ہی قدیر ہی محیط ہی مین ان بیچدار باتون کو کچھ نہین سمجھ سکتا مگر اتنا جانتا ہون کہ تو لاٹ صاحب سی بھی بڑا ہی عالم لوگ کہتے ہین کہ تو ہر ذرّہ عالم کا منتظم ہی مین اپنے چھوٹے سے اور کمزور خیال کو اتنے جھکڑ نہین دے سکتا کہ ہر ذرہ پر نظر دوڑا کر تیری قدرت کی کارروائیونکا مشاہدہ کرون مگر یہ جانتا ہون کہ حاکم بندوبست نے بغیر تیری مرضی کے مجھپر جمع نہین بڑھائی۔ ای میرے داتا مجھپر رحم کر جب تو ہر ذرہ کا منتظم ہی تو میرے کھیتون مین بہت سا غلہ کیون نہین پیدا ہوتا کہ اسکو بیچ کر۔ جو باقی بچے اُس سے بال بچون کو پالون۔ ای اللہ تو ہر جگہ ہی مگر شاید اِس موضع مین تو نے گذر نہین کیا اور اگر گذر کیا تو میری اُجڑی حالت کو دیکھکر مجھکو اپنا بندہ نہ سمجھا اور اگر بندہ سمجھا تو گنہگار پایا اسیوجہ سے مجھپر جمع بڑھوادی اے اللہ میرا گناہ معاف کر وہ گناہ کچھ بہت بڑا نہین ہی مین نے نیل والے صاحب کی ایک بھینس چرائی تھی مگر اُسکے لیے دو مہینے کی قید بھی بھگت لی اُسنے میرے کھیت کا نقصان کیا تھا مین نے اُسکو باندھ رکھا تھا اِسکے سوا اور کوئی گناہ بھی نہین کیا نہ کسی کی زمین دبالی نہ مال چھین لیا یا خدا اب مجھپر اپنا فضل کر اور میری اس دعا کو بدلی کے لفافہ مین لپیٹ کر تیز رو بجلی کے ہاتھ صاحب لوگون کے پاس بھیجدے اور حکم دیدے کہ مہنگی بھر غریب کسانون پر مالگذاری کیواسطے ذرا سختی نہ کرین۔ ا۔ح الہ آباد۔

ضرورت لکھیے

حضرت واعظ علیہ الرحمۃ سید کا جو دور دورہ سنتے تھے تو نہایت ہی رشک ہوتا تھا خصوصاً کوٹ پتلون اور ٹرکی ٹوپی تو نظروں مین بہت کھبی تھی جی مین یہ کہتے تھے کہ کہین ملاقات ہو جاتی تو سمجھا بوجھا کر وضع تو ترک کراتے لیجیے آج مڈبھیڑ ہو ہی گئی۔

مخمس قطعہ بند

از بہر پند و وعظ تلاشی تھے جا بجا | ملتا نہ تھا مگر کہین اوس شخص کا پتا
خیر اتفاقِ کار جو رستے مین ملگیا | سید سے آج حضرتِ واعظ نے یون کہا
چرچا ہے جا بجا ترے حالِ تباہ کا

بتلا کہ روز حشر ترا ہو گا حال کیا | تو لا شریک کا نہین قائل ہی مطلقا
صد حیف اپنے مذہب و ملت سے پھر گیا | سمجھا ہے تو نے نیچر و تدبیر کو خدا
دل مین ذرا اثر نہ رہا لا الٰہ کا

جب سے ملا ہی عہدۂ سب آرڈینیٹ جج | رکھنے لگا ہے سر پہ تو اپنے کلاہ کج
اسلام سے تو دور ہی کوسون ہی تیری دہج | ہی تجھسے ترک صوم و صلوٰۃ و زکوٰۃ و حج
کچھ ڈر نہین جناب رسالت پناہ کا

نفرین تیری عقل پہ کرتا ہے سارا شہر | دولت کی فکر ہوتی ہی انسان کو حق مین زہر
تیرے تو فہم پر یہ پڑا ہے خدا کا قہر | شیطان نے دکھا کے جمالِ عروس دہر

بندہ بنا دیا ہے تجھے حُبِّ جاہ کا

واعظ جو کچھ سنانے لگے سخت و سُست آج	سید کا پھر تو طیش مین آہی گیا مزاج
جب ہو سکا نہ ایسی حماقت کا کچھ علاج	اُسنے دیا جواب کہ مذہب ہو یا رواج
راحت مین جو مُخل ہو وہ کانٹا ہی راہ کا

لازم ہی یہ کہ چھوڑیے نہ انصاف کو بشر	کیجیے جو غور آپ کے دل پر بھی ہو اثر
سمجھے وہی کہ جسکی زمانے پہ ہو نظر	افسوس ہی کہ آپ ہین دنیا سے بیخبر
کیا جانیے جو حال ہی شام و پگاہ کا

جو دل مین آئیگا وہ سُناؤنگا بیخطر	گھر سے کبھی حضور تو نکلے نہ عمر بھر
بتلائیے کہ آپ کو کیونکر ہو کچھ خبر	لندن کا پیش آئے اگر آپ کو سفر
گذرے نظر سے حال رعایا و شاہ کا

از من عروج خانۂ شاہی چو بشنوی	بیتاب و بیقرار شدہ سوے او دوی
پیشِ مکان چو آئی یقینم کہ غش شوی	وہ آب و تاب و رونقِ ایوانِ خسروی
جس سے خجل ہو نورِ رخِ مہر و ماہ کا

دستِ ادب کو جوڑکے حاضر ہون سب نقیب	خود ملکۂ معظمہ ٹہلائے جب قریب
عزت یہ دیکھ دیکھکے جل جل مرے رقیب	سرکار ذی وقار کا دربار ہو نصیب
ممبر بنائے آپ کو وہ بارگاہ کا

اک مس سگار لیکے یہ کہتی ہو جس گھڑی	ٹیک اِٹ پلینر مائی ڈیر اولڈ مولوی
بتلائیے کہ کیسی ہو اُسوقت دل لگی	دعوت کسی امیر کے گھر مین ہو آپکی
کم سن مسون سے ذکر ہو الفت کا چاہ کا

باغون مین نازنینون کا نظارہ کیجیے گر کوئی مِس پلائے تو پھر شربت بھی پیجیے
جی چاہے جس جگہ یہ ہان پھر دیکھو پھیر آزادے بتانِ پریوش کو دیکھیے
بیساختہ ہو لب پہ گذر واہ واہ کا

تعریف لکھون اُنکی یہ طاقت مجھے نہین وہ مس کہ جس سے آنکھ چُراتی ہو حورعین
گلگون عذار و سیم تن و شوخ و مہ جبین نوخیز و دلفریب و گل اندام و نازنین
عارض پہ جنکے بار ہو دامن نگاہ کا

بھر کر گلاس دیتی ہو جب ایک مہ جبین بسکٹ لیے قریب ہو اک اور نازنین
دل تو عذر ہوتا ہی اس حال مین کہین رکیے اگر تو ہنس کے کہے اک بُتِ حسین
ول مولوی یہ بات نہین ہی گناہ کا

ہاتھون مین لیکے بادۂ گلگون کا ایک جام اک مس حسین و شوخ و گل اندام و لالہ فام
ہنس ہنس کے نیچی نظروں سے کرتی ہو جب کلام اُسوقت جھک کے قبلہ کرون آپکو سلام
پھر نام بھی حضور جو لین خانقاہ کا

کہتا ہون صاف آپسے سچ اسکو جانیے اوڑ جائین ہوش آپکے یہ بھی رہے سہے
تسبیح و جانماز و عمامہ سب ہی بکے پتلون و کوٹ و بنگلہ و بسکٹ کی دہن بندھے
سودا جناب کو بھی ہو ٹرکی کلاہ کا

غش بھی ہون مٹھی بزم مین اور ڈھلتی ہو شراب اک مس ہو چودہ سال کی پہلو مین بے حجاب
اُسوقت کیجیے آپ تو البتہ ہی حساب مسجد مین یونتو بیٹھ کے ممبر پہ اے جناب
سب جانتے ہین وعظ ثواب و گناہ کا

ا-ح- از الہ آباد

سرما بگذشت واین دلِ زار ہمان
گرما بگذشت واین دلِ زار ہمان
القصّہ تمام سرد و گرم عالم
برما بگذشت واین دلِ زار ہمان

دنیا مین کوئی رت بدلے کسی طرح کی فصل آئے مگر مہجوران خانہ بدوش کو کسی قسم کا حظ نہین جاڑے کی فصل باعتبار لطافت جملہ فصول مین عمدہ شمار کی جاتی ہے۔ ادہر میزان مین آفتاب آیا اور ادہر طبیعت خود بخود دریاے ضبط اور شفقت کے کانٹے مین تُل گئی۔ جنگی نوج مین قواعد کا حکم سُنا دیا گیا۔ نئی وردیان تقسیم ہوئین۔ زنگ خوردہ اسلحہ مین صیقل ہوئی مالی صیغون مین حکام کی گردش کا وقت آیا۔ ناظران محکمہ پُرانے خیمہ اور چھولداریون کے درست کرانے مین مصروف ہوئے۔ چپراسی اور مذکوری جو اساڑھ کے درزی کی طرح خمیدہ کمر بیٹھے رہتے تھے پٹی اور صافہ باندھکر اکڑنے لگے۔ نیلگون وردی کا چشم انتظار مین ڈورکھنچا۔

گاڑیون کے بیگار پکڑنے کا ولولہ بڑہا۔ تہیدستی کا غم گھٹا۔ زمیندارون کے نام رسد رسانی کے شقّہ جاری ہونے لگے۔ رنڈیون نے برسات کھائی ہوئی چیزون کو دہوپ دکھا کر سایہ مین پہیلا۔ تنگ اور چُست لباس کی کھلی ہوئی سیون اور .... مین بخیہ ورفو بنوایا۔ رئیسون کے

یہان بدریان کہلین۔ رفوگردن کی گرم بازاری ہوئی۔ آتشخانون اور حمامون کی شکست وریخت ہونے لگی۔ کابلی میوہ لادکر پشتو بولتے ہوے کابل سے چلے میوہ فروشون کی دوکانونمین بہار تازہ آئی۔ کہئیک لوگ مال خرید کرکے ہر گلی کوچہ مین پہرنے اور صدا لگانے لگے ولایتی انار اعلےٰ۔ پٹیاریان مین انگور کی۔

گرمیون کا لباس رخصت ہوا گلابی جاڑون کی پوشاک نکل آئی۔

حدت آفتاب مین کمی مگر شعلہ رویون کی سرکشی اور آتشی مزاجون کی گرم خوئی مین ترقی ہوئی۔ اثر مجاورت سے حرارت غریزی کا مقیاس کئی درجہ بڑھ گیا۔ نیر اعظم کے انقلاب شتوی سے سیارات ارض کی چال بدلی

.... کہین بدر سیما تحت الشعاع مین نظر آئی۔

تحقیق جدید کی رو سے فلک اول محدب حماس فلک ثانی کے محدب کا ثابت ہوا۔ مقعر کی تہا نہ ملی منطقہ کی تحقیق مین ارباب حل وعقد سرگردان ہوے۔ الغرض بہت سے نیرنگ عالم بدلی مگر مجرد بیچارے ثلاثی مجرد ہی رہے انمین سے مطرود غرباے بے زر ہین اور شاذ امراے عالی قدر اور حسرت وفسوس مین ان دونونکا پلہ برابر کسیکی راتین زرد دئی گذرین اورکسی کی بے دودئی شعر

نرق ست میان آنکہ یارش در بر   با آنکہ دو چشم انتظارش بر در

جاڑے تو یون گذرے گرمیان تشریف لائین۔ برج حمل مین آفتاب کے آتے ہی نازک مزاجون کے پیر بھاری ہوگئے کیا ممکن کہ دہوپ مین قدم بھر چل سکین۔ صاحب لوگ باانہمہ جفاکشی سایہ مین چھپنے لگے

اب آتش لباس سے دل پھر ٹھنڈاہی پانی کی چاہ پیدا ہوئی کپڑون مین شربتی اور آب روان کی قدر بڑہی - روسا اور امرا دن بھر خسخانون مین گوشہ گیر اور رات کو بالاخانون کی بلندی پر جنت کی قمریون کے ساتھ ہمصفیر - عظیم اللہ خانی مدارپے پہولون سے لپٹے بجاے لب معشوق ہمدم - آغا باقر کے امام باڑے کا دوسرا باعث تفریح شام عالم چاندنی مین فرش سفید نور افگن - تفریح طبع کے لیئے ہر موتیم اور ارگن پہولون کی اوٹ سے صحن بام عطر آگین - لمپون کی روشنی سے سقف خانہ چرخ چارمین - کہین تاادری سوار گنجیفہ کا شغل - کہین پچیسی کا چرچہ چت پٹ پر ہار جیت کا معاملہ مگر رنڈی اور بچی تیلی کو کیا **شعر**

خزان کیا فصل گل کہتے ہین کسکو کوئی موسم ہو

وہی ہم ہین قفس ہے اور ماتم بال و پر کا ہی

دن بھر دنیا کے دھندے مین پریشان - اور رات کو خالی چارپائی ورتنہا مکان - ایک قطعہ کسی پرانے شاعر کا مجھے یاد آیا ہی ہر چند محاورہ حال کے خلاف ہی مگر میرے حسب حال ہی **قطعہ**

کسی کی شب وصل سوتے کٹے ہی   کسی کی شب ہجر روتے کٹے ہی

ہماری یہ شب کیسی شب ہی الٰہی   نہ سوتے کٹے ہی نہ روتے کٹے ہی

چند روز مین یہ بہی پر جوش موسم آخر ہوا - اور برسات نے اپنا جمال باکمال دکھلایا - ابر سیاہ دامن کہسار سے جانب شہر چلا - ہوای خنک نے دماغ پریشان کو چاق کیا - ناسپاس مسلمانون کا ذکر ہی کیا ہندؤون کے

یہان برسات پوجی گئی۔ دو چار دن بادلون کی گھیر گھار رہی ایک دن بسم اللہ کرکے پہلا ہی دونگڑا اس دہڑلے کا پڑا کہ جل تھل بھر دیے کل شئی حی من الماء کا عالم نظر آگیا رات ہی بھر مین تمام دنیا کے حشرات الارض زندہ ہوگئے سبزۂ نورستہ سے صفحۂ زمین چرخ اطلس بنا۔ اساڑھ کا مہینہ خیر یون ہی کچھ گذرا ساون کے آتے ہی عیش باغ کے میلے شروع ہوگئے رنگین مزاجون سے کیا ممکن کہ کوئی میلہ ناغہ ہو۔ جمعہ آیا اور صبح سے طیاری ہونے لگی بنتی سنورتے تھوڑا سا دن باقی رہگیا۔ اہل دول جوڑیون پر مع جوڑے کے سوار ہوکر جاڈٹے شوقین غربا بھی دوگامہ بھاگے ہوئے آگے پیچھے پہونچ گئے۔ اس میلہ مین ساتھون کا ہجوم رنڈیون کا جھرمٹ تماشائیونکا مجمع مختلف الالوان پوشاکون کا لطف جھولے کے پینگ ساون کا دردانگیز اور فراقیہ مضمون قابل دید وشنید ہوتا ہے فی الحال جب سے بی مشتری نے غروب کیا دھومن صاحب کی دھوم دہام ہے اور شہر کی گانیوالیون مین اول نمبر کا ٹکٹ انھین کے پاس ہے۔ جہان انھون نے جھولے پر بیٹھ کے تان لگائی (آئی ساون کی بہارسیان جھولا ڈالو باغ مین) تمام میدان عیش باغ مین کھلبلی مچ گئی۔ مشتاقان بی زرصفین پہاڑ پہاڑ کر قریب آپہونچے۔ داہنے بائین پرا باندھکر جم گئے۔ بی دھومن کی صداے دلکش سے آگاہ بھائیون پر وہ اثر پیدا ہوا کہ جو گورونیر ناے رزمی کے سننے سے ہو۔ سر دگردن بے قابو اعضاے بدن اختیار سے باہر۔ جان نثاری کا دلولہ اظہار شجاعت کی امنگ۔ تمناے سرفروشی کا وفور۔ مگر وقت اور زمانے سے مجبور۔ اگر اوسوقت بی دھومن کہین نیر کا حکم دیدین تو غالبًا خون خرابہ ہوجائے

اور لکھنؤ کے بانکے کبڑیون سے تو بخانہ چھین لین۔ اور چھڑیون سے لڑکر لکھنؤ خالی کرالین۔ اور ہر جوار مین خاص کی یہ کیفیت کہ ثنا وصفت کا ساون بہادون برسا رکہا ہی۔ اور تعریفون کی بوچھار لوہے کے پل تک جاتی ہی۔ طرہ یہ کہ فقط واہ واہ پر اکتفا نہین بلکہ اوسکے ساتھ یہ بہی ہی کہ قسم ہی قرآن کی اگر آج میانصاحب (جنکی ملار مشہور ہی) زندہ ہوتے تو اسوقت کے گانے کی داد دیتے۔ یا اگر حضرت سلطانعالم شاہ اودھ بقید حیات ہوتے تو بیشک انکی قدر کرتے۔ چندہی روز مین انکی رتی چمک جاتی افسوس ہی دنیا خالی ہوگئی نہ اہل حال رہی اور نہ صاحب کمال (کوئی نہین رہے تو نہین سہی خوشامدی سلامت رہین جنکی ذات سے سب کچھ ہے) دوسرے صاحب نے ارشاد فرمایا۔ کہ بہئی واللہ سچ کہتے ہوین اپنے اور اپنی بیوی دونون کے ایمان سے کہتا ہون کہ انکا مثل کاہکو ہی اور آج اس شہر مین کیا بمبئی تک کوئی انکا جواب دینے والا نہین ماشاءاللہ سے آواز کا سُریلا پن تو دیکھو معلوم ہوتا ہی ارگن بج رہا ہی یا کوئل کوک رہی ہے گلے مین گویا ہڈی نہین رہی (درین چہ شک گلے مین کیا تمام جسم مین کہین ہڈی نہین)

الغرض جہان اسقدر زندہ دلون کا مجمع تہا وہان ہم ایسے دو چار تجربہ پیشہ غریب الدیار بہی علٰحدہ چپ کہڑے ہوئے نیرنگی عالم کا تماشا دیکھہ رہے تہے۔ اگر داہنے بائین سے کہین چوڑیون کی آواز یا چہڑون کی جہنکار کان مین آگئی تو کن آنکھون سے یک نظرے خوش گذرے دیکھہ لیا ذرا کنوتیان تو بدلین مگر سر جہکا کے گہاس کہانے لگے

شعر

ہمین کیا جو تربت پہ میلے رہے ۔۔۔ یہ سب کچھ ہوا ہم اکیلے رہے

از حضرت دماغ

متفرق مضامین

بحر طویل

حضرت سلامت۔ لمبی چوڑی تسلیمین عرض ہین آپ نے کچھ سنا ہمنی نماز پنجگانہ کو پانچون وقت کے سلام اور وظیفون کو پانچون وقت کے طعام سے بدل دیا! دیکھیے کیا طول عمل ہی! اگر اردشیر دراز دست بھی ہوتا تو اس دستبرد ہاتھ کے طوطے اوڑ جاتے۔ اور بے اختیار ہوکر ہاتھ اُٹھاتا۔ اِس طول عمل مین کیا مجال جو آپ کوئی بات ہلکی پا دین۔ اگر کوئی مصرعہ ہی تو وہ بھی شیطان کی آنت سے کم نہین۔ قطعہ رباعی ترجیع بند بیت غزل ورسارے زمانہ کے وزن آپ نے سنے ہونگے۔ بحر طویل کو کاہیکو سنا ہوگا بندۂ درگاہ جہان کے کوچہ گرد۔ نور کے تڑکے پھندنے والی ٹوپی دیکر پونچھلے دار پتنگ کی طرح جو بڑھ نکلے تو بیاہ براتون کی کثرت تو ہی ہی کھٹ سے ایک لالہ صاحب کی محفل مین داخل ہوگئے۔ وہان بھی کوکب اقبال کی رہنمونی نے دُمدار ستارہ ہی بنا رکھا۔ دیکھتے کیا ہین کہ غزل بازی۔ بیت بحثی۔ شعر خوانی۔ رقعہ بازی۔ گالی گلوج۔ ہورہی ہی۔ لیاقت اور فضیلت کے گلون پر کُند چھریان ریتے جاتے ہین۔ اتنے مین کوئی بھیاجی کسی کونے سے بوڑھے بکرے کی طرح لگے برّانے۔ تھرتھراتی آواز سے لگے بحر طویل سُنانے۔ ہم توکیا اگر امیر خسرو ہوتے تومان جاتے۔ وہ بحر طویل کاہیکو دریا کا پاٹ تھا یا آہنی سڑک یا تار برقی یا حرامزادے کی رسّی۔ جی چاہے تو آپ بھی سماعت فرمائیے۔

وہو ہذا۔ دوش رفتم سوئے بازار کسے یافتم عیار۔ زہر قید سبکسار۔ بہ نزویر گرفتار۔ نہ خود رفتہ و سرشار۔ سبک خیز چور ہوار۔ تنش چون تن زنبور۔ سیہ خال رخ حور۔ مثال شب دیجور۔ بہر کوٹ و پتلون۔ بدن شستہ زصابون۔ رخش زرد۔ دلش سرد۔ تن و جان ہمہ گرد۔ نہ او صاحب ایمان۔ دلی بندۂ شیطان نہ ہندو نہ مسلمان۔ نہ از قوم نصارا۔ دو دہر سمت بصد شوق۔ گہے تخت گلے فوق۔ گہے استادو شاشید۔ گہے جست و سرائید۔ گہے ٹھوکر دیتی۔ گہ چاء گہے کافی و شمپین و برانڈی۔ گہے بیر و کلارٹ۔ گہے پاکٹ۔ گہے جاکٹ گہے شیری و گہے رم۔ گہے بگھی گہے ٹم ٹم۔ ہمین فکر بہر دم۔ کشتۂ حرص و ہوا را۔

گفتم اے ہمسر فرعون۔ چرا میشدی مطعون۔ کسے نیست چو یارت۔ چہ بود آخر کارت۔ این وضع کدام ست کہ داری۔ چون شد زخر دعاری۔ شیشۂ ننگ شکستی۔ در دانش بچہ بستی۔ تو ئی دیوانہ و مدہوش۔ رہ عقل فراموش۔ بشر علم و ادب دور۔ ہمی گمرہے مخمور۔ بگو نام و نشانت۔ شوم آگاہ بجانت۔ مکن دیر خدا را۔

گفتہ عدوے ناموس۔ بر و ڈام بگر لوس۔ تم آدمی ہے کالا یو سور کالمتالا۔ من صاحب لوگیم۔ فداے بسر ہیم صاحب پلپلی نام بجہان شہرۂ عام۔ زر موزم تو چہ دانی۔ کہ نا قابل آئی۔ بزنم چپٹر و ٹھوکر اٹو گڈام اید۔ شکنم روے شما را۔

گفتم اے صاحب اوصاف۔ مزن بیہدہ بہ من لاف۔ بہ بین روی سیہ خویش بنہ آئینہ در پیش مشو طائر نقال۔ مزن مفت پر و بال۔ بخور بسکٹ و ہم کیک۔ مکن ترک رہ نیک بشو پیرو حسنات۔ برست از مزخرفات بہ بین صدق و صفا را۔

راقم ہندی نہ فارسی
بھیا جی بنارسی

مخمس

کلاہ سرخ ٹرکی دائما بر سر نمی ماند — ہمیشہ کوٹ و جاکٹ زینت زین بر نمی ماند
زمانہ ہر یکی آئین اسے نیچر نمے ماند — عروس نو حجاب آلودہ با شوہر نمی ماند
اگر ماند شبے ماند شبے دیگر نمیماند

برانڈی دائما در بوتل و ساغر نمی ماند — چنین بید و چرٹ در دست و لب اکثر نمی ماند
بیا این بوٹ انگریزی فز[سلہ] بر سر نمی ماند — عروس نو حجاب آلودہ با شوہر نمی ماند
اگر ماند شبے ماند شبے دیگر نمی ماند

مدام این گیند و کرکٹ نسخہ ریڈر نمی ماند — ہمیشہ بر زبان اسپیچ ہم لکچر نمے ماند
برائے مدرسہ این چندہ بر زر نمی ماند — عروس نو حجاب آلودہ با شوہر نمے ماند
اگر ماند شبے ماند شبے دیگر نمی ماند

چنین اسپ خر دسر پٹ میدان تا کجا تازی — ہمیشہ گیند و کرکٹ ہمچو طفلان تا کجا بازی
مزیب بر بدن تا کی چنین پتلون گو سازی — عروس نو حجاب آلودہ با شوہر نمی ماند
اگر ماند شبے ماند شبے دیگر نمی ماند

برانڈی تا بکے از ما بگو اے نیچرل نوشی — لباس جاکٹ و پتلون بے کھٹکہ چنین پوشی
برائے کردن این رسم لندن تا کجا کوشی — عروس نو حجاب آلودہ با شوہر نمی ماند
اگر ماند شبے ماند شبے دیگر نمی ماند

کنی گمراہ عالم را با اسپیچ زبون تا کے — بسر مزمن نمودن این چنین خبط و جنون تا کے
نمودن بول استادہ بشکل سگ کنون تا کے — عروس نو حجاب آلودہ با شوہر نمی ماند
اگر ماند شبے ماند شبے دیگر نمی ماند

سلہ فز یعنی کلاہ ٹرکی۔

خوری تا چند مرغ سر بریدہ با ہمہ رغبت　　حرامی را نمائی از دلیل خویش چہ حجت
خرد می نالد ای نیچر برین عقل و برین ہمت　　عروس نو حجاب آلودہ با شوہر نمی ماند
اگر ماند شبے ماند شبے دیگر نمے ماند

بجای سنگ اسود ریکٹ و لیڈی ہی ابوسیدن　　بوقت گیند کرکٹ بید عطرک بیتاب گردیدن
چو قرآن و حدیث ای نیچری انجیل را دیدن　　عروس نو حجاب آلودہ با شوہر نمی ماند
اگر ماند شبے ماند شبے دیگر نمے ماند

تو گوئی ذکر ایزد را کہ ہست آن خالق بیچون　　کبوتر چون بکابک فتنہ میسازد غٹرغون غون
ہمہ سر از دادر دارا و تو بکن از زین اکنون　　عروس نو حجاب آلودہ با شوہر نمی ماند
اگر ماند شبے ماند شبے دیگر نمے ماند

بات کا بتنگڑا

بی بی - چلو ہٹو - مجھ جنم جلی کی قسمت ہی خدا نے ایسی بنائی -
میان - این خیر تو ہے - یہ آج تمکو کیا ہوگیا -
بی بی - ہوگا تمکو یا تمہارے ہوتون سوتون کو - مجھ دکھیا مفلس کو کیا ہوگا -
میان - باتین تو زرمستون کی سی کرتی ہو -
بی بی - جی ہان - بس مُنہ نہ کھلواؤ - ایسا ہی تمنے مجھے روپی اشرفی سے پاٹ دیا ہے
میان - پھر اسمین بھی کچھ شک ہے - تم جانتی ہو جو کچھ آتا ہے تمہارے ہی پاس جاتا ہے -
بی بی - اجی وہ آپ ہی کو مبارک رہے - موئی خیر نہ برکت - ادہر روپیہ آیا چٹر پٹر مین اوٹھ گیا - مین کیا سب کھا لیتی یا زیور گڑھا لیتی ہون -

میان - یہ نہ کہو بیگم - ابہی خیال کرو - کچھ نہین تو ہزار دن حساب بتا دون ابہی تمہاری شادی مین ابا جان نے (خدا جنت نصیب کرے) با وجود قرضداری کے پانچہزار صرف کیے - پہر مین نے نوٹ بیچکر پونے چار ہزار کا مکان لے دیا - ابہی نادرہ کے ہونے مین سوا تین ہزار ایک دیلے رقیہ کی دفعہ بیطرح خرچ ہو رہا تہا دو ہزار پہر دیے - نادر کے ختنے مین چار ہزار اُٹھے - بسم اللہ مین ابہی کل ڈہائی ہزار دیچکا ہون - زیور اور پوشاک بہی ایک ایک دو دو کرکے پانچہزار کی ہو گئی -

بی بی - بس مردوے بس - خالہ کے آگے ننہال کی بڑائی - اپنے مُنہ میان مٹھو بننے سے کیا ہوتا ہے - لگے بنیے مہاجن کی طرح بہی کہاتہ سُنانے - یہ سب آپنے اوٹہایا ہوگا - جانے میری جوتی کی نوک کی پیزار - میرے جونڈے پر اُسکا کیا احسان - میرا گہر آپنے کیا بہر دیا - شادی مین اُٹھایا اپنی ناچ رنگ مین اوڑایا - جن جن کا کہایا تہا اونکو کہلایا - باقی ان دو بچون کے واسطے بہی جو اوٹہایا وہ بہی آپ کے حوصلے کی بات تہی نکرتے تو بندی کا کیا بگڑتا - جو لوگ کہتے اپنے تمہین کو کہتے - ہان کپڑے اور زیور رلا کلام (چہاتی ٹہونک کر) سو وہ ایسے لاکہون کرورون کے نہین اس سے ہزار گونہ تو مین اپنے گہر سے لائی تہی - اور آج جو نہ لائی ہوتی تو آپ اسی للّے تللّے بے فکریان کیسے کرتے - غضب خدا کا جسکے آگے بال بچے اور وہ تمہاری طرح اس عمر مین یون بگڑے - نا بابا مجھے تو اِن باتون کی عادت نہین - مین تو رنڈی باز مرد عورت پر آنکہ نڈالون -

(اتنو میان سے نرہا گیا کفن پہاڑکے بولے)

میان - یہ یہ بہ - یہ بیگم تم نے کیا کہا - ذرا پھر تو کہو -

بی بی - ہان ہان - کچہ جھوٹ کہا - لو صاحب جبتک ہم بولتی نہین تب ہی تک

میان (آنکھ نیلی پیلی کرکے) یعنے ہم رنڈی باز ہین -

بی بی - یہ تو جانے میری جوتی - مگر آدمی کے آثار کہین چھپے رہتے ہین -

میان - بھلا کچہ تو معلوم ہون -

بی بی - اجی بس جانے ہی دو - بیفائدہ کے تئین کیون بات بڑھاتی ہو

ابہی بتا چلون گی تو جھوٹے جھوٹے دس بیس کلام اللہ اوٹھانے لگوگے -

مفت مین گنہگار ہونگی - بھرے گہر مین تم کو کلام اللہ اوٹھاتے تامل ہوتا نہین

خدا کرے ان جھوٹی قسمون کا مظلمہ انھین حرامزادیون کی جان پر پڑے

میرے اور میرے بچون کی جان سے دور -

میان - جی نہین مین قرآن نہ اوٹھاؤنگا کسیکا نشان دیجیے تو -

بی بی - نام اور نشان کیسا - یہ بھی جولاہے کا تیر ہے - ہم کو سب کہاتین

معلوم ہین - یہ آئے دن کمیٹی جانا خالی از علت ہی اجب خدمتگار سے

پوچھوایا تمھارے سرکار کہان گئے تھے - صاحب کمیٹی گئے تھے - اب جو

پوچھوادسین ہوتا کیا ہی تو تمک حرام بتاتا نہین - اور مزا یہ جب کمیٹی موئی

مین جاتا ہوا بی چندہ کے بھی کچھ نہ کچھ نذر کرنا پڑا - یہ بندہی بات ہی -

جب کبھی تم مُردار کمیٹی مین گئے ہو اُسکے دوسرے ہی تیسرے ادہرا کے

بی چندہ کے نام دو سو چار سو ضرور حساب مین موجود ہین -

دیوان سے پوچھتی ہون ارے کمبخت یہ کیا چیز ہے - وہ کہتا ہی سرکار
کمیٹی مین گئے تھے دے آئے ہین - آگے بتاتا ہی نہین - اور مین کمبخت
اس راز سے کیون آگاہ ہونے لگی تہی - وہ تو اُسدن چھوٹے بہیا آئے
تھے مجھے کچھہ یاد آگیا - پوچھہ بیٹھی کمیٹی کون چیز ہے ؟ وہ تو جانو انگریزی
فارسی - زرزری - فرفری - سرسری سب مین دست وقلم ہے - چھہ مہینے کا ل
اس انگریزی کی گٹ پٹ اسکول مین سیکھی ہی - وہ سمجھکر چپ ہورہا - لاکھہ
پوچھتی ہون اب بتاتا ہی نہین - جب بہت پوچھا بہت پوچھا تو بتایا جلسے کو
کہتے ہین - بس فوراً ہی تو مین سمجھہ گئی - کہ یہ کچھ نہین - دس بیس موئے
لچے بدمعاش جمع ہوتے ہونگے - ناچ گانا جلسہ ہوتا ہوگا - جہان اور
رنڈیان منڈیان آتی ہونگی وہ شفتل چندہ مُردار ہی ہوگی -

(اب تو میان سے ہنسی ضبط نہو سکی)

میان - قہہ - قہہ - قہہ - بہئی واہ کیا بات نکالی ہی - واللہ بیگم ہو طبیعتدار
بات خوب نکالی - پہر اب کیا ہوگا - ہم نے تو چندہ سے نکاح کرلیا -

بی بی - میرے ٹھینگے سے (انگوٹھا دکھا کر) ایک نہین ہزار -
لیکن بندی کو تو اب اس گھر مین بائین ہاتھ کا کھانا حرام ہی یہ بچے آپ کو
مبارک رہین - میرا میکا سلامت رہے - مجھ بھرکو بہت ہی -

میان - کچھ خیر ہی ؟ آدمیون کی سی باتین کرو - آج یہ نیا خبط ہوا ہی - وہ لونڈا
تمہارا بہائی تو ہی احمق - وہ بہکوا کیا جانے - کمیٹی اُسکو کہتے ہین جہان
دس پانچ عقلمند آدمی عقل اور ہوشیاری کی باتین اور صلاحین کرتے ہین -

بی بی - پھر کیا رنڈی بازی مین عقلمندی کا خرچ ہی - یہی صلاحین ہوتی ہونگی کہ آج اُسکو بلواؤ - کل اُسکو بلواؤ - پرسون اُسکا مجرا ہو -

میان - یہ نہین میرا مطلب ہی ملک اور شہر کی باتین ہوتی ہین - جیسے لڑکیون کا پڑھانا - لڑکون کا پڑھانا - شہر کی صفائی - عورتون کے واسطے قابلہ عورتون کو پڑھانا - اور انھین باتون کے واسطے روپیہ سب دیتے ہین - اُسکا نام چندہ ہی -

بی بی - ہان اب مین سمجھی - توبہ توبہ میرا کدھر خیال تھا - اُس لڑکے نے تو مجھے بوکھلا دیا تھا - آج دن بھر مین اسی مین ناحق حیران رہی - دس بجنے کو آئے اور اوڑکر کھیل مُنہ مین نہین گئی - معاذاللہ کی پناہ ہے - اب جاکر حواس درست ہوئے - خیر ہوگا ایسا ہی شاید ہو - یہ بھی کوئی بڑی بات نہین - اگر دائیان پڑھ لکھ گئین تو آپ ہی معلوم ہو جائیگا - مگر مجھے تو مردون کی بات کا اعتبار نہین -

میان - خیر سردست تو چندے چپ رہیے -

فریاد

یا رب نہ وہ سمجھی ہین نہ سمجھینگی مری بات دی اور دل اُنکو جو نہ دی مجکو زبان اور

رب العالمین تیرے دریدہ دہن شریر مفسد اور آزاد بندون نے دم ناک مین کر دیا - جی اوکتا گیا - زندگی سے عاری ہون اور زیست سے بیزار - کوئی خطا نہ قصور مگر یہ فتنہ پرداز دق کیے جاتے ہین بدنامی سے بدنامی - بنیا بنیا ستے جان عذاب مین ہوگئی - خداوندا ان کے دل بدل دے - چشم بصیرت

عطا فرما۔ جو میری خوبیون پر نظر ہو۔ میرے حلم اور بردباری کی قدر کرین
میری ملکی خدمت اور ہمدردی کا خیال ہو۔ مالک الملک میرا حال تجھپر
پوشیدہ نہین۔ نیک کامون مین کبھی مین نے روپیہ پیسے سے دریغ نہین کیا
ریفارمرون کا شریک۔ چندہ دینے والون کا مشیر کوئی ملکی خدمت ایسی
نہین جہان تیری عنایت سے میری ہمت نے کمی کی ہو۔ کالج اسکول
اور سوسائیٹیان میری فیاضی کی گواہ ہین۔ مگر پھر بھی خداوندا یہ ناہنجار
بندے میری عزت کے درپے ہین میری تمام کارروائیون پر خاک ڈالنا چاہتے
ہین۔ رشک ہی اور جلن میری ناموری عروج اور ثروت کو نہین دیکھ سکتے
یہ مانا کہ مین بنیا سہی مگر خالق کون و مکان۔ کیا بنیے آدمی نہین۔ اور انکو
تیرے بندے ہونے کا اعزاز نہین بخشا گیا۔ کیا پاک پروردگار بنیون کی
خوبیان بھی تیرے شریر بندے بُرائیان خیال کرنے کا استحقاق رکھتے ہین
عالم الغیب تو میرے حال سے بخوبی واقف ہی۔ تیری توفیق اور توجہ سے جو
دولت اور نعمت مین نے حاصل کی اوسکا حال تجھپر روشن۔ خداوندا
مصیبتین مین نے جھیلین۔ کڑیان مین نے سہین سختیون کا مقابلہ مین نے کیا
شدائد مین مستقل مین رہا ہمت مین نے ظاہر کی محنتی مین۔ کوشش مین نے کی
تیری عنایت سے اپنی ہستی کو درست کرنے کے لیے زمین آسمان کے
قلابے مین نے ملائے۔ دربدر مین پھرا خاک مین نے چھانی۔ جوتیان
چٹخاتے چٹخاتے تیری کرم گستری سے اس مرتبے کو مین پہونچا۔ مگر خداوندا
پھر کچھ نہین۔ مین ان شریرون کے نزدیک وہی بنیا۔ خودغرض مطلبی

اور چاپلوس بنیا ہون۔ کاش اگر مین انگلنڈ مین ہوتا تو اہل یورپ میرے
سوانح عمری سے ترقی کا ایک عمدہ سبق حاصل کرتے۔ مگر فریاد ہے فریاد۔
یہ ناشناس ہندی میری خوبیون کو مٹاتے ہین۔ میری شہرت کے دشمن ہین
اچھا مین خوشامدی ہی سہی۔ مگر رب العالمین جب خوشامد سے تو راضی ہی
تو یہ اعتراض کرنے والے کون۔ تیری ہدایت کے موافق حاکم تیرا سایہ ہین
پھر اگر مین نے خداوندا حاکمون سے لگاوٹ یا خوشامد کی تو گناہ ہی کیا ہی
الٰہی تو دلون کا حال بخوبی جانتا ہی۔ بہت سی باتین انسان دنیا کی تعلقات
مین پھنسکر بمجبوری کرتا ہے۔ میرا بھی بعض صورتون مین علی ہذا دروغ
مصلحت آمیز پر عمل ہے۔ حاکمون کے انتظام مین مجھے نکتہ چینی کی جرأت
نہین ہوتی۔ کہ مبادا میرے فائدون مین فرق آجائے۔ مین واقعی اس مین
لاچار ہون۔ کیونکہ میرا دھندا بالکل حاکمون کی عنایت سے چلتا ہی۔ پھر کیونکر
ممکن ہی کہ مین کسی کے خلاف لکھکر اپنے پیر مین خود کلھاڑی مارون۔ مجھے
نہ آزادی کا دعویٰ نہ اخبار کے ذریعے سے ملک کی خدمت منظور۔ میرا پرچہ تو
بالکل خوشامد کا آلہ اور مدح سرائی کا ساز ہی۔ خداوندا بوجہ اصلی بنیا ہونے
کے میرا نام بد ہی۔ ورنہ ہر شخص جسکے تعلقات میرے سے ہین یہی کرتا ہے اور
کوئی اُسکے خلاف نہین ہوتا۔ مالک الملک کہنے کو سبھی کہتے ہین۔ مگر کیا وہی
جاتا ہی جو مصلحت وقت ہی مسٹر گلیڈاسٹون کی نظیر ہمارے سامنے موجود ہی۔
منسٹر ہوتے ہی وہ تمام آزادانہ خیالات بدل گئے۔ پالسی ہی اور ہوگئی بس
خداوند ہمیشہ سے یونہین ہوتا چلا آیا ہی۔ اور مین بھی یون ہی کرتا ہون۔

رشک اور حسد کے الزام میرے نسبت نہایت مبالغے سے کیے گئے ہین تیری عزت کی قسم اگر دشمنی بہی مجہی اپنے ہمعصرون سے ہی تو اسی خیال سے کہ ع

بود ہم پیشہ باہم پیشہ دشمن

زیادہ کسی کو مین کیا ستاؤن گا۔ مین خود گو ہون۔ اور اس قدر سخت دل کہان سے لاؤن۔ ہاے نا قدرون مین میری قدر نہین۔ ملکی فائدے اور ترقی تجارت کے لیے جو کوششین مین نے کین اونسے تو بخوبی واقف ہی اپنا سرمایہ لگایا۔ لوگون کی خوشامد درآمد کرکے راضی کیا۔ سالہا سال کی کاہش اور جانفشانی سے چرخا قایم کیا۔ لاکہون بندگان خدا کی رزق کی تدبیر نکالی۔ دن کو دن اور رات کو رات نہ سمجہا۔ دوڑ دہوپ مین میری تمام چربی پگہل گئی۔ تندرستی مین فرق آیا مگر مین نے ہمت نہ ہاری۔ جان و مال پر آبنی مگر مین نے کچہہ دریغ نہ کیا۔ پرائے شگون کے لیے اپنی ناک مین نے کاٹی۔ ایک ٹانگ کہو بیٹہا۔ پہر خاک قدر نہین۔ بجاے ستائش کے خود مطلبی کے الزام میری نسبت رکہے گئے۔ بے ایمان اور بد طینت ثابت کرنے کے لیے کمیشن کی تجویز میرے لیے کی گئی۔ خلعت کے بدلے لعن وطعن مجہے ملے۔ مشکوری کے عوض بُرائیون کے ہار مین نے پہنے۔ اور رہی سہی عزت کہو بیٹہا۔ خداوندا آدم کی مصیبت سے یہ ذلت زیادہ ہی۔ تاب و صبر رخصت ہو گئی۔ اب دنیا اور اوس کے ناشناس لوگون سے نفرت ہی۔ خداوندا اب اپنی ستائش کے فرشتون مین مجہے جگہہ دے۔ کہ تیری صفات نامحدود کا الہا گایا کرون۔ اور جو کسی قدر ہنوز میری زندگی باقی ہی۔

اور زیست مین یہ امر محال۔ تو سہ

بدل دے کوئی دل اس دل کی بدلے　　　الٰہی تو تو رب العالمین ہے

اس بوسیدہ بنیے کے لباس کی دھجیان اُڑا۔ اور راے بہادر یا خان بہادر
کا خلعت پہنا۔ کہ تیری کرم گستری کے تصدق مین کسی قدر مستعار زندگی
خوشی اور عزت سے بسر کرون۔ اور نہین توان دریدہ دہن آزادبندون
کے قلب ہی سے بنیے کا لفظ میٹ دے کہ یہ بار بار برچھی کی زبانین میرے
نازک اور شکستہ دل پر برچھی کا کام نہ کرین۔

جنگ سوڈان

زبدعنوانی مہدی بمصر افتاد مشکلہا　　　کہ از پیچیدگیش سرنگون گشتند عاقلہا
زبد حالی ملک وشہ نمی فہمند غافلہا　　　چو در چاہ ضلالت سر فرو بردند جاہلہا
ازین زحمت بسی بجیدہ دل گشتند کاملہا　　　بملک فکر و اندیشہ روان گشتند فاضلہا
خبر کردند در لندن چو ہشیاران ناقلہا　　　کہ مہدی ہیبت ظلم و ستم انداخت در دلہا

الا یا ایہا الساقی ادر کاسًا و ناولہا
کہ عشق آسان نمود اول ولی افتاد مشکلہا

خدیو از خوابگاہِ خویش ہم بیرون نمی آید　　　کہ لرزہ بر تنش و قوتِ مہدی بیفزاید
چو مہدی مردمان اہرکاب خویش بگراید　　　مجال این ہیچکس را نیست ورا روی بنماید
بنا بنہاد رسم ظلم و دست از خون بیالاید　　　مخنث گشت فوج مصر شرم ادرا نمی آید
تغافل شرط ہمت نیست انگلش راہمین باید　　　کہ از رعب و جلال خویش مہدی را بشرماید[۱]

[۱] چہ خوش۔

ببوی نافۂ کاخر صبا زان طرہ بگشاید
زتاب جعد مشکینش چہ خون افتاد در دلہا

گئی لندن کو جسدم مصر سی جھٹ پٹ خبر یہ بد   پڑی اک دھوم کونسل مین ہوئی بسیار رد و کد
ہوئی ہنگامہ سی اس بحث کی کونسل مین شد و مد   کوئی کہتا تہا لڑنا چاہیے کرتا تہا کوئی رد
کسینے یون کہا ڈر کر خرابی لائیگی بے حد   کہ روکو جلد اوسکو تا خرابی کی نہو آمد
بنایا ہکس کو جنرل کہ مہدی ہین بڑے مرشد   چلی پھر فوج یون ملکر کہ کانپے جسسے دام و دد

بمی سجادہ رنگین کن گرت پیر مغان گوید
کہ سالک بیخبر نبود ز راہ و رسم منزلہا

ادھر جب فوج برٹش مصر مین داخل ہوئی بیغم   جہڑا کی ہکس کے مہدی سی پہر ہونے لگے باہم
شکست فاش کہا کر ناگہین مہدی کا آیا دم   لگا تب شعبدہ کرنے ہوا جب سخت ہی بیدم
یقین انگلش کو پہر تو ہوگیا وان فتح کا سالم   کہ وہ سمجہی ہوئے تہا جنگ کا عربی کو ہیچ دخم
تغافل ہوگیا دل پہ خیال اوسکا رہا پہر کم   یہان حال ہکس کا بگڑا نہ ہستی پر رہا قائم

مرا در منزل جانان چہ امن و عیش چون ہر دم
جرس فریاد میدارد کہ بربندید محملہا

خبر لندن مین پہونچی ہکس وان ہوکر مرا گہائل   ہوا نامردمی کا مصر کے پہر تو یقین کامل
صلاحون مین نہ کچھہ سلطان ٹرکی کو کیا شامل   یکایک گارڈن صاحب سپہ لیکر ہوئی داخل
مگر انگلش ہوا پہر بہی بطور سابقہ غافل   ہوا محصور جب تو گارڈن کا بجھگیا وان دل
ہوا امداد کا ہر چند انگلستان سی سائل   بنا لاچار تو رو کر سنایا حال یہ مجمل

شب تاریک و بیم موج گردابی چنین حائل   کجا دانند حال ما سبکساران ساحلہا

تڑپتا گارڈن تھا وان مثال طائر بے پر — گرا ٹڑلون نی لندن مین چلائی یان نی بان ترتر
ہر اک کی زق زق و بق بق سی برٹش پہ پڑی تھی پہر — کہ بالکل عقل و دانش اُسکی آکر چر گئی ڈانگر
مگر جب دم سُنا یہ دمبدم وان حال ہے ابتر — روانہ ولسلی کو کردیا پھر ہار کر آخر
دکھایا ولسلی نے وان اگرچہ جاکے کر و فر — نہ بگڑا اگارڈن کا کام انسے چھپ سکا بہتر

ہمہ کارم ز خود کامی بہ بدنامی کشید آخر
نہان کی ماند آن رازے کزو سازند محفلہا

گذشتہ را صلوٰۃ اب جانے دے ہرگز نہ رو حافظ — مزا ہرگز نہ آئیگا نہ اپنی جان کھو حافظ
بھلا جسمین ہو کچھ تیرا کرا وسکی جستجو حافظ — زمین مردمی مین تخم ہمت کا تو بو حافظ
جو غصہ ہی تو دشمن کو جواب تیغ دو حافظ — کوئی تدبیر عدی کی ہلاکت کی کرو حافظ
رہو مضبوط اور دشمن سی بدلا چلکے لو حافظ — کہ دشمن زیر ہو دل دوستونکا شاد ہو حافظ

حضوری گر ہمی خواہی ازو غائب مشو حافظ
متی ما تلق من تہوی دع الدنیا واہملہا

انکم ٹکس اور میان بیوی

میان۔م بیوی۔ ب۔

ب۔ مین کہتی ہون روز تم جلسے مین کیون جاتی ہو۔ کچھہ دال مین کالا ضرور ہی۔

م۔ نہین جی تم خدا واسطی کو بدگمان ہوتی ہو۔ سُنا نہین ٹکس کی ڈہول پڑنیوالی ہی

ب۔ اوئی! کیا بلا ہی!!۔ انا کہتی تہین ٹکس رنڈیون پر بندہا کرتا ہے یہ مردون پر کیسا؟ بس مین سمجہی۔ کوئی تمہاری چہیتی ہو گی۔ اوسپر ٹکس بندہا ہوگا۔ جب ہی تو تلوون سے لگی ہی۔ چلو ہٹو بہی مجہسے نہ بولو۔

م۔ این تم آگ بگولا کیون ہوتی ہو؟ کیسی رنڈی۔ یہان ہوش ٹہکانی نہین تلے کی سانس تلے اوپر کی اوپر ہی۔ رنڈی کس بہڑوے کو سوجہے گی۔ تم ہو کہ آپ ہی آپ برس پڑنے پر تیار۔ وہ مثل نہین سُنی "آؤ پڑوسن لڑین" بہئی کیا کہون واللہ ہی۔ بعض وقت اس دیس کی عورتون پر رونا آتا ہی۔ اور نہ پڑھائی لکھائی جاوین۔ یہ انکم ٹکس ہی کمبخت سب پر بندہا ہی۔ کم سے کم پانسو روپیہ سال کی آمدنی والا سیکڑی پیچہے دو روپئے سرکار مین داخل کرے گا۔ قانون پاس ہوگیا۔ اب اُسکی تشخیص کا وقت ہی اوسکے صلاح مشورے کو چار صورتین ایک جلسے مین جمع ہوتی ہین۔

ب۔ یہ تو تم جانگلوؤن کی بولی بول گئے۔ مین خاک نہ سمجہی۔ قانون پاس ہوگیا تو میری جوتی سے۔ اور یہ تخشی (تشخیص) نہ جانے کون چڑیا ہے۔ ذری آنکہین دیکہون۔ کچھہ پی کے تو نہین آئے ہو۔! ابہی وکالت کی

سند لیے گنتی کے چار دن ہوے ہین۔ وہ بھی (تم کہتے ہو) سوئی نیچے درجے کی ہی۔ روز جو دو ایک ملے اونسے گھر کا دھندا بھی نہین چلتا ٹکس گیا چوٹھے بھاڑ مین۔ اپنے کیواڑ بند کرکے بیٹھ رہو۔ جب کوئی آئے گا ماما کہدیگی نہین ہین۔ جب دھڑکا نہ رہے تب نکلنا۔ بلا سے دس بیس دن گھنا پاتا بیچکر بسر کرینگے۔

م۔ اے لو تم بچون کی سی باتین کرتی ہو۔ گرفتار ہون؟ ہتکڑیان پہنون؟ یہ انگریزی ہے انگریزی!۔

ب۔ تو تمہارا شوق آپ ہی چرّایا ہی۔ جاؤ۔ جلدی جاؤ۔ میری اور چار اڑوسیون پڑوسیون کی بلا سے۔ بی پڑوسن سنتی ہو۔ یہ مجھ سڑن بناتے ہین۔ تمہین خدا لگتی کہو۔ مین انکے بھلے کو کہتی ہون یا بُرے کو۔ انکے پاؤن مین تو چکیان بندھی ہین کہون گی تو مرچین لگین گی۔ ہو نہو۔ کہین آنکھ مٹکن کی ٹھہرائی ہے۔ تمہین میری جان کی قسم۔ اپنی چونچ بند رکھنا نہین اچھا نہین۔ جو تم کہتے ہو وہی سچ ہے۔ برتن باسن سب بیچ باچ کے موئے ٹکس کے چوٹھے مین جھونک آؤ۔ آپ ہی مونگ مانگتے پھرو گے۔ بلا سے کلیجے مین ٹھنڈک پڑ جائے۔ ان بچون کو بھی وہین دے آؤ۔ سرکار پال پوس لے گی۔ ایک ڈولی دو کہار لادو۔ میرے ٹھینگے مین گیا یہ گھر۔ مین اپنے میکے جاتی ہون۔

م۔ بھئی واللہ مجھسے ناحق لڑتی ہو۔ وہم کی دوا لقمان کے پاس نہین۔ آنکھ مٹکن کا نام نہ لو۔ آنکھین پھوٹین اگر کسی رنڈی منڈی کو دیکھا بھی ہو۔

جناب امیر کی قسم ٹکس کے مارے عقل تبی بول رہی ہی۔ دبی بلّی چوہون سے کان کٹائے۔ بھلا سرکار کا حکم اور مین نہ مانون۔!

ب۔ سرکار کو ہو کیا گیا ہی۔ اوسے نہین سوجھتا کہ یہ غریب غربا کیسے جئینگے۔ تم تو کہتے تھے اب دن پھرتے ہین۔ اب دن پھرتے ہین۔ بڑی آمدنی ہوگی خاک نہ دھول۔ آج سند بدلانے کو اتنا چاہیے۔ کل ٹکس کو اوتنا چاہیے۔ اس غضب کا کہین ٹھکانا ہی۔ آئے دن کی چوٹین سہنے کو کوئی پتھر کا کلیجا کہان سے لائے۔ مین مرد واہوتی تو ایک آنکھہ نہ مانتی۔ سرکار سے کہتی بھلا ان بیکسون کے ستانے سے کیا حاصل ہی۔

م۔ تو کیا مین ہی اکیلا ہون۔ لکھو کہا اسی جال مین پھنسے چڑیون کی طرح پھڑک رہے ہین مجبور رہین۔ واللہ ہی بڑے بڑے صاحب لوگ نہین بچے۔

ب۔ اونکی نہ کہو۔ تم حق کہتے تھے بڑی بڑی تنخواہین پاتے ہین۔ پھر انہین کچھہ نہ کھلے گا۔ یون ہوتا ئی کی چلپون اور ہی۔ مین ایک جھنجی نہ دونگی۔ حضرت عباس کی قسم زہر کھا لونگی کوئی میرے بچون سے لاڈ لا تو ہی نہین جو اونکو چھوڑ سکے اوسکے نیگ لگاؤن۔ جاؤ اسی طرح بڑے صاحب سے کہہ آؤ۔

(اتنے مین سرکاری چپراسی آپکارا)

"میان صاحب ہوت۔ میان صاحب ہوت۔ ہو منہہ۔ بولت ناہین سپٹا مارے بیٹھے ہین۔ جنو ٹکس سے بچن توچہین"

ب۔ یہ کون نگوڑا اگلا پھاڑ رہا ہے۔ اسے خدا سمنو ارے اسکے حلق پر جھاڑو پھرے۔

م - چپ چپ سرکاری چپراسی ہی - واللہ ہے جا کے کچھہ زہر اوگل دیگا تو قیامت آجائے گی - تم انہین نہین جانتین ایک ہی بس کی گانٹھہ ہوتی ہین -

ب - اری ماما دوڑ کے کواڑ بند کردے - زنجیر چڑھا دینا - موا چلا آیا کرے (دامن پکڑ کے) تم اوٹھے اور مین بھر بھرا کے کنوئین مین پھاند پڑی - نہ جانے دونگی - دُنیا اُلٹ جائے نہ جانے دونگی - مین کچھہ نہین سنتی - ای بھری سہی مجھپر جن چڑھا ہی - تم بلے اور مین نے نتے یے - موئے چپراسی کو بے نقط سناؤنگی - نا بس چپ سن بیٹھی رہو - (مُنہ پر ہاتھہ رکھہ کے) بولے اور ستم ہوا -

م - مین کب تک کونے مین دبا بیٹھا رہونگا - اور یہ جرم ہی ابڑا جرم ہے - ا! آج چھپا تو کل گرفتار ہو کے جاؤنگا - تم اُلٹی سمجھو - نہ سیدھی کیا نکدم کر رکھا ہے -

ب - اچھا ذری جھروکے سے دیکھون چپراسی ہوتا کیسا ہی ؟ (جھانک کے) بڑا سا لال ہنٹا سر سے لپٹے ہی - ایک ٹکیا ہی کمر سے باندھے ہی - اوی یہ تو تلوار بھی ہاتھہ مین لیے ہی - اے خدا بچائے - تمہاری جان سے دور یار - جیسے موا جلاد آیا ہی - اچھا جاؤ - امام ضامن کی ضامنی - میرا کلیجہ دھڑکنے لگا - دیکھو نا بدن مین تھرتھری پڑی ہی - خدا کے لیے جلد آنا - میری ٹکٹکی دروازے پر لگی رہیگی - پھر یہ تلوار باندھ کے کیون آیا - کیا تم کوئی خونی ہو - اے لو زنجیر کھٹکھٹا رہا ہی - کہین یون بھی اُٹھو آتے ہین - میان کچہری کو گئے - اور ایک ہزار کی آمدنی تجویز ہو کر بیس روپیہ ٹکس باندھا گیا - مُنہ جھلائے گھر کو آئے -

ب - ای مین صدقے - تم صحیح سلامت آئے - کہو کیا ہوا ؟ -

م - ہوا کیا بیس روپیہ ٹکس کے بندھ گئے -

ب - (سر پیٹ کے) دوہائی ہی بڑے لاٹ صاحب کی - ارے تم تو جا کے لٹو آ ئے - یہ مٹھی بھر یہ قم کس نگوڑے کے گہر سے آئیگی - تم دہان گونگی کیون ہو گئے تھے - پہوٹے مُنہ سے چلائے کیون نہ -

م - (غصّے سے) اب تم جا کے چلا آؤ - کہون کس سے - جب کوئی سنے بہی وہ تمہارے میکے کے پڑوس بلکہ دیوار بیچ میر جواد حسین نہین رہتے ہین ادہر چالیس لا دیے اسل ادہر کا کہین ٹھکانا ہی -

ب - تو ہونا کیا ہی - آج سے دو وقت کے کہانے پر جہاڑو پہیرو - ایک ہی وقت کہانا - پہر یہ بچے کاہے کو مانین گے - روئین گے بلکین گے - ماما موقوف گہر مین جہاڑو - ہم تم دے لینگے - تم برتن دہو دہا کے رکہہ دیا کرنا - مین کہانا پکا لیا کرونگی - خدمتگار کہان سے رہیگا - بازار سے سودا سُلف تمہین لا دینا مٹو آج ہی بیچو - کچہری کو یونہین جایا کرنا - سلطانو کا بیاہ اب کیسے ہوگا - تہہ کا بہی ٹہکانا نہین - آخر قبول کیونکر آئے - تم تو دور ہی سیکڑا کہتے تہے یہ کیا اندہیر ہوا - سو پر دو - دو سو پر چار - تین سو پر چہہ چار سو پر آٹھہ پانچسو پر دس - ہزار پر بیس - اوئی اللہ - ہزار آ آنکہون نہین دیکہی ہین اب بولتے نہین مُنہ مین گہنگنیان بہرے بیٹھے ہو - مین ہوتی تو ساری کچہری کو تگنی کے ناچ نچا دیتی -

م - اے بی تمہاری تو وہ حالت ہوتی ہی - جیسے بدراقون کی گڈمی مین آگ لگا دی - کچہری کے معاملے تم نہین جانتین - جو ہی وہ یون مُنہ پہیلائے ہے جیسے مچہلی کے تاک مین لگا - دہان تہین کٹتی ہین - مین

سوز و سوگنا نے کو کس بہکوے کے گھر سے لاؤن۔

ب۔ چلو ہٹو بھی۔ اچھا اب گھر بار تمہین دیکھو۔ مین خبر بھی نہ لونگی۔ وہ کون ایسا حاکم ہی جسے بیکس بندون پر رحم نہین آتا۔ میرے پاس کوڑی نہین۔ کہین سے قرض لو۔ میرا رونگٹا رونگٹا آج کوس رہا ہی۔ خدا سمجھے اور کیا کھون۔ مجھ نبختی کے جنم کو تمہین کیا کم تھے۔ جو سرکار بھی قہر ڈہانے کو تیار ہو بیٹھی۔

(غرض ٹکس کیا بندھا غریب کے گھر مین آٹھ دن ماتم کا سامان ہوگیا)

نیچریہ شاعری

نظر پڑا ایک پیر نیچر نرالی سج دھج نئی ادا کا
جو عمر دیکھو تو سو برس کی یہ قہر و آفت غضب خدا کا
سفید داڑھی پہ کالا جوتہ اور اوسپہ طرہ وہ سرخ ٹوپی
بدن پہ جاکٹ گلے مین ٹپی سے عالم اوسپر ہے اک بلا کا
جو دیکے لکچر وہ مانگے چندہ تو احمقون کی کترلے جیبین
کہے جو اسپیچ بیوقوفون پہ جال پھیلاے وہ دغا کا
ہین باتین اوسکی وہ سحر افسون کہ سن لین جسنے ہوا وہ مفتون
غضب کے فقرے ستم کے جملے اور اوسپہ طرز بیان بلا کا
بہت دنون تک کیے کرشمے طرح طرح کے دکھائے نخرے
خدا کے بندون کے دین و دنیا کو خوب لوٹا غضب خدا کا

پرا ہتوان ہتکنڈونکی حضرت زمانے پہ کھل گئی حقیقت
یہ اوٹ سے تیر سے دکہا کے کب تک بہروگے تم سوانگ ... کا

ظریف کی ہی دعا آلہی تو اپنے بندونکو رکھ امان مین
کہ دین و ایمان کی رہزنی مین وہ شوخ مشاق ہی بلا کا

مخمس

مسٹر پنچ - گڈ مارننگ - واللہ مانتا ہون استاد کیا پھڑکتی ہوئی غزل مولانا ظریف کی آپ نے اپنے پرچہ اودھ پنچ مطبوعہ ۱۲- اگست ۱۸۸۶ء مین طبع فرمائی ہی کہ دیکھتے ہی نیچریون کے گرگھنٹال اوچھل پڑے ہونگے -
آج اینجانب کو تعطیل تو ارہین کچھ کام دام تو تہا ہی نہین - ہمنے کہا لاؤ اپنی غزل کو مخمس کرڈالین - تمہین واللہ نہ کہیے گا - کیا مصرعہ لگائے ہین اگر درج اخبار فرمائیے تو ہم جانین کہ آپ آپ ہی ہین -

وہوہذا

اوسیکا ہی خاص یہ مقلد جو پہلے موجب ہوا دغا کا
اوسیکا منکر ہوا ہی ظالم کہ جسنے آدم کو پہلے تا کا
تمام فکر و فنون مین کامل کیے ہوے پاس بہی ریا کا
نظر پڑا ایک پیر نیچر نرالی سج دہج نئی ادا کا
جو عمر دیکھو تو سو برس کی یہ قہر آفت غضب خدا کا

تمام پتلون چاکٹون مین ہر ایک جانب سے کرلی جیبین
کمی اگر ہو تو جیب مین بہی بنا کے دو چار دہرلے جیبین

جوکوئی کچھ دے کھلے خزانے نظر چرا کر وہ بھرلے جیبین
جو دیکے لکچر وہ مانگے چندہ تو احمقون کی کترلے جیبین
کہے جو اسپیچ بیوقوفون پہ جال پہیلائے وہ دغا کا
نگاہ بد دور رنگ گورا گلے مین کالر وہ سُرخ ٹوپی
بنی جی بہجو کی وہ زفیلین بغل مین کتا وہ سُرخ ٹوپی
چرٹ دہوان دہار تہوک مُنہ مین سیاہ پھندنا وہ سُرخ ٹوپی
سفید داڑہی پہ کالا جوتہ اور اوسپہ طرہ وہ سُرخ ٹوپی
بدن پہ جاکٹ گلے مین پٹے سی عالم اوسپہ اک بلا کا
گذر چکے ہین جہان مین ابتک ہزارون عاقل کرورون مجنون
بدل چکا ہی زمانہ کروٹ دکھا چکا رنگ پیر گردون
یہ ہو چکے ہین کرشمے سارے نہو مگراب جو کچھ رہا ہو
ہین باتین وہ سحر اور افسون کہ سن لین جسنے ہوا وہ مفتون
غضب کے فقرے ستم کے جملے اور اُسپر طرز بیان بلا کا
کہان ہی اس طرح کوئی پر فن نئے جو ہر دم مچائے نخرے
کرے جو دنیا مین اور کوئی کہان سے زائد وہ لائے نخرے
مین سخت حیران ہون الٰہی غضب کے ظالم نے پائے نخرے
بہت دنون تک کیے کرشمے طرح طرح کے دکھائے نخرے
خدا کے بندون کے دین و دنیا کو خوب لوٹا غضب خدا کا
بہت دکھائی ہی تمنے ابتک ہر اک قرینہ سے اپنی فطرت
بہت دنون سے بڑہی ہوئی ہی تمہاری تیزی تمہاری جودت

تمہارے آگے رہی ہی باقی نہ عقل کل کی بہی کچھہ فطانت
پر اب تو ان ہتکنھڈون کی حضرت زمانہ پر کہل گئی حقیقت
یہ بوڑہے غمزے دکہا کے کبتک بہروگے تم سوانگ ... کا

بچاے آفت سے اوسکی خالق لگائی تہگلی جو آسمان مین
مٹین وہ جھگڑے معاد کے سب ہوے ہین ظاہر جو خاکدان مین
ہر ایک ساعت بصد تضرع اوٹہا کے دست دعا جہان مین
ظریف کی ہی دعا الٰہی تو اپنے بندون کو رکھہ امان مین
کہ دین و دنیا کی رہزنی مین وہ شوخ مشاق ہی بلا کا

نیا مخمس

کیون نہو ؟ واہ رے مین - اور پہر واہ رے مین - مصرعے لگائیے تو یون - حافظ جی ہوتے تو بلا مبالغہ سٹی بہول جاتی - ذرا غور سے دیکھیے زمین آسمان کے قلابے کیسے طبقے ملا دیے ہین - اب بہی کوئی داد نہ دے تو میرا مقدر - اور حافظ جی کی قسمت - لانا میرا قلمدان لکہنا شروع کرون - بسم اللہ کیجیے یہ قلم دوات حاضر ہی - سٹر سٹر زٹر زٹر -

وھوھذا

چو حسن ہند رفتہ رفتہ راہے کرد در دلہا — ز حکم زار آخر روسیان لستند محملہا
بصد افسوس و حسرت یکزبان گفتند عاقلہا — الا یا ایہا الساقی ادر کاسًا و ناولہا
کہ عشق آسان نمود اول ولے افتاد مشکلہا

بہ عزم زار ناواقف فغان از چرخ می آید — دو چشم از اشک خونین دامن مژگان بہ آلاید

جدش پیٹر ز مرقد بار بار از نوحہ فرماید   بوئے نافۂ کاخر صبا زان طرہ بکشاید

ز تاب جعد مشکینش چہ خون افتاد در دلہا

بصد حسرت ز کابل زار راہ ہند میجوید   کہ خواہ از جنگ و خواہ از صلح در ہندوستان پوید

اسیر از ننش نہ داد و گفتے روی از اشک میشوید   بہ مے سجادہ رنگین کن گرت پیر مغان گوید

کہ سالک بیخبر نبود ز راہ و رسم منزلہا

بہ خلوت جملہ ارکان مشورت کردند چون باہم   ہمہ گفتند کین اہیست سخت واخرب پر غم

کشیدہ آہ زار روس و گفت از دل بچشم نم   مرا در منزل جانان چہ امن و عیش چون ہر دم

جرس فریاد میدارد کہ بر بندید محملہا

چو بر سرحد ز فرمانش علی خان شد داخل   غریق بحر غم گردید و بیخ شد با ہوا نازل

دبیتابی لبسو روس رخ آورد و گفت از دل   شب تاریک و بیم موج و گرداب چنین حائل

کجا دانند حال ما سبکساران ساحلہا

کمیشن نام بر سرحد ز ہر سو آمدہ لشکر   بگو بشنو دا ین و آن بسے شد در میان کیسر

بہ فوت مطلبے زار از دل خود گفت کاے کافر   ہمہ کارم خود کامی بہ بدنامی کشید آخر

نہان کے ماند آن رازے کزو سازند محفلہا

چو کرنل جانب سرحد خدا را کج مرو حافظ   اگر حسن ادب داری بیاد از سرحد حافظ

نجات وعظ حضرت ... را دایم شنو حافظ   حضوری گر ہمیخواہی از و غافل مشو حافظ

متے ما تلق من تہوی دع الدنیا واہملہا

جس جس کو کھوا ہی چھڑا دین غم سے   ہم غم سے زمانے مین ہین یا غم ہم سے

دعوی ہمین زیبا ہے مسیحائی کا   جی اوٹھتی ہی شاعری ہمارے دم سے

حیدر آباد دکن

جناب میرا دھو پنج حسین خانصاحب۔ حضرت سوز و ساز عرض ہی۔
بے فصل کا محرم دیکھیے تو کچھ عرض کرون کیا معنے اگر سب باتین ہم اپنے
اپنے وقت پر کرین تو ہمسے اور دوسرے سے فرق ہی کیا رہے اور یہ بھی معلوم
کہ ایجاد ہمیشہ مطبوع ہوا کرتی ہی نئی چیز کی طرف ہر شخص کو رجحان ہوتا ہی
اور اس وقت مین توسو کام چھوڑ کے نئی بات نکالنی چاہیے لہذا بعد اِس
طوطیہ و تمہید کے اصل مطلب عرض کرتا ہون۔
حضرت ابکی بار اینجانب محرم مین حیدر آباد تشریف لیگئے وہان کے شیر
لنگور ریچھ بندر دیکھکر سخت نفرت ہوئی کمال افسوس ہوا اب اس تلاش
مین نکلے کہ کہین مجلس عزا ہو تو دو چار ٹسوے بہالین سال سال کی رسم
ادا کرلین اِسی فکر مین اس سے پوچھ اُس سے پوچھ اِدھر جا اُدھر جا
سارے شہر کی تانا تبھاری کر ڈالی آخر کو ع

کہتے سنتے یہ بھید پایا

کہ نواب تہور جنگ بہادر کے ہان جناب میر اُنس صاحب لکھنوی حسب معمول
تشریف لائے ہین کل پڑھینگے سنتے ہی باچھین کھل گئین دوسرے دن
صبح سے پہلے ہی لحاف سے سر بھی نہین نکالا تھا کہ جا دھمکے وہان کانی
چڑیا تک نہین ہم گھبرائے کہ اگر آج نا محروم پھرے تو سارا کھیل بگڑ گیا
ہزارون ارمانین خاک مین ملینگی مگر پوچھ گچھ کے بعد معلوم شد کہ دوپہر سے

مجلس شروع ہو گی خیر بھئی اچھا ابتو آئیے کچھ ہی کیون نہو سن ہی کے جائینگے
اب مجاور ہو کے بیٹھے اور لگے گھڑیان گننے اسمین ۶ بجے سات بجے آٹھ بجے
۹ نو بجے لیجیے دس بھی بج گئے بارے دو ایک الوسے ٹلوسے جو ہمسے دوسرے
نمبر کے شوقین تھے آنے لگے آتے آتے بارہ بجے محفل کھچا کھچ تیسرے
درجے کی گاڑی کی طرح بھر گئی ممبر کے قریب عمائدین شہر اور بڑے بڑے
جھجر خان نہایت شوق سے جم گئے جس طرح گل کو بلبلین شمع کو پروانے
مٹھائی کو مکھیان مسافر کو فقیر پلونا کو روسی کابل کو انگریز انگلینڈ کو پانی
نئی تہذیب کو عینکین۔ مجلس بھن بھن ہونے لگی کان پڑی آواز نہین سنائی
دیتی اور اشتیاق ہی کہ قیامت بپا کر رہا ہے ظلم ڈھا رہا ہی آنکھین ٹکٹکی لگائے
دروازہ تک رہی ہین کان آواز پر تُلے ہوئے ہین آخر کو پردہ اُٹھا جناب
میر انس صاحب چمک دمک سے اُٹھے ؎

یون نہا دھو کے وہ دروازہ سے باہر نکلا　　آتشین برج سے گویا مہ انور نکلا

پیچھے میر یونس صاحب برادر زادۂ میر صاحب موصوف مع دیگر حواری وغیرہ
صفین چیرتے لانگتے پھلانگتے ایک کو دوسرا یکڑے ریلوے ٹرین بنے ہوئے
آتے آتے قریب ممبر آہی گئے۔ بھر سے سب لوگ اُٹھ کھڑے ہوئے آئیے
تشریف لائیے بندگی عرض کرتا ہون تسلیمات چھوڑتا ہون مجرا بجالاتا ہون
جگہہ کہان جو بیٹھین تہالی تو تھالی تل پھینکیے تو منصبداری پگڑیون ہی پر رہجائے
فرش تک نہ آئے غرضکہ ممبر ہی پر چڑھ گئے معمولی پیترون کے بعد مرثیہ جو
شروع کرتے ہین تو واہی واہ شہادت دہادت کچھ بھی نہین بندش ہی بندش ہی

جدا معرکہ ہی نیا یا اللہ اور تو اور یہ کیا ستم ہی کس قسم کا مرثیہ ہی کس کی شہادت ہی غور جو کرتے ہین تو قحط دکن کی کپاس کھالی واہ ہی میرے یار اچھی بٹی حضور تو قریب ہی ڈٹے تھے اور کچے کچے حال سے واقف قحط کی کارروائیون کے مولانا حافظ لگے مُنھ بسورنے پیازی رومال سے آنکھین ملنے مگر واہ رے میر صاحب کیا سحر بیانی تھی ساری مجلس لوٹن کبوتر ہو گئی ٹیس مچادی ہم تو ایسے اُس مرثیے پر لٹو ہوئے کہ چُپکے چُپکے روتے بھی گئے اور مضمون بھی پاکٹ بک پر ٹانکتے گئے کہ آپکو بھیجین گے مگر ہت تیری حافظہ کی دم مین نسیان کہ بھول گئے آج ردّیون مین وہ کاغذ ملگیا لہذا آپ کو سُناتے ہین۔ محرمی صورت بنجائیے۔

مرثیہ

ملکِ دکن پہ قحط کی یارو چڑھائی ہی — چارون طرف سے فوج تبہ کار آئی ہی
محتاج خانون ہی کی خدایا دہائی ہی — کالی گھٹا سی بھوک ہر اک سمت چھائی ہی
بھرتی امیدوار ہون خواہش ہی کام کی
آؤ سبیل رکھی ہے کنگلون کے نام کی

آئی گھٹا سی ریل بھرے تھے امیدوار — اُمڈی بلا کی فوج کہ مُنھ جنکے چار چار
پورب ہی یار اور علیگڈھ کے سب سوار — آتی تھی ہر طرف سے صدا بس بیا بیار
چھرو نپہ جھُریان تھین وہ پلکین اڑی ہوئین
سمتِ جنوب سبکی تھین باگین موڑی ہوئین

اِک اور کھیپ آئی کہ اللہ کی پناہ — اونچے وہ انگرکھے کہ بھئی واہ واہ واہ
تیور سے آشکار کہ پیسون پہ ہی نگاہ — آئے نہ کچھ خیال بھی گو خلق ہو تباہ

بگڑے ہوؤن کو اور بگاڑین یہ زور تھا
"مارا بدہ بدہ" کا ہر اک سمت شور تھا

اللہ رے من چلے وہ بہادر کہ الامان — بھاری ہزار قحط زدہ پر تھا اک جوان
تہیّے یہی کہ لوٹ لین ہر شخص کا مکان — پھر پھر کے پوچھتے تھے کہ ہی روپیہ کہان

بھوکا مرے کہ پیٹ بھرا بھی تباہ ہو
نر رہا تھ خوب آئے کوئی ایسی راہ ہو

جس جا پہ ایک آ گیا کنگلے ہٹے تمام — ہر کو نکا کس صفائی سے بیننے کیا ہی کام
ہر چند تھی مچائی قیامت کی دھوم دھام — پروانہ لیکے ہو گئے آخر کو نیکنام

حضور ٹیپ عرض کرتا ہون

پر دہ کھلا نہ کچھ بھی حساب و کتاب کا
یہ دبدبہ تھا افسر عالی جناب کا

محتاج خانے مسلخ قصاب بنگئے — کھانے پکائے ایسے کہ تیزاب بنگئے
محتاج سارے صورت سرخاب بنگئے — (منجھاہے کہ) وہ مرٹے بلاسی یہ احباب بنگئے

چیرے ہین ایسے مال وہ کوڑے بنائے ہین
جسوقت چاہا توڑے کے توڑے منگائے ہین

مجلس سے روز گڑھتے ہین کیا کیا روائتین — ہر روز ہو رہی ہین نرالی حکائتین
کس کس طرح کی آتی نہین ہین شکائتین — کیا پیش جائے کرتے ہین افسر عنائتین

مفلسین پھر ٹیپ سُنین

کہتے ہین لوٹ لو تمھین سب کچھ حلال ہی — امداد قحط خاص تمھارا ہی مال ہی

شعبان کی نوین کو اُٹھا ناگہان سحاب — آئین گرج گرج کے گھٹائین سیاہ تاب
بھرنے لگا طرارے سحاب فلک جناب — کوندین غضب کی بجلیان ہر سو بآب و تاب

حضرات

سن سن چلی وہ باد کہ خیمے اوکھڑ گئے
سب مہتمم بچارے بنے تھے بگڑ گئے

برسا وہ مینھ کہ مٹ گئی سب صبا جو نکے کام — محتاج خانون کا ہوا برباد اہتمام
سڑکو نسے کامگاریان اُٹھنے لگین تمام — پایا بچارے کنگلون نے چھٹنے کا حکم عام

چھپٹا جو ابر ایسا وہان پیچ بس پڑا
مغرب سے آکے قحط زدون پر برس پڑا

حضور یہ بند سننے کا ہے خدا جانتا ہے کہ دانت کھٹے ہو ہو گئے ہین۔ جگر خون ہو گیا تب تقطیع میٹھی ہی۔

کہتا ہے

بوچھار تھی وہ مینہ کی وہ بوندین ٹپی ٹپری — بارش کی وہ زمین پہ چوٹین کڑی کڑی
محتاج خانے گرتے تھے کر کے اڑی اڑی — (اور) امورکار پیٹتے سر کو دھڑی دھڑی

ٹیپ عرض ہے

آیا اِدھر سے ابر اُدھر وار چڑھ گیا
کائی سی چیرتا ہوا اُس پار بڑھ گیا

مفلسین اب تھوڑے سے بند اور رہے ہین ذری متوجہ ہو کے سنئے۔

آیا مقابلے پہ کمین قحط نابکار — کہنے لگا یہ ابر کہ سُن او جفا شعار

یہ جائے ایکدم مین لگاؤن ابھی جو دھار   کیا جانتا نہین کہ مین ہون ابرنا مدار
اک دم مین دیکھ لینا کہ بس کھیت پڑ گیا
(بچاجی) کچھ بھی نہ بن پڑے گا اگر مین بگڑ گیا

حضرات

یہ کہکے لی میان سے شمشیر برق کی   جھوکا را را ہوار کو اور ایک ایڑ دی
تڑپا کے اسپ ٹھوکر سے ماری وہ ہت کٹی   بھٹا سا ہاتھ اُڑ گیا تلوار گر پڑی
کٹتے ہی ہاتھ قحط جو کمزور ہو گیا
ایسے لگائے ہاتھ کہ بس بھوت ہو گیا

پھر تو بزن بزن کی صدا تھی بلند وان   بھاگے دبا کے دُم جو تھے سردار قحط خان
کانون مین کھ قلم کو اُڑی ساری کاروان   اپنے سے مُنھ لیے ہوئے گھر کو ہوئے روان
کاواک چہرے سکے تھے بوکھل حواس تھے
مرنے سے قحط والی نعم کے اُداس تھے

آگے نہین ہی تاب بیان پنچ چپ رہو   اچھی نہین یہ آہ و فغان پنچ چپ رہو
سن لے نہ کوئی مرثیہ ہان پنچ چپ رہو   بس کرکے اس دعا کو یہان پنچ چپ رہو
یارب امیدوار نہ کرنا کبھی سے مجھے
دلوا دے بس دکن مین کوئی نوکری مجھے

راقم سے

تو مجھے بھول گیا ہو تو پتہ بتلا دون
کبھی فتراک مین تیرے کوئی نخچیر بھی تھا

دوگونہ رنج وعذاب ست جان لیڈی را
بلائے فرقت پردہ وصحبت پردا

یار وسچ تو یہ ہی اوسچ ہی کیا چیز ہی- اسکی قدوم جدت لزوم کی برکت سی وہ چہل پہل پہیر بدل -ترمیم اصلاح- موجزن ہوتی ہی کہ دلچسپی و دلفریبی کا ہر جگہ اٹم قلعون مین گولون کی طرح رہتا ہی ہمارے ناظرین کو یاد ہوگا کہ گورنمنٹ نظام نے ایک جدید تجویز کے ذریعے سے انگریزی انتظام پر بہی اس طرح لات مارنا چاہی تہی کہ عورتون کی کمیشن کے واسطے ایک ہندوستانی لیڈی صاحبہ مقرر کی جائین- چنانچہ ایسی لیڈی صاحبہ کے واسطے شرائط لیاقت مقرر ہوئے- اشتہار دیا گیا اور شمالی ہند سے ایک نیکبخت فاطمہ صغرا بیگم نام مقرر بہی ہوگئین- اور کمیشن بہی مل ہی گیا- مگر اتفاق دیکہیے کہ لیڈی صاحبہ کو یہ معلوم ہی نہ تہا کہ اظہار دینے والے اگرچہ پردے مین رہینگے مگر مجھے وکلاے فریقین کے روبرو آنا ہوگا بروقت کمیشن آپ نے بہی اصرار کیا کہ مین بہی پردے کے اندر بیٹھکر اظہار لونگی وکلا کے سامنے ہرگز ہرگز نہ آؤنگی- آخرالامر کمیشن دوسری لیڈی کے سپرد ہوا- اور اِس معاملے کی رپورٹ کی گئی- اب دیکھنا ہی اس تجویز کے پورے ہونے کی کون صورت نکلتی ہی آیا-

ع حلب کو آئینہ پھر جائیگا جلا کے لیئے

لیڈی صاحبہ جدید تہذیب کی اکسٹرا پالش کے واسطے پھر واپس کیجا ئینگی یا ایسے کمشنر کی خاطر سے وکلا ہی زنانے مخصوص کیے جائینگے - بہر حال کچھہ ہی ہو ہمارے تو دونون میٹھے - مگر فی الحال لیڈی صاحبہ کی وقت اور کشمکش کو تصور کر کے ہمنے خیالی اسٹیج پر جو فرضی سین کھینچے ہین وہ ہم نذر ناظرین کرتے ہین -

دھوہذا

کمشنر کا مکان

لیڈی کمشنر - (خادمہ سے) ارے ظہورن ذری ادھر آنا - دیکھہ آج ہمین کمیشن مین جانا ہی ذرا نہانے کو پانی رکھ - اور وزیرن سے کہدے جلدی کپڑے لا ہمین نکال لون - جھٹ پٹ پنڈا دھو ڈالون - دو گھنٹہ اورمجھے کام پر جانا ہی -

ظہورن خادمہ - بہت خوب حضور - اے بی وزیرن اے بی وزیرن چلو بی بی یاد کرتی ہین -

وزیرن - آئی مان آئی - اپن کو تو ہلو ہلو کام کی عادت ہی تم ہندوستانیان جلدی کرتے ہو -

(بی وزیرن صندوق لاکر جوڑا نکالتی ہین اور لیڈی صاحبہ گھنٹہ بھر مین کپڑے منتخب کرتی ہین)

وکلا اور موکل ایک مکان مین

وکیل نمبر ا - آج بھئی لیڈی کمشنر کا وزن دیکھنا ہی کیسی لائق اور مہذب ہین صورت کیسی ہی - مزاج کیسا ہی باتین کیسی ہین -

وکیل نمبر۲۔ اپن کو تو فکر لگی ہی کہ ہورت ہوشیار ہین مگر دیکھا نکو۔

وکیل نمبر ا۔ اجی ہمارے نزدیک تو یک نشد دو شد بڑی خرابی یہ ہے کہ اظہار دینے والی اور کمشنر صاحبہ ہین اگر ہمدردی کا مادہ جوش مین آیا تو سارا مقدمہ غارت ہوگیا۔ آپ جانتے ہین اس قوم مین کسقدر ہمدردی ہی۔

موکل۔ (گھبراکر) بہو صاحب یہ باتان اچھی نکو۔ اِسکی کچھ تدبیر کرنا۔

وکیل نمبر ا۔ تم کیون گھبراتے ہو وہان چلو تو سہی۔

لیڈی کمشنر کا مکان

لیڈی صاحبہ۔ بعد غسل مصروف آرایش ہین۔

لیڈی کمشنر۔ ارے کمبخت جلد آ میری چوٹی تو باندھ دے اور دیکھ نیا جوڑا بوٹ نکالکر ادھر رکھدے یہ میلا ہوگیا ہی اور جوتے کی کلھیا مین پانی ڈالدے ہان تو نے ابھی تک نہین دھوئے اچھا چکنی ڈلی اور الاچی ڈبیا مین رکھدے اور گاڑی کھینچنے کو کہہ دے۔ اور کھانا جلد لا۔ اے لو یہ تو مین بھول گئی تھی۔

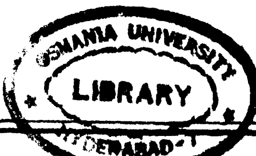
ظہورن۔ (جی مین) آج بی بی کو یہ ہوکیا گیا ہی ایک بولی تین کام چاہتی ہین۔

(ظہورن کام کرتی ہی مگر عجلت مین لیڈی صاحبہ بہت ہی گھبراکر وزیرن کو پکارتی ہین)

"ارے اِدھر آ کمبخت۔ خدا تجھے غارت کرے۔ کھانا لا۔ یہ تسلہ اور لوٹا درست کر زیرانداز بچھا۔ دیکھ تو میری مانگ سیدھی ہی۔ مجھے جلدی مین اچھی طرح آئینہ مین نہین دکھائی دیتی۔"

وزیرن۔ ہوا ایسا سیدھی جیسا ہنسیا۔

(ظہورن مسکراتی ہے)



کمشنر۔ (طمانچہ مارکر) قطامہ مالزادی۔ہم تو کام مین جلدی کو کہتے ہین۔آپ ہنستی ہی۔ رہ تو سہی غیبانی دیکھہ تو آکر تجھکو کیسا ٹہیک بنائی ہون۔

ظہورن۔ یا تو خدا دوسری دفعہ کا کام نہ دے یا مجھے اُٹھالے۔ اگر یہی حال رہا تو میرا کچومر نکل جایگا۔

(پوشاک وغیرہ سے لیس ہوکر کمشنر صاحبہ بگھی پر سوار ہوتی ہین کہ کاغذات مقدمہ یاد آتے ہین)

کمشنر۔ اری وزیرن لپک جا دیکھہ وہان گاڈ کے پاس کاغذ ہین اوٹھا لا اور وہان وہ سیاہ بکس بھی لانا۔ اور روشنائی کی بوتل لیتی آنا۔ دوات مین روشنائی نہوگی۔ اور دیکھہ آوٴن اور گلوبند کاغذ پر لپٹا ہے وہ رکھے آنا۔ مگر نہین لیتی آنا فرصت کے وقت بناوٴن گی۔ اور ہان اے لو ایک بات تو بھول ہی گئی۔ قلم تو باہر ہی ہے اوسکو بھی لیتی آنا۔ جلد جا دیر ہو گئی۔ دو گھنٹے کی۔

اظہار دینے والیکا مکان

(وکلا و فریقین مقدمہ حاضر۔ مگر کمشنر صاحبہ ہنوز نہین آئین)

وکیل نمبر ۱۔ ابتو وقت آگیا کمشنر صاحبہ نے بڑی دیر لگائی دو گھنٹے زیادہ گزر گئے

وکیل نمبر ۲۔ تقصیر آپ جانتے ہو لیڈی صاحب کا آنا ہی آتے آتے آئینگی۔

موکل۔ اچھا تب تک پردہ وغیرہ تو ہو رہے۔

وکیل۔ کیا کہین بڑی دیر ہوئی۔ ہمارا ہرج ہوتا ہی کمشنر صاحب سے کہنا چاہیئے کہ اگر ایسی ہی دیر ہوگی تو ہملوگون کا نقصان ہوگا۔

وکیل نمبر ۲۔ عورتان کی ذات سے سوا نقصان کے اور کیا ہونا۔

ابھی گھر ہوکر آیا۔ وہان دیکھا پوسٹے پوٹّی کے واسطے جو کپڑا لایا تھا گھر کے
لوگان نے سب حراب کردیے۔ مقدمہ الگ اپن کو چین نکو دیتے۔

(اتنے مین سواری آئی۔ اور لیڈی صاحبہ زنانے مین گئین پردہ پڑا۔

وکیل فریق ثانی۔ کمشنر صاحبہ کہان ہین۔

خادمہ۔ ہین پردے کے اندر ہین۔

وکیل۔ صاحب اونکو باہر تشریف لانا چاہیے۔ ہمارے روبرو اظہار لکھے جائین۔

کمشنر صاحبہ (متعجب ہوکر) اپن کیا مین وکیلونکے سامنے آونگی لو صاحب خوب ہوئی۔

وکیل۔ یہ تو لازمی بات ہی۔

کمشنر صاحبہ۔ یہ تو انہونی بات ہی۔

وکیل۔ واہ وا۔ تو کمیشن کا ہیکو زچہ خانہ اور اظہار بچہ ہوا کہ پردے ہی کے اندر
سب کچھ ہم کمشنر صاحبہ کو پردے اندر بیٹھکر کارروائی نہ کرنے دینگے۔

خادمہ۔ کیا تم لوگان زبردستی کرتے ہو۔ کیسے بے پردہ ہوان۔

وکیل۔ چپ رہ تو کون بولنے والی۔ تو قانون کا منشا کیا جانتی ہی۔

خادمہ۔ تقصیر خانون کا منشی خود مجھسے بولا پردہ کیواسطے یہ بندوبست ہوا ہی
تم غارت گئے وکیلان۔ بے پردہ کرنے آئے ہو میری خالہ زاد بہن ماماں
خاتون تیس برس وکالت کئے اپن کو ناواقف نکو بناؤ۔

کمشنر صاحبہ۔ صاحب سنیئے مین یہان بیگم صاحب کا اظہار لینے آئی ہون لیکر
چلی جاؤنگی آپ کے سامنے آنے سے کیا واسطہ۔

وکیل۔ جی نہین اظہار ہمارے روبرو لکھنا چاہیئے۔

کمشنر۔ یہ ممکن نہین ہے (غصّہ سے)

وکیل۔ تو وہ بھی ممکن نہین (غصّہ سے)

کمشنر۔ زبان سنبھالکر بولو۔

وکیل۔ آپ قاعدے سے کارروائی کیجیئے۔

کمشنر صاحبہ۔ تو یہ کبھی نہین ہوگا عہدے پہ پڑے ٹپکی ہین بازآئی پھٹ پڑے وہ سونا جس سے ٹوٹین کان۔ لو صاحب۔ کیا عزت دینا ہی نامحرمون کے سامنے غضب خدا کا پردہ کے واسطے تو یہ بندوبست ہوا اور خود کمشنر بے پردہ۔ ہین جاتی ہون۔ بازآئی ایسے پی ہزار نعمت کھائی۔

فریق جسکی طرف کی گواہی ہے۔ اجی آپ ٹھہرین تو سہی غصہ نہ کیجیئے۔

کمشنر۔ غصّہ کیسا یہان آبرو پر بنی ہے۔ لو صاحب مجھے...... نے دہوکے مین بلایا ہین یہ عہدہ کیون قبول کرتی۔

(زنانہ نیچر کے جوش مین کمشنر صاحبہ رونے لگتی ہین اور جلسہ برخاست۔)

ارکان نظام گورنمنٹ

رکن نمبر۱۔ فاطمہ صغرا بیگم کو آج ایک کمیشن مین جانے کا اتفاق ہوا۔ وہان پردہ و بے پردگی کی بحث آئی۔ اوسکی رپورٹ آئی کہ اونہون نے وکلا کے سامنے آنے سے انکار کیا۔

رکن نمبر۲۔ ہان۔ پھر اب کیا بندوبست چاہیے۔

رکن نمبر۳۔ کوئی ایسی لیڈی ہو جو بے پردہ ہوتی ہو۔

رکن نمبر۱۔ مگر اونکو طلب جو کیا تھا۔

رکن نمبر۳- تو قاعدہ مین اصلاح ہو-

رکن نمبر۲- بھلا کون سی اصلاح -

رکن نمبر۴- اگر آپ میری راے مانین تو ایک محتشم تجویز پیش کرون- اوس سے یہ ساری دقتین دفع ہو جائینگی-

رکن نمبر۱- وہ فرمائیے-

رکن نمبر۴- عموماً خواجہ سراؤن کو کمیشن دیا کیجیے یہ مردون عورتون دونون مین کارروائی کرسکتے ہین- علاوہ آسانی کے جدّت بھی ہی غالبًا آپ سب صاحب اس تجویز کو ناپسند نہ کرینگے-

(ڈراپ سین)

پولیٹکل شطرنج

حضت یہ شطرنج بہی عجیب نقشے کی ہی اور کہلاڑی بہی بڑے بڑے جگا دری۔ بساط تو بہی افغانستان ہی اور سیاہ بازی سلطنت روسیہ اور سفید ہماری سرکار ہی سیاہ اگرچہ کسی طرح کم نہین مگر چال ایسی پڑی ہی کہ رُخ چہوٹے ہوئے ہین۔

سفید کا فیل (للٹن) جو اپنے تیسرے گہر مین ہی کابلی گہوڑے (امیر) کو مار کر جو سفید کے بادشاہ کے گہر سے چوتھے خانے مین ہی مات کرتا ہی۔ اور چال ہے سیاہ کی اب یہ ششدر ہین کہ کرین کیا مُہرے تو سلامتی سے کئی ہین مگر سب ناکارے ایسے تتر بتر کہ وقت پر ایک کام کا نہین۔ فرزین کا ٹہ مارا وا ہنے رخ کے گہر مین براج رہا ہی۔ بایان رخ تیسرے خانے مین کاٹہ کا اُلّو بنا بیٹہا ہی صرف ایک گہوڑا فرزین کے گہر مین ہے اُسی سے کابلی گہوڑے کو زور دے سکتے ہین اگر سیاہ بادشاہ کے تیسرے گہر مین رکہا تو سفید کا رخ (روم) جو سیاہ کے داہنے رخ کے تیسرے خانے مین سفید فیل (ڈزریلی) کے زور سے جو سفید کے بائین گہوڑے کے چوتھے خانے مین بیٹہا ہی وہین پلٹ کر شہ دیتا ہی چلو مات! اور اگر سیاہ کے بائین جانب کے پیل کے تیسرے گہر مین رکہا تب بہی رخ نے اپنی رومی چال چلکر شہ دیکر مات کیا اسی طرح جو چال چلتے ہین مات موجود!

نوٹس

درخواست خریداری

کتاب بہ نام مینیجر

ہندوستانی پریس نظیرآباد لکھنؤ

آنی چاہیے

شکوۂ ہند

از

تصنیف لطیف شمس العلما خواجہ الطاف حسین صاحب حالی

مع

عرضداشت

بحضور سرور کائنات علیہ التحیات

حسب فرمائش منیجر زمیندار بک ڈپو لاہور

اسلامیہ سٹیم پریس لاہور

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

شکوۂ ہند

بندِ اوّل

رخصت اے ہندوستاں اے بوستانِ بےخزاں — رہ چکے تیرے بہت دن ہم بدیسی میہماں
آج گو شکووں سے ہیں لبریز ہم اے خاکِ ہند — ہیں مگر احسان اگلے تیرے سب خاطر نشاں
تو نے بیگانوں کی خاطر کی یگانوں سے سوا — میہماں تجھ پر بنایا تو نے ہم کو میزباں
تیرے باغوں کی فضاؤں نے دیئے دل سے بھلا — شعبِ بوّان و سمرقند و دمشق و صفہاں
یاد کچھ جیحوں رہا ہم کو نہ دجلہ اور فرات — تیرے گنگا جل نے جب سے تر کئے کام و زباں
تیری کاشی کی کشش نے کر دیئے ہم سے جدا — یثرب و بطحا و صنعا و زبید و نہرواں
تیرے ذوقِ نیشکر نے کر دیئے سب دل سے محو — بصرہ و طائف کے نارستان اور خرماستاں
فصلِ گل میں دیکھ کر جوبن مہابن کا تیرے — مرو اور شیراز کے بھولے چمن اور گلستاں
تیرے سرجیون پہاڑوں نے دیا جی سے اتار — نہرِ کنی اور گلگشتِ مصلّےٰ کا سماں
وہ حوریں بھولیں سمرقندی و شیرازی تمام — اس قدر الوان نعمت کے لگائے تو نے خواں

نقش ہیں دل پر ہمارے سب مداراتیں تری
ہم نہ بھولینگے کبھی دن تیرے اور راتیں تری

بند دوم

تھی ہماری قوم و ملت رسم و عادت سب جدا — رشتہ و پیوند کوئی ہم میں اور تجھ میں نہ تھا
بول چال اپنی الگ تھی اور زباں تیری الگ — تجھ سے ہم تھے اجنبی اور ہم سے تو نا آشنا
ہم میں اے ہندوستاں گو ہوئے جنسیت نہ تھی — تو نے لیکن اپنی آنکھوں پر لیا ہم کو بٹھا
تو نے سونپی مہر دولت ہم کو اور طبل و نشاں — تو نے بخشے قصر و ایواں ہم کو اور لبِ تا نسل
تو نے ثروت دی حکومت دی ریاستیں دی ہیں — شکر کس کس مہربانی کا کریں تیری ادا
نبھ سکیں لیکن نہ آخر تک یہ خاطر داریاں — جو دیا تھا تو نے وہ آخر کو سب رکھوا لیا
خیر - اپنے مال کا تو ہر طرح تھا اختیار — جس سے چاہا لے لیا اور جس کو چاہا دیدیا
کھینچ لیں اپنی اسی دم اٹھ کے گدی سے زباں — بھول کر بھی گر زباں پر اسکی آ جائے گلا
پر گلا یہ ہے کہ جو کچھ اپنا ہم لائے تھے ساتھ — وہ بھی تو نے ہم سے لیکر کر دیا بالکل گدا
آدمیت کے تھے جوہر جو ہماری ذات میں — خاک میں آخر دیئے اے ہند سب تو نے ملا

یاد ہوگا تجھ کو یہاں آئے تھے ہم کس شان سے
تجھ کو سوگند اپنے ست جگ کی بتا ایمان سے

بند سوم

ترکمانی صولت اور مغلی جلادت ہم میں تھی — عزم کُردی ہم میں تھا بدوی جمعیت ہم میں تھی
ہاشمی آداب و عباسی فضایل ہم میں تھے — نطقِ اعرابی و عدنانی فصاحت ہم میں تھی
ضرب کراری و حرب خالدی رکھتے تھے ہم — سطوتِ حمزی و فاروقی جلالت ہم میں تھی
عرقِ غیرت تھی دلیل اپنی شرافت کی۔ نہال — جھینپتی ہے جس سے دولت وہ شرافت ہم میں تھی
آج خاور تھا مقام اپنا توکل تھا باختر — عیش و عشرت کی نہ فرصت تھی نہ عادت ہم میں تھی

ننگ تھا ہمکو مشقت سے نہ مزدوری سے عار
ہم شتربانی سے پہنچے تھے جہانبانی تلک
جو نشاں اقبالمندی کے ہیں وہ سب ہم میں تھے
گھر ہمارے اور ہم سب وقف مہمانوں پہ تھے
جھوٹ سے واقف نہ تھے ہم تیری اے ہندوستاں

جو بزرگی تھی مشقت کی بدولت ہم میں تھی
اسلئے باقی شتربانوں کی خصلت ہم میں تھی
حُبِّ دینی ہم میں تھا قومی مودّت ہم میں تھی
نیز بی مہماں نوازی و ضیافت ہم میں تھی
احمدی اخلاق و اسلامی اخوّت ہم میں تھی

چھین لی سب ہم سے یہاں شانِ عرب آنِ عجم
تو نے اے غارت گرِ اقوام و اکّالُ الامم

بند چہارم

آئے تھے اے ہند یہاں ایسے ہی ہم زار و نزار
ہم انہی اسلاف کے معلوم ہوتے ہیں خلف
ہم انہیں باپوں کے بیٹے تجھکو آتے ہیں نظر
ذہن ہمیں لے آ ریاد رت اُن سواروں کے پوت
ہم بھی راستے خاکسار ایسے ہی تھے اے خاک ہند
تھیں یہی شکلیں ہماری تھا یہی رنگ اور روپ
گر سلف دیکھیں ہمارے زندہ ہو کر اب ہمیں
سیرتیں تو نے بدل دیں مسخ کر دیں صورتیں
کر دیا شیروں کو تو نے گوسفند اے خاک ہند
نکتہ چیں یہ سب ہیں بھی ہم کو آتی نہیں نظر

ہے عرب کو جن سے ننگ اور ہے عجم کو جنسے عار
جن کی تھی محکوم نسل رستم و اسفندیار
جن کی جولاں گاہ تھی تاتار سے تا زنجبار
جنکی دوڑوں سے ہیں واقف تیرے دشت و کوہسار
اڑتی پھرتی تھی زمانہ میں یہی مشت غبار
تھی یہی سیرت ہماری تھا یہی اپنا شعار
آئے نسبت اور قرابت سے ہماری انکو عار
آبرو تو نے ڈبو دی کھو دیا تو نے وقار
جو شکار افگن تھے آکر ہو گئے یہاں خود شکار
آئے تھے یہاں جب کہ اپنا چھوڑ کر ملک و دیار

تھا یقیں ہم کو کہ شائستہ رفتہ آئیگی
ہم کو تو اے خاک ہند آخر تو نہیں کھا جائیگی

بند پنجم

دیکھتے ہیں اب وہی آنکھوں سے صبح و شام ہم — جو ہمارا توں کا سمجھے تھے تری انجام ہم

توڑ ڈالے جلد تو نے عہد اور پیمان سب — بے وفا سنتے تھے سچ اے ہند تیرا نام ہم

دیر تک رہتا ہے جو انساں نہیں رہتا عزیز — سنتے ہیں دیوار و در سے تیرے یہ پیغام ہم

عیب جو دنیا میں ہیں وہ ہم پہ تھپ جاتے ہیں سب — کیا زمانہ میں ہمیشہ تھے یونہیں بدنام ہم

سب کو ہو جاتا ہے ناکامی کا پہلے ہی یقین — اُٹھتے ہیں کرنے کو جب ہمت کا کوئی کام ہم

تو نے دیکھا تھا کبھی اسلامیوں کا حال یہ — کیا عرب سے لے کے نکلے تھے یہی اسلام ہم

بس - زیادہ پیسنے سے اپنے کیا حاصل تجھے — پس چکے اے آسیائے گردش ایام ہم

شکوہ قسمت کا ہے جو یہاں کھینچ کر لائی ہمیں — تجھ کو اے ہندوستاں کس منہ سے دیں الزام ہم

پھر گئی سرحد سے تیری فوجِ یوناں جس طرح — کاش پھر جاتے یونہیں دیسے تیرے ناکام ہم

رہتے قانع اپنی محنت اور مزدوری پہ کاش — آ کے یہاں پاتے نہ ذوقِ راحت و آرام ہم

دشمن اپنا ہو گیا سودائے مال و جاہ حیف
حرص نے طعمہ کی شیروں کو کیا روباہ حیف

بند ششم

وہ مسلمانوں کی ہر بازی میں سبقت کیا ہوئی — وہ حجازی غیرت اور مکی حمیت کیا ہوئی

ہم مسلمانوں سے ہے اے ہند ننگ اسلام کو — تھا لقب خیر الامم جس کا وہ امت کیا ہوئی

جی کسی کی عزت افزائی سے خوش ہوتا نہیں — دل گواہی جس پہ دیتا تھا وہ عزت کیا ہوئی

دین و دولت علم و دانش ہم میں کچھ باقی نہیں — حق نے پوری کی تھی جو ہم پر وہ نعمت کیا ہوئی

ملک و مال و سلطنت اک آنی جانی چیز تھی — جو ہمیشہ رہنے والی تھی وہ دولت کیا ہوئی

قریہ قریہ تیرے علم و فضل سے معمور تھا
اب وہ اے اسلام تیری خیر و برکت کیا ہوئی

جس نے مغرب کو کیا مشرق وہ سورج کیا ہوا
جس سے گھر گھر بن گیا یوناں وہ حکمت کیا ہوئی

کوہ و دریا حن کے ہوتے تھے نہ ہرگز سدِ راہ
وہ ارادے کیا ہوئے اور وہ عزیمت کیا ہوئی

کوئی مشکل ہم کو میداں سے ہٹا سکتی نہ تھی
وہ ثبات اور پایداری اور وہ ہمت کیا ہوئی

ہوگی اے ہندوستاں آمد ہماری تجھکو یاد
وہ مسلمانوں کی ہیئت اور وہ صورت کیا ہوئی

وہ بر و دوش اور وہ سینے پہلوانی کیا ہوئے
وہ قد و بالا وہ چہرے ارغوانی کیا ہوئے

بند ہفتم

جب تک اے ہندوستاں ہندی ہی نہ کہلاتے تھے ہم
کچھ ادائیں آپ میں سب سے جدا پاتے تھے ہم

اپنی خود کرتے تھے عزت گر نہ کرتا تھا کوئی
سر ہر اک فرعون کے آگے نہ نہوڑاتے تھے ہم

حاجتیں ہوتی تھیں جو اپنی روا کرتے تھے آپ
ہاتھ آگے میر و سلطاں کے نہ پھیلاتے تھے ہم

تھے اُسے نعماے سلطانی سے بہتر جانتے
اپنی محنت سے اگر نانِ جویں کھاتے تھے ہم

تھے نہ کرگس اور زغن کی طرح ہم مُردار خوار
تھا وہی قوت اپنا جو خود مار کر لاتے تھے ہم

تھی اولو العزمی و ہمت اپنی مفتاحِ ظفر
چار سُو راہیں معیشت کی کُھلی پاتے تھے ہم

جب کبھی جس کام کی خاطر جدھر مُنہ اُٹھ گیا
پھر پلٹ کر وہاں سے خالی ہاتھ کم آتے تھے ہم

جی چُراتے تھے نہ مکروہاتِ عالم سے کبھی
اور خلافِ چرخِ دوراں سے نہ گھبراتے تھے ہم

اسپِ تازی کی طرح تھی قوم تازی بھی غیور
جب کوئی ٹہوکا دیتا تھا ہم سے تلملا جاتے تھے ہم

ہے حمیت کو ہماری اک زمانہ جانتا
مر و ہو جاتے تھے سب جو وقت گرماتے تھے ہم

حال اپنا سخت عبرتناک تو نے کر دیا
آگ تھے اے ہند ہم کو خاک تو نے کر دیا

بند ہشتم

کھا کے نعمت دل ہمارا شادماں ہوتا نہ تھا
ساتھ دستر خوان پر گر میہماں ہوتا نہ تھا

کرتے تھے مہماں ہمارے ماحضر پر اکتفا
تنگ دل مہماں سے کوئی میزباں ہوتا نہ تھا

ہم کو پہنچی تھی خلیل اللہ سے خواں گستری
عسرت اور تنگی میں بھی طے اپنا خواں ہوتا نہ تھا

رکھتے تھے بچوں کو بھوکا اپنے مہماں کے لئے
خرچ سے گھر کے سوا کھانا جہاں ہوتا نہ تھا

تھا مسافر کیلئے ایک ایک گھر مہماں سرا
ہم کو کچھ غربت میں فکرِ آب و ناں ہوتا نہ تھا

میہمانوں کو تھے اپنے گھر کی برکت جانتے
ٹھیرنا مہماں کا برسوں گراں ہوتا نہ تھا

جانتے تھے ہم کہ ہے اُس پر خدا نامہرباں
جو کہ ہمسائے پہ اپنے مہرباں ہوتا نہ تھا

ہم ہر اِک آفت میں ہمسایوں کی رہتے تھے سپر
دشمنوں سے اپنے اُن کو خوفِ جاں ہوتا نہ تھا

چُھپکے چُھپکے حاجتیں کرتے تھے سب اُنکی روا
فقر و فاقہ اُن کا خلقت پر عیاں ہوتا نہ تھا

پیٹ بھر لیں اپنا اور ہمسایہ فاقے سے رہے
اتفاق آگے یہ اے ہندوستاں ہوتا نہ تھا

یوں نہ ہمجنسوں سے کرتی تھیں یہ آنکھیں چوریاں
تو نے اپنی سی سکھا دیں ہم کو تنہا خوریاں

بند نہم

جس سے کرتے تھے محبت بے ریا کرتے تھے ہم
جس سے ہوتی تھی شکایت برملا کرتے تھے ہم

شکوہ ہوتا تھا تو اکثر منہ پہ کہہ دیتے تھے ہم
شکر کرتے تھے تو غیبت میں سوا کرتے تھے ہم

دوست بن جاتے تھے جسکے اُس سے کرتے تھے نباہ
عہد کرتے تھے تو عہدوں کو وفا کرتے تھے ہم

جنکے ہو جاتے تھے ساتھی اُنکا ہم دیتے تھے ساتھ
رنج و راحت میں شریک اُنکے رہا کرتے تھے ہم

کرتے تھے عسرت میں اُنکے واسطے فکرِ معاش
اُنکی بیماری میں تدبیر اور دوا کرتے تھے ہم

کام میں یاروں کے اپنے کام سب دیتے تھے چھوڑ　　اسمیں روزے اور نمازیں تک قضا کرتے تھے ہم
یار کوئی مر کے اپنے سے بچھڑ جاتا تھا جب　　یار کی اولاد پر جانیں فدا کرتے تھے ہم
سنتے تھے اپنے بڑوں کا جن سے پیار اور آشتی　　اُن کی نسلوں سے وہی رسمیں ادا کرتے تھے ہم
دشمنوں کی زد میں دیتے تھے نہ آنے ہمکو دوست　　ٹوک دیتے تھے ہمیں جب کچھ خطا کرتے تھے ہم
آج وہ کام آئے اپنے کل کہ ہم اُنکے آئے کام　　بار ہا باہم سلوک ایسا کیا کرتے تھے ہم

تو نے اے ہندوستاں کھو دیں کہاں وہ یاریاں
یاریاں ہم میں رہیں باقی نہ وہ غمخواریاں

بند دہم

تیرے سایہ سے رہے اے ہند جبتک دور ہم　　اپنی یکرنگی رہی ضرب المثل بین الامم
مل گیا جو ہم میں آکر پھر نہ تھے ہم پوچھتے　　روم ہے یا ترک ارمن ہے عرب یا ہے عجم
ملتِ بیضا نے قوموں کی مٹا دی تھی تمیز　　تھے بلالؓ و جعفرؓ و سلمانؓ برابر محترم
ایک رنگت میں اُخوّت کی تھے سب رنگے ہوئے　　اسود و احمر تھے جو اسلام کے زیرِ علم
زنگی و خوارزمی و تاتاری و مازندری　　ایک دسترخوان پر کھاتے تھے سب مل کر بہم
گو سدا آپس میں لڑتے اور جھگڑتے تھے مگر　　وقت جب پڑتا تھا آکر ایک ہو جاتے تھے ہم
فرق رکھا تھا کہ و مہ میں نہ کچھ اسلام نے　　تھے برابر نفقہ و کسوت میں آقا اور خدم
حق خلیفہ کا نہ تھا اُس میں رعیت سے سوا　　جمع بیت المال میں ہوتی تھی جو آکر رقم
ٹوک دیتا تھا سرِ دربار بڑھ کر اک غلام　　گر کہیں بے راہ اُٹھ جاتا تھا حاکم کا قدم
شوکت دیں کے سوا شوکت نہ تھی کوئی پسند　　مالک جم سے کر نہ پاس آتا تھا اپنے کبر جم

صحبتوں میں تکیہ و مسند کا آئیں کچھ نہ تھا
مجلسوں میں امتیازِ صدر و پائیں کچھ نہ تھا

بند یازدہم

راستبازی میں ہماری لوگ دیتے تھے نظیر
فرد تھے پاس سخن میں قوم کے برنا و پیر

دوست دشمن کو ہمارے قول پر تھا اعتماد
دے چکے جب ہم زباں پھر تھی وہ پتھر کی لکیر

تھے اگرچہ ہم میں بد اطوار بھی اوباش بھی
تھا سخن کا اپنے لیکن پاس سب کو ناگزیر

کوئی بدعہدی سے بڑھکر تھا نہ عیب اُنکے لئے
حق جنہیں کرنا تھا ہم میں وارث تاج و سریر

جیسے رہزن اور لٹیرے تھے ہمارے راستباز
رہنماؤں میں نہیں پاتے ہم آج اُن کی نظیر

دل میں کچھ ہو اور زباں پر کچھ یہ خاصیت نہ تھی
خاک میں اُس سرزمیں کی جس سے تھا اپنا خمیر

جنگ تھی تو برملا تھی صلح تھی تو بے ریا
ہمکو [illegible] آتا نہ تھا دنیا بنا کر جا مشیر

منہ سے جو کہہ بیٹھتے تھے کر دکھاتے تھے وہی
ہے گرج کر پھر برسنا جس طرح ابر مطیر

پھاندو لیں ہم جا کے تلواروں کی کہہ آتے تھے حق
غالب آتا تھا نہ ہم پر خوف سلطان و امیر

پر بنایا جب سے ہم نے ملجا و ماوا تجھے
راستبازی ہو گئی اے ہند ہم سے گوشہ گیر

کر دیئے تو نے تمام اسلام کے ارکان سُست
ہو گئے بوتے ہمارے عہد اور پیمان سست

بند دوازدہم

شرق سے تا غرب جب عالم میں تھا [illegible] اُجال
تھی ہماری قوم میں ارزانیٔ اہل کمال

علم و حکمت نے ہماری آن کر لی تھی پناہ
روم اور یونان پر جب چھا گیا جہل و ضلال

جاہلوں کا تھا ہماری قوم میں گھسنا نہیں
جیسے اب لکھے پڑھے ملتے ہیں ہم میں خال خال

منع ... استدلال یا توجیہ یا تحقیق حق
تھی یہی اکثر ہماری مجلسوں میں قیل و قال

ترک میں وحشت رہی تھی اور نہ جہل اعراب میں
دین بیضا نے دیا تھا آ کے [illegible] نکال

علم بھی جاتا تھا جاتے تھے جہاں ہم ساتھ ساتھ
علم نے اسلام سے باندھا تھا پیمانِ وصال

ہم وزر کم چھوڑ کر جاتے تھے ہم میراث میں — تھی کتاب اپنی بضاعت اور ادب اپنا تھا مال
خلق کرتی تھی ہماری ریس رسم وراہ میں — کر دیا تھا علم نے سب کے لئے ہم کو مثال
آج جن علم وہنر سے ہے چراغاں بزم دہر — ہم نے بنیاد اُسکی دی تھی پیشتر دنیا میں ڈال
تھی ہماری دولت اے ہندوستاں فضل وہنر — آگیا تیری بدولت اپنی دولت کو زوال

ہم کو ہر جوہر سے یوں بالکل معرا کر دیا
تو نے اے آب وہوائے ہند یہ کیا کر دیا

بند سیزدہم

ہم نے یہ مانا کہ جب گلشن میں ہو فصل خزاں — بے محل ہے چھیڑنی وہاں عہد گل کی داستاں
ہو تلف پر اثر جب [illegible] ہوا ادبار کا — پھر سلف کی شان شوکت کیجیے کس منہ سے بیاں
ہیں یہ باتیں بھولجانے کی مگر کیونکر کوئی — پھول جلتے رات کا سب صبح ہوتے ہی سماں
بزم کو برہم ہوئے مدت نہیں گذری بہت — اُٹھ رہا ہے گل سے شمع بزم کے اب تک دھواں
[illegible] ہیں نقش پائے رہرواں اے خاک ہند — یہاں سے گذرا ہے ابھی اک باتجمل کارواں
گو یقین ہے رفتہ رفتہ یاد ایام سلف — دل سے چھوڑیگی مٹا کر گردش دور زماں
بھول جائینگے کہ تھے کن البوں کے ہم ثمر — ٹوٹ کر آئے کہاں سے اور پہنچے آکر کہاں
پر زمانہ میں رہیں گے تا قیامت یادگار — جو کئے برتاؤ تونے ہم سے اے ہندوستاں
ماجرا ہوگا ہمارا عبرت اوروں کیلئے — چھیت جائینگے بہت سنکر ہماری داستاں
آگ سے رہتا ہے جیسے دور دور آتش پرست — حکمراں تیرے یونہیں تجھ سے رہینگے برکراں

برکتیں یہاں چھوڑ کر ہم اپنی جائینگے بہت
ہم نہ ہونگے پر نصیحت ہم سے پائینگے بہت

تمت

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

عرض حال

بجناب سرورِ کائنات مفخرِ موجودات علیہ التحیات

اے خاصۂ خاصانِ رسل وقتِ دعا ہے — امت پہ تری آکے عجب وقت پڑا ہے

جو دین بڑی شان سے نکلا تھا وطن سے — پردیس میں وہ آج غریب الغربا ہے

جس دین کے مدعو تھے کبھی سیزر و کسرا — خود آج وہ مہمانِ سرائے فقرا ہے

وہ دین ہوئی بزم جہاں جس سے چراغاں — اب اسکی مجالس میں نہ بتی نہ دیا ہے

جو دین کہ تھا شرک سے عالم کا نگہباں — اب اس کا نگہبان اگر ہے تو خدا ہے

جو تفرقے اقوام کے آیا تھا مٹانے — اس دین میں خود تفرقہ اب آکے پڑا ہے

جس دین نے تھے غیروں کے دل آکے ملائے — اس دین میں خود بھائی سے اب بھائی جدا ہے

جو دین کہ ہمدرد بنی نوع بشر تھا — اب جنگ و جدل چار طرف اسمیں بپا ہے

جس دین کا تھا فقر بھی اکسیر غنا بھی — اس دین میں اب فقر ہے باقی نہ غنا ہے

جو دین کہ گودوں میں پلا تھا حکما کے — وہ عرضۂ تیغ جہلا و سفہا ہے

جس دین کی حجت سے سب ادیان تھے مغلوب
اب معترض اس دین پہ ہر ہرزہ درا ہے

ہے دین ترا اب بھی وہی چشمۂ صافی
دیندار وں میں پر آب ہے باقی نہ صفا ہے

عالم ہے سو بےعقل ہے جاہل ہے سو وحشی
منعم ہے سو مغرور ہے مفلس سو گدا ہے

یہاں راگ ہے دن رات تو واں رنگ شب و روز
یہ مجلس اعیاں ہے وہ بزم شرفا ہے

چھوٹوں میں اطاعت ہے نہ شفقت ہے بڑوں میں
پیاروں میں محبت ہے نہ یاروں میں وفا ہے

دولت ہے نہ عزت نہ فضیلت نہ ہنر ہے
اک دین ہے باقی سو وہ بے برگ و نوا ہے

ہے دین کی دولت سے بہا علم سے رونق
بے دولت و علم اس میں نہ رونق نہ بہا ہے

شاہد ہے اگر دین تو علم اس کا ہے زیور
زیور ہے اگر علم تو مال اس کی جلا ہے

جس قوم میں اور دین میں ہو علم نہ دولت
اس قوم کی اور دین کی پانی پہ بنا ہے

گو قوم میں تیری نہیں اب کوئی بڑائی
پر نام تیری قوم کا یاں اب بھی بڑا ہے

ڈر ہے کہیں یہ نام بھی مٹ جائے نہ آخر
مدت سے اسے دور زماں میٹ رہا ہے

جس قصر کا تھا سر بفلک گنبد اقبال
ادبار کی اب گونج رہی اس میں صدا ہے

بیڑا تھا نہ جو باد مخالف سے خبردار
جو چلتی ہے اب چلتی خلاف اس کے ہوا ہے

وہ روشنی بام و در کشور اسلام
یاد آج تلک جس کی زمانے کو ضیا ہے

روشن نظر آتا نہیں واں کوئی چراغ آج
بجھنے کو ہے اب گر کوئی بجھنے سے بچا ہے

عشرتکدے آباد تھے جس قوم کے ہر سو
اس قوم کا اک اک گھر اب بزم عزا ہے

چاؤش تھے للکارتے جن رہگذروں میں
دن رات بلند ان میں فقیروں کی صدا ہے

وہ قوم کہ آفاق میں جو سر بفلک تھی
وہ یاد میں اسلاف کی اب رو بقفا ہے

جو قوم کہ مالک تھی علوم اور حکم کی
اب علم کا واں نام نہ حکمت کا پتا ہے

کھوج ان کے کمالات کا لگتا ہے اب اتنا
گم دشت میں اک قافلہ بے طبل و درا ہے

بگڑی ہے کچھ ایسی کہ بنائے نہیں بنتی
ہے اس سے یہ ظاہر کہ یہی حکم قضا ہے

تھی آس تو تھا خوف بھی ہمراہ رجا کے — اب خوف ہے مدت سے دلوں میں نہ رجا ہے
جو کچھ ہیں وہ سب اپنے ہی ہاتھوں کے ہیں کرتوت — شکوہ ہے زمانے کا نہ قسمت کا گلا ہے
دیکھے ہیں یہ دن اپنی ہی غفلت کی بدولت — سچ ہے کہ بُرے کام کا انجام بُرا ہے
کی زیب بدن سر سے ہے پوشاک کتاں کی — اور برف میں ڈوبی ہوئی کشور کی ہوا ہے
درکار ہے یہاں معرکے میں جوشن و خفتاں — اور رہ روش پہ یاروں کے وہی کہنہ ردا ہے
دریائے پُر آشوب ہے اک راہ میں حائل — اور بیٹھ کے گھڑ ناؤ پہ یاں قصدِ شنا ہے
ملتی نہیں اک بوند بھی پانی کی جہاں مفت — واں قافلہ سب گھر سے تہی دست چلا ہے
یہاں نکلے ہیں سودے کو درم لے کے پُرانے — اور سکہ رواں شہر میں مدت سے نیا ہے
فریاد ہے اے کشتیٔ اُمت کے نگہباں — بیڑا یہ تباہی کے قریب آن لگا ہے
اے چشمۂ رحمت بأبی انت و اُمّی — دنیا پہ ترا لطف سدا عام رہا ہے
جس قوم نے گھر اور وطن تجھ سے چھڑایا — جب تو نے کیا نیک سلوک اُن سے کیا ہے
صدمہ دُرِ دندان کو ترے جن سے کہ پہنچا — کی اُنکے لئے تو نے بھلائی کی دعا ہے
کی تو نے خطا عفو ہے اُن کینہ کشوں کی — کھانے میں جنہوں نے کہ تجھے زہر دیا ہے
سو بار ترا دیکھ کے عفو اور ترحم — ہر باغی و سرکش کا سر آخر کو جھکا ہے
جو بے ادبی کرتے تھے اشعار میں تیری — منقول انہیں سے تری پھر مدح و ثنا ہے
برتاؤ ترے جب کہ یہ اعدا سے ہیں اپنے — اعدا سے غلاموں کو کچھ امید سوا ہے
کر حق سے دعا اُمت مرحوم کے حق میں — خطروں میں بہت جسکا جہاز آ کے گھرا ہے
اُمت میں تری نیک بھی ہیں بد بھی ہیں لیکن — دل دادہ ترا ایک سے ایک اُن میں سوا ہے
ایماں جسے کہتے ہیں عقیدہ میں ہمارے — وہ تیری محبت تری عترت کی ولا ہے
ہر چپقلش دہر مخالف میں ترا نام — ہتھیار جوانوں کا ہے پیروں کا عصا ہے
جو خاک ترے در پہ ہے جاروب سے اُڑتی — وہ خاک ہمارے لئے داروئے شفا ہے

جو شہر ہوا تیری ولادت سے مُشرّف
اب تک وہی قبلہ تری امت کا رہا ہے

جس ملک نے پائی ترِی ہجرت سے سعادت
کعبہ سے کشش اُسکی ہر اک دل میں سوا ہے

کُل دیکھئے پیش آئے غلاموں کو ترِے کیا
اب تک تو ترِے نام پہ ایک ایک فدا ہے

ہم نیک ہیں یا بد ہیں پھر آخر ہیں تمہارے
نسبت بہت اچھی ہے اگر حال بُرا ہے

گر بد ہیں تو حق اپنا ہے کچھ تجھ پہ زیادہ
اخبار میں الطالح لی ہم نے سُنا ہے

تدبیر سنبھلنے کی ہمارے نہیں کوئی
ہاں ایک دعا تیری کہ مقبول خدا ہے

خود جاہ کے طالب ہیں نہ عزت کے ہیں خواہاں
پر فکر ترِے دین کی عزت کا سدا ہے

گر دین کو جوکھوں نہیں ذلت سے ہماری
امت ترِی ہر حال میں راضی برضا ہے

عزت کی بہت دیکھ لیں دنیا میں بہاریں
اب دیکھ لیں یہ بھی کہ جو ذلت میں مزا ہے

ہاں حالی گستاخ نہ بڑھ حدِّ ادب سے
باتوں سے ٹپکتا ترِی اب صاف گلا ہے

ہے یہ بھی خبر تجھ کو کہ ہے کون مخاطب
یہاں جنبشِ لب خارج از آہنگ خطا ہے

تمت

عرضداشت

بحضور سرور کائنات علیہ افضل الصلوات والتحیات

(از مولوی ظفر علی خاں صاحب بی۔اے)

ای نشانِ حجتِ حق مظہر شانِ جلیل
تو نے کی تکمیل آئینِ مسیحا و خلیل

اولیں برہاں تیری فرزند آذر کی دعا
اور نوید ابن مریم دوسری تیری دلیل

نقطۂ پرکار عشق کبریا تیرا جمال
تجھ سے اسکو ہے محبت کیونکہ وہ خود ہے جمیل

تیری چشم مست کا صدیق اکبر ہے خراب
تیری تیغ ناز کا فاروق اعظم ہے قتیل

ختم تجھ پر ہو گیا انسان کامل کا لقب
لا نہیں سکتے زمین و آسماں تیرا عدیل

بن گیا قرآن کی ہر ہر سطر ہر ہر لفظ میں
نطق تیرا شانۂ زلفِ پیام جبرئیل

تیری روشن زندگی کے کارنامے بن گئے
اہل ایماں کے لئے ہر مرحلہ میں سنگ میل

کر دیا تو نے قوام دین و دنیا معتدل
ناخنِ رہبانیت کی جڑ میں ٹھونکی تو نے کیل

لفظ جنّت ق معنی سے رہا ہوتا اگر
تیری رحمت اہل عالم کی نہ ہو جاتی کفیل

حشر کے دن جن کو ملتا ساغرِ آب حمیم
تو نے پلوایا انہیں جام شراب سلسبیل

قوم بھی سر منزلِ ہستی میں ہے مانند فرد
عمر قسّام ازل نے دی ہے دونوں کو قلیل

دیکھتے دونوں ہیں بچپن اور جوانی کی بہار
عہد پیری کاٹ کر ہوتے ہیں سرگرم رحیل

مصر و یوناں لد گئے روما و بابل مٹ گئے
کم جیا کوئی کسی نے زندگی پائی طویل

یا محمدؐ تیری امت مٹ نہیں سکتی مگر
ہو نہیں سکتا فنا جس طرح آب رود نیل

لوح ہستی سے نہ ہوگا محو نقش اسلام کا
متفق ہیں اس حقیقت پر زمانہ کے عقیل

جلوہ گستر پائیگا ہم کو نئے انداز سے
رنگ بدلے خواہ کتنے ہی نہ کیوں چرخ محیل

دولت اور اقبال کر سکتے نہیں ہم سے ابا
آیت استخلاف کی اس ادعا پر ہے دلیل

امتیازِ ملت و مشرب یہاں مطلق نہیں — ہے لگی سب کیلئے ملّہ کے ساقی کی سبیل
ہم ترے احکام پر جبتک عمل کرتے رہے — ہمکو ڈھونڈھے سے نہ ملتا تھا کہیں اپنا مثیل
پرچمِ اسلام اک عالم پہ لہراتا رہا — مشوروں میں ہم رہے اقوامِ عالم کے وکیل
سطوتِ اسلام کے ماتھے پہ جب پڑتا تھا بل — سرکشوں کو ایک ساعت کی نہ ملسکتی تھی ڈھیل
جب چمکتا تھا ہمارا خنجرِ خارا شگاف — فتح و نصرت کو نہ ہوتی تھی مجالِ قال و قیل
مشرق و مغرب کے دفتر کو الٹ دیتے تھے ہم — ہو نہ سکتی تھی ہمارے فیصلہ کی کچھ اپیل
چھوڑ دی ہے جب سے لیکن ملتِ بیضا کی راہ — ہم مسلماں ہو گئے دنیا کی قوموں میں ذلیل
ہمکو آج آنکھیں دکھاتے ہیں ہمارے ریزہ چیں — بنگئے شہباز کل تک جنکو ہم سمجھے تھے چیل
ہم میں جو مفلس ہیں وہ زندہ ہیں لیکن مردہ وار — ہم میں جو منعم ہیں وہ یا تو ہیں مسرف یا بخیل
گر شرافت اور نجابت کا ہو معیار اتقا — ہم مسلمانوں میں کم ہیں جو نہ نکلینگے رذیل
کر رہا ہے ہم پہ یورش یونہی دورِ آسماں — جسطرح کعبہ پہ چڑھ کر آئے تھے اصحابِ فیل
ہم ابابیلوں سے لیکن کس لئے مانگیں مدد — جبکہ تو خود ہے ہماری فتح و نصرت کی سبیل
تکیہ جس طاقت پہ ہمکو ہے وہ ہے تیری دعا — جو کہ ہے مقبولِ درگاہِ خداوندِ جلیل
تیرے روحانی تصرف نے کیا ہے جسطرح — تندرست اسکو جسے یورپ سمجھتا تھا علیل
دُرفشاں اے ابرِ رحمت ہند پر بھی ہو یونہی — تاکہ ہوں سیراب اس کشور کے بھی زرع و نخیل
علم سے ہمکو ہو ذوق الفت ہو مذہب سے ہمیں — قرنِ اول کے ہوں پیدا ہم میں اخلاقِ جمیل
ہم بھلے ہیں یا برے ہیں تیرے آخر ہیں غلام — ہمکو محشر میں اے آقا نہ ہونے دے ذلیل
اے شفیع المذنبیں اے رحمۃ للعالمیں — انت ہادی انت حامی انت لی نعم الوکیل

تمت

۷۸۶

فَاعْتَبِرُوْا يَا أُولِي الْأَبْصَارِ

مرنے جینے کا مزا مل جائیگا — چشم عبرت سے اسے دیکھو گے گر

ماں بیٹے کی خط کتابت

مؤلفہ

جناب مولوی انور علیخانصاحب - انور رحمانی موہونی ضلع لکھنؤ

حال افسر مدرس حسین گنج اسکول مینوسپل لکھنؤ

(بنابر فائدہ انگریزی و اردو و نسوان اسکولوں کیلئے)

مصنفہ

جناب منشی وہاج الدین صاحب رئیس قصبہ امیٹھی ضلع لکھنؤ

مفید عام پریس لکھنؤ پاٹانالہ باہتمام محمد علی چھپا

سنہ ۱۹۱۲ء

 باراول ۱۰۰۰ جلد قیمت فی جلد ۱

بسم اللہ الرحمن الرحیم

دیباچہ

ہے وہی قیوم و دائم مستمر — باقی فانی ہے جو کچھ ہے بشر
مظہر شان خدائی دیکھ لو — آئینہ مین دونون عالم کے مگر
پیشکش کرتا ہون اک دلکش بیان — جسکا ہے اک ایک جملہ پر اثر
ذہن نے حسرت کی کھینچی ہے شبیہ — فکر نے لی دونون عالم کی خبر
نظم انگریزی سے ہے کچھ اقتباس — باقی اپنے بحر فکرت کے گہر
ایک بچہ اور مردہ اسکی مان — خط کتابت کرتے ہین باجگر
خط ہے لیکن نظم انگریزی مین بند — مین دکھاتا ہون لفافہ کھولکر
ہاے وہ بچپن کی بھولی گفتگو — ہاے وہ پیرانہ پند پر اثر
ہاے کچھ کچھ علم کچھ کچھ جہل وہ — ہاے وہ کچھ ضبط اور سوز جگر
ایک کی وہ آرزو وہ التماس — ایک کی وہ گفتگوے پر اثر
اک کا استطلاع و استخبار حال — اک کا کرنا بے خبر کو باخبر

اک نگاہ دہ کو بلانا پیار سے | اک کا سوتے کو جگانا چیخکر
الغرض اس نظم کے جملے تمام | نیشتر ہین نیشتر ہین نیشتر
ناظرین اس مختصر مضمون پر | عزت افزائی سے فرمائین نظر
اور جس جا عیب یا نقصان ہو کچھ | یا چھپائین یا مٹائین سر بسر



ایک دن ٹیلیگراف آفس مین مین | سن رہا تھا دور کی کوئی خبر
اور چھائی تھی گھٹا چارون طرف | دے رہی تھی برق بارش کی خبر
ناگہان یہ کان مین آئی بھنک | "بابو صاحب کیا یہی ہے تار گھر"
جب ملی مجھکو فراغت کام سے | مین نے دیکھا اس طرف منھ موڑ کر
بھولا بھولا سا عجب نازک بدن | ایک بچہ سامنے آیا نظر
عارضِ گلرنگ پر تھا آشکار | اسکی روحانی مسرت کا اثر
وہ سنہرے بال وہ آنکھین کبود | آہوؤن کے صید کو وہ دام زر
اسکی آنکھون مین وہ نیلا پن نہ تھا | چرخ نے جادو جگایا تھا مگر
غور سے دیکھا کیا چارون طرف | فرش سے لے چھت تلک ڈالی نظر
پھر کیا اسنے وہی مجھ سے سوال | اپنی جانب مجھکو مائل دیکھکر
پیار سے مینے دیا اسکو جواب | ہان یہی ہے میرے پیارے تار گھر
یہ چمک بجلی کی یہ بادل کا شور | ایسے مین تنہا نکل آئے کدھر

خیر ہے کہیے تو کچھ کیا کام ہے
مین کرون گا ہو سکا مجھسے اگر

اُسکے ننھے ننھے ہاتھون مین مجھے
آیا اک لپٹا ہوا کاغذ نظر

شوق کے لہجے مین پھر کہنے لگا
اک تمنا کھینچ لائی ہے ادھر

یہ جو پھیلے ہر طرف کو تار ہین
جن کے مرکز مین بنا ہی تار گھر

کہتی تھی آنا کہ ان تارون کی راہ
بادلون سے آئی ہے بجلی اتر

اور منزل چاہے جتنی دور ہو
ایک لمحہ بھر مین لاتی ہے خبر

آسمان پر ہین گئی امان مری
مجھ ستم کش کو اکیلا چھوڑ کر

فرصت ابا کو مرے رہتی ہے کم
وہ چلے جاتے ہین اپنے کام پر

کیا کرون تنہا رہا جاتا نہین
کاٹے کھاتا ہے اکیلا مجھکو گھر

ہو کے مایوس آج یہ لکھا ہی خط
ایک کونے مین مکان کے بیٹھکر

موٹے حرفون مین لکھا ہی اسلئے
تاکہ جلدی سے فرشتے دیکھکر

جھٹ سے میری مان کو دیدین یہ خط
جلد امان کو مری ہووے خبر

آپ اس خط کو ذرا پڑھلیجین
اور بتائین بے قرار ہو گر

خط

پیاری امان لیجیے میرا سلام
ہو گئین کیون آپ مجھسے بیخبر

یاد ہے مجھکو وہ حالت آپکی
جب نہ دیکھا مجھکو تھوڑی دیر گر

یا ذرا آنکھون سے اوجھل ہو گیا
یا نہ پائی دو گھڑی میری خبر

ہو کے اپنے قلب سے بے اختیار
ڈھونڈھنے نکلین مجھے سر پٹکر

دل کو تھامے ہر طرف پھرنے لگین
اک قدم اندر تو اک دہلیز پر

جو نکلتا اس سے کہتین بے دھڑک
میرے بچے کو کہین دیکھا ادھر

یاد وہی مین ہون مری امان کہ اب
ایک مدت سے نہین پوچھی خبر

یاد ہر وقت آپ آتی ہین مجھے
دیکھتا ہر سو ہون آنکھین پھاڑکر

جب نہین ملتین تو رو دیتا ہون مین
دونون ہاتھون سے کلیجہ تھامکر

کوئی بھی اب کھانے پینے کے لیے
منتین کرتا نہین دو دو پہر

اب منانے والا ہی بیٹھا ہو کون
میری امان کسپہ بیٹھون روٹھکر

بال الجھے ہین تو الجھے ہی سہی
گرد رخ پہ ہے تو ہو جے جسقدر

کوئی خط بھی آپنے بھیجا نہین
ہوتی ڈھارس کاش اسی کو دیکھکر

آپنے تو یہ بھی کچھ لکھا نہین
طے ہوا کتنے دنون مین یہ سفر

ریل پر جاتے ہین کتنی دور لوگ
کرتے ہین پانی مین کتنے دن بسر

پیشوائی کیلیے آیا تھا کون
آپ مہمان آج کل ہین کسکے گھر

کسطرح کے لوگ ہین کیا حال ہے
کرتے ہین کسطور سے اپنی بسر

ہے عمارت کس طرح کی شہر مین
جسمین تم اترے ہو وہ کیسا ہے گھر

شہر ہے قصبہ ہے یا ہے کوئی گانون
آجکل ہے آپکا جس مین گذر

کون ہے اس ملک کا فرمانروا
بادشہ عادل ہے یا بیدادگر

بیاہ شادی کا وہان ہی کیا طرق — ناچ گانا ہوتا ہے کس طور پر
کس طرح کی ہے وہان آب و ہوا — موسمون کا کیسا ہوتا ہی اثر
معدنی چیزون کی پیداوار کیا — ہوتے ہین کس کس طرح کے جانور
آدمی جاہل ہین یا لکھے پڑھے — قوم کے وحشی ہین یا صاحب ہنر
کچھ زراعت کا بھی کاروبار ہی — ہے تجارت کا بھی وان مفتوح در؟
مال کس کس طرح کا بکتا ہی وان — کچھ کھلونے بھی ملین ڈھونڈھو اگر
چھوٹی چھوٹی چھتریان بکتی ہین وان — اور باجے بھی کسی دوکان پر
سبز جھاڑون کی کہین ہی روشنی — سرخ قندیلین بھی آتی ہین نظر
مدرسے جاری وہان ہین یا نہین — اور پڑھاتے ہین فرشتے یا بشر
وان سزا کا کیا طریقہ ہی بھلا؟ — مار تو پڑتی نہین ہر بات پر؟
امتحان ہوتا ہے کوئی یا نہین — ہے ترقی منحصر کس امر پر؟
پاتے ہین لڑکے وہان انعام بھی — جلدی جلدی پڑھتے لکھتے ہین اگر
کچھ وہان کرکٹ کا بھی سامان ہی — کھیلتے ہین یا ٹنس سب بیشتر
آپ نے میرے لیے کیا کیا لیا — مین نہ مانون گا نہ لائین کچھ اگر
یاد ہے مجھکو وہ کہنا آپ کا — نعمتین بیٹا بہت ہین چرخ پر
وان کے باغون مین نہین آتی خزان — رہتے ہین پھولے پھلے دائم شجر
وہ ثمر ملتے ہین جن کے نام سے — ذائقہ کے منھ مین پانی آئے بھر

میری اچھی امان میرے واسطے — میوے لانا اچھے اچھے ڈھونڈ کر

کچھ کھلونے کچھ مٹھائی بھی ضرور — اور اک چھوٹی سی چھتری دیکھکر

لائیگا بیت بھی اچھا سا ایک — جیسا مجھکو لا دیا تھا پیشتر

اور کیا مانگون نہین آتا ہی یاد — میرے قابل چیز جو آئے نظر

لیکن ان فرمائشون کیوجہ سے — دیر آنے مین نہ کیجیے گا ادھر

مین نہین کچھ جانتا آپ آئیے — آپ کو اللہ پہونچائے ادھر

آرزو ہے آپکے دیکھون قدم — آرزو ہے سر کو رکھون پاؤن پر

آرزو ہے کہہ کے امان لون پکار — آرزو ہے یہ کہ لپٹون دوڑ کر

آپ کچھ ناراض شاید ہوگئین؟ — میری امان مجھپہ غصہ اس قدر؟

آئیے اب ضد کی باتین چھوڑ دین — آئیے اب ہٹ کو رکھا طاق پر

مین نہین کچھ جانتا بس آئیے — آئیے میلا پڑا ہون خاک پر

اور اگر شاید کہ مجبوری ہے آپ — ختم کر سکتی نہون اپنا سفر

پھر تو فوراً بھیجیے خط کا جواب — بنگئی ہے اب تو میرے حال پر

ہو جیئے گا مطلع تاریخ سے

دیکھیئے گا "تار مین خط" کو اگر

۱۳۱۰ھ

بابو صاحب کیجیے اتنا کرم — بادل اکبی مرتبہ گرجے اگر

کہیئے بجلی سے کہ لیجا ہے اسے — آپ ان تارون مین خط کو باندھکر

ہائے اُس نادان کو کیا دیتا جواب — رہ گیا مین خود کلیجہ تھام کر
کانپ اٹھا اس واقعہ سے دل مرا — بھر گئی تھی آنسوؤن سے چشم تر
ہان مگر اُس سے چھپانیکے لیے — بول اُٹھا آنکھون سے آنسو پونچھکر
تو نہ گھبرا مستقل رہ میری جان — صبر کر اے میرے پیارے صبر کر
مان سے اپنی ایک دن ملجائیگا — شام ہوگی یہ جدائی کی سحر
مجھ سے جو کچھ ہوسکے گا تیرا کام — مین نہین ہرگز کرون گا درگذر
میرا شکر یہ کیا اُس نے ادا — اور بولا آسمان کو دیکھکر
آپ کیا امید کرسکتے ہین آج؟ — ابر سے اتر گئی بجلی تارپر؟
اُسکی کوشش پر ہنسا چرخ کبود — اور سورج مسکرایا دیکھکر
چھٹ گیا ابر اور نکلا آفتاب — رنگ لایا ہائے چرخ فتنہ گر
خرمن امید پر بجلی گری — آتش غم سے پھنکا اس کا جگر
وہ گلِ رخسار مرجھانے لگے — رہ گیا اتنا سا چہرہ سوکھکر
رنگِ رُخ کی طرح سے اڑنے لگے — اُسکے چہرہ سے مسرت کا اثر
یاس کے لہجے مین آخر کو کہا — جا چکا خط آج اب جاتا ہون گھر
آنے دیگی پھر نہ یان آنا مجھے — اور تھوڑی دیر مین ٹھیرا اگر
بس خدا حافظ کبھی آؤنگا پھر — بادل اٹھا اور گھٹا چھائی اگر
الغرض لوٹا بڑی حسرت کے ساتھ — ناامیدی آگے آگے راہبر

گھر پہونچکر غم کا مارا سو رہا
خواب مین خط کا جواب آیا نظر

خوش ہوا بیٹا جو پایا مان کا خط
یون لگا پڑھنے وہ اُس کو کھول کر

جواب خط

اے مرے پیارے مرے لخت جگر
اے مرے جانی مرے نور نظر

تو سلامت رہ جہان مین رات دن
جب تلک دنیا مین ہو شام و سحر

یا الٰہی مدتون پھولے پھلے
تیری نخل کامرانی کا شجر

یہ ادا بچپن کی تیری بھا گئی
بھیجنی چاہی جو تو نے یان خبر

تیری مان تیری یتیمی پر نثار
چوم لیتی ہاتھ بس چلتا اگر

میرے لال اب تو کہان اور مین کہان
اب تمنا میرے ملنے کی نکر

ریل کا کیا ذکر اور کیسا جہاز
ایک دم مین طے یہ ہوتا ہی سفر

اس سفر کو لوگ مرنا کہتے ہین
ہے نہین اس سے کسی کو بھی مفر

کھینچ لاتا ہے جسے دام اجل
وہ نہین جاتا یہان سے لوٹکر

ہے نفس کا جادہ اس منزل کی راہ
اور اعمال ایک اک کے راہبر

پیشوا تھا جو وہان وہ ہی یہان
غمزدون کا عاصیون کا چارہ گر

ن نہ مہمان ہے نہ کوئی میزبان
ان نہ ویرانہ نہ بستی کا اثر

بیاہ شادی کی نہین کچھ احتیاج
ہر کوئی اک طور کرتا ہے بسر

جسکے جیسے ہین عمل وہ ویسے ہی — اس جہان مین آکے پاتا ہی ثمر
یان نہ کوئی موسم نہین ان کیطرح — یان نہ وہ آب وہوا کا ہی اثر
یان نہ پیدا وارے زدئیدگی — ہوچکا جو کچھ تھا ہونا پیشتر
یان نہ حاجت علم کی نے جہل کی — کیسی حرفت اور کیا ذکر ہنر
کچھ نہ صنعت سے نہ کچھ حرفت سے کام — کچھ نہ شوق جاہ و نے فکر مال و زر
یان نہ کچھ کھانے پہننے کی ہی فکر — نے زراعت نے تجارت کا اثر
جو وہان بوتے ہین یان پاتے ہین جمع — یہ ہی خرمن گاہ وہ کھیتی کا گھر
نعمتین ہر قسم کی موجود ہین — پہ سچ کہا تھا مینے تجھ سے پیشتر
لیکن ان کو بس وہی پا سکتا ہی — جسپہ ہو میری طرح رب کی نظر
مدرسہ تو یان کوئی جاری نہین — امتحان ہوتا ہے لیکن سخت تر
مرکے جب آتا ہے انسان قبر مین — دو فرشتے اسپہ کرتے ہین گذر
اور لیتے ہین زبانی امتحان — ان سوالون مین اگر ٹھہرا بشر
اسکے پھر انعام کا کیا پوچھنا — چاہتا جتنا ہے پاتا اسقدر
بادشہ دونون جہان کا ایک ہے — ایک ہی کے حکم مین ہین خیر و شر
وہ سنا تو نے جو ہو دوزخ بہشت — ایک جا سے خیر ہے اک جا سے شر
خوش عمل رہتے ہین جا ہے خیر مین — بدعمل لوگون کا گھر ہے جا سے شر
وہ جو دنیا مین رہا کچھ دن قیام — خواب کا عالم تھا گو یا سر بسر

وان کے رونے رکھی یان آبرو | وان گرائے اشک یان پائے گہر
کام وان کی آہ وزاری آگئی | ابر رحمت بن گیا وہ دود جگر
شکر ہے احسان ہے اللہ کا | جسنے جنت مین دیا رہنے کو گھر
ہر طرح کی مجھکو آسایش ہے یان | شاق اک تیری جدائی ہے مگر
تیری صورت کا ہے اک پہچان | ہوتی ہے تسکین اسی کو دیکھکر
وہ ہے یعنی "میرے ملنے کی امید" | بس یہی ہے درد دل کی چارہ گر
میرے پیارے شاد وآباد رہ | اسطرف چلنے کو باندھے رہ کمر
سن جو کچھ دنیا مین افسانہ سمجھ | دیکھ جو کچھ خواب اسکو دھیان کر
خواب سے جسوقت ہوگا ہوشیار | اور جانے گا گئین ایام گذر
بڑھ کہین جائے نہ تیرا اضطراب | میرے پیارے یہ بڑا مجھکو ہے ڈر
لیکن اتنا مین سمجھتی ہون ضرور | جب کریگا غور میرے حال پر
یان جائے گا کہ میری پیاری مان | عیش سے راحت سے کرتی ہین بسر
عیش وہ جسکو نہین ہرگز زوال | راحت ایسی جو ہمیشہ اوج پر
دولت دنیا ہے حادث یہ قدیم | سے لٹنے پٹنے کا نہین اسکو خطر
عشرت فانی تھی وہ یہ لازوال | راحت آنی تھی وہ یہ مستمر
وان کا گھر مسمار ہونے کو کھڑا | چار دیوار ادمت یان کا گھر
اس مکان کا ہر مکین اک بادشاہ | سر پہ ہر اک کے ہے رکھا تاج زر

سیر کو وہ صاف وہ ستھری مقام
لڑکھڑاتا پھرتا ہے پاے نظر

نعمتین یان کی خدا کی شان ہین
کم نہین ہوتین لٹاؤ جسقدر

خادمون کی یان نہین کچھ انتہا
لاکھ حاضر ایک کو چاہو اگر

ہر جگہ حورین پئے خدمت کھڑین
خوبصورت خوش سلیقہ خوش سیر

بس یہ سچا حال جب جانیگا تو
اے میرے دلبند شب کو وہ سحر

تو یقیناً تجھکو صبر آجاویگا
جبکہ خوش ہوگا یہ دلمین سوچکر

میری [illegible] دنیا سے اچھی جاگئین
کی مرے خالق نے رحمت کی نظر

اس جہان سے سبکو جانا ہی ضرور
کہتے اس عالم کو ہین دار السفر

سب اسی صورت سے اٹھتے جائینگے
کوئی پیچھے اور کوئی پیشتر

چھوٹنا اک سے ہی سبکو ضرور
اس جدائی سے نہین ممکن مفر

ہیچ ہے دنیا اور اسکی کائنات
پوچ یہ عالم اور اسکا کروفر

تف برین دنیا و نعمتہای او
فتنہ ہین اموال و اولاد و زر

کھول آنکھین چند روزہ ہی حیات
باز آ غفلت سے قصہ مختصر

۱۳۲ھ

تمت بالخیر

پتہ ملنے کا ۔ اسکول حسین گنج مینوسپل لکھنو۔

نوٹ ۔ ترانۂ الوری جدید زیر طبع ہے ۔